www.nafseislam.com

ایک عظیم الشان کتاب

اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِاٰدابِ الدُّعَاءِ

مع شرح

ذَیْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنِ الْوِعَاءِ

مکتبۃ المدینہ

شہید مسجد کھارادر کراچی

فضائلِ دعا

مصنف

رئیس متکلمین علامہ نقی علی خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

شارح

مجددِ اعظم امام احمد رضا علیہ الرحمۃ

محشی

عبدالمصطفیٰ رضا عطاری

مکتبۃ المدینہ

شہید مسجد کھارادر کراچی

فہرست

نمبر شمار		صفحہ نمبر
	عرض محشی	
۱	خطبة الكتاب	1
	فصل اول	
۲	فضائل دعا	3
	فصل دُوُم	
۳	آداب دعا و اسباب دعا	8
٤	دعا بلا شرط مستجاب ہو سکتی ہے	"
۵	فائدۂ جلیلہ : (حاشیہ ۲☆)	12
٦	تین بار یا ارحم الراحمین کہنے کی فضیلت	15
۷	محبوبانِ خدا سے توسل	16
۸	اللہ تعالیٰ کے سمع و بصر جمیع موجودات کو عام ہیں	19
۹	عام مسلمانوں کے حق میں دعا کرنے کے فضائل	26
۱۰	دعا میں اپنے آپ کو مقدم کرے یا دیگر مسلمانوں کو	30
۱۱	فائدۂ جلیلہ: قبولِ دعا میں دیر سے نہ گھبرانے کا بیان شافی	33

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱۲	فضیلت امامِ اعظم میں ایک رویائے صالحہ	40
۱۳	اوقاتِ قبولیت کا بیان	46
۱٤	ساعتِ جمعہ کا بیان	"
۱۵	نقراجات، صحیح حدیث کا ارشاد	50
	فصل چہارم	
۱٦	مقاماتِ قبولیت کا بیان	54
۱۷	ان مزاراتِ اولیاء کا بیان جن کے پاس قبول دعا کو علمائے کرام نے مجرب بتایا	58
۱۸	۱۲۹۳ھ میں حضور محبوبِ الٰہی کی روشن کرامت کا ظہور	60
	فصل پنجم	
۱۹	اسم اعظم وکلمات اجابت کا بیان	62
	فصل ششم	
۲۰	موانعِ قبولیت	68
۲۱	کوئی حق العبد گردن پر ہونا سخت مانع قبولیت ہے	96
۲۲	وہ لوگ جن کی دعا "تمہیں علاج اپنے ہاتھ کے ہاتھ بنانے کا" کے طور پر قبول نہیں ہوتی	73
۲۳	تیس ۳۰ فوائدِ احادیث	76
۲٤	تنبیہ:	79
۲۵	ترکِ دعا کبھی نہ چاہیے	"
۲٦	قبولیت نہ ہونا کسی حالت میں یقینی نہیں	"

نمبر شمار		صفحہ نمبر
	فصل ہفتم	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۲۷	کن کن باتوں کی دعا نہ کرنی چاہیے	80
۲۸	محالِ عادی کا مفہوم (حاشیہ ۲۳۸)	"
۲۹	عافیت کی ہمیشگی اور شارح کی تحقیق	"
۳۰	دونوں جہاں کی بھلائی مانگنے کا مسئلہ	81
۳۱	محالِ عادی کی دعا کا مسئلہ	82
۳۲	اللہ تعالیٰ سے حقیر چیز مانگنے کا مسئلہ اور مصنف و شارح کی تحقیق	83
۳۳	اپنی موت طلب کرنے کا مسئلہ	85
۳۴	دوسرے کیلئے دعائے ہلاکت نہ کرے	87
۳۵	مسلمان پر کفر کی بد دعا کا مسئلہ	90
۳۶	لعنت کی مذمت اور اس کے جواز و حرمت کی تفصیل	"
۳۷	لعنِ یزید کا بیان	95
۳۸	فائدۂ جلیلہ: بدمذہب گمراہوں کے مغالطے کا دفع	98
۳۹	ایک وجہِ اسلام اور ننانوے ۹۹ وجہِ کفر کے معنی	"
۴۰	اہلِ قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کے معنی	99
۴۱	گزرے ہوئے کافر کیلئے دعائے مغفرت اشد حرام ہے بلکہ تجدیدِ اسلام و نکاح چاہیے	100
۴۲	سب مسلمانوں کے سب گناہوں کی بخشش اور شارح کی تحقیق	102
۴۳	اولاد پر بد دعا اور قبولیت میں شارح کی تحقیق	107
۴۴	حاصل شدہ کا حصول	108

صفحہ نمبر		نمبر شمار
109	دعا میں تنگی نہ کرے	٤٥
	فصل ہشتم	
111	وہ کہ جن کی دعا مقبول ہے	٤٦
	فصل نہم	
117	وہ اعمالِ صالحہ جن کے کرنے والے کو کسی دعا کی حاجت نہیں	٤٧
	فصل دہم	
120	دعا سے متعلق چند نفیس سوالات وجوابات	٤٨
"	سوال اول : دعا بہتر ہے یا قضاء پر راضی ہو کر ترک دعا؟	٤٩
123	ہر روز کم از کم بیس ۲۰ بار دعا بالاتفاق واجب ہے	٥٠
124	سوال دُوُم : کیا دعا تفویض کے منافی ہے؟	٥١
125	شرط خیر وصلاح ہر دعا میں لگانی چاہئے	٥٢
127	سوال سِوُم : جو مقدر ہے، ہو کر رہے گا، پھر دعا سے کیا فائدہ؟	٥٣
"	قضائے معلق ومبرم کا بیان	٥٤
128	حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد اور اس کی توضیح میں شارح کی تحقیق	٥٥
131	سوالِ چہارم : کیا دعا خلافِ تسلیم ورضا ہے؟	٥٦
"	تفویض وتسلیم میں فرق	٥٧

صفحہ نمبر		نمبر شمار
133	سوال پنجم: کیا دعا ترکِ ارادہ و خواہش کے خلاف ہے؟	۵۸
"	احکامِ فقہ و تصوف کا فرق	۵۹
135	سنت پر زیادت کا مسئلہ	۶۰
"	بدعتِ حسنہ، سنت پر زیادت نہیں، شارح کی تحقیق	۶۱
"	حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی برہنہ پائی	۶۲
138	نبی علیہ السلام کی سنت، بلحاظ امت عامہ ہوتی ہے، خواص کہ اپنی عظیم قوت کے مطابق عمل کریں، مخالفِ سنت نہیں	۶۳
	تذییل:	
142	غیر خدا سے سوال کا بیان	۶۴
145	کسی سے مانگنے میں تین خرابیاں ہیں	۶۵
146	سوال کے جواز کی بیس ۲۰ شرائط	۶۶
"	حاجتِ شرعیہ اور غیر شرعیہ کا بیان	۶۷
147	بیٹی کی شادی یا سفرِ حج کیلئے مانگنے کا مسئلہ	۶۸
151	صدقہ کو حقیر نہ جاننے کی تین تفسیریں	۶۹
153	مسجد میں مانگنے کا مسئلہ	۷۰
154	عملِ آخرت کو ذریعہ دنیا طلبی بنانا جائز نہیں	۷۱
155	جمع مال کیلئے وعظ کہنے کی مذمت	۷۲
157	سید بن کر مانگنے کی مذمت	۷۳
158	ماں کے سیدہ ہونے سے بیٹا سید نہیں ہو جائے گا	۷۴

نمبر شمار		صفحہ نمبر
٧٥	بعض اولیائے کرام کے سوال کرنے، اسکے وجوہ ومقاصد اور فوائد کا بیان	158
٧٦	توکل فرضِ عین ہے اور ترکِ اسباب توکل نہیں	159
٧٧	سالکین کیلئے نادراً حالتِ سوال میں شارح کی تحقیق	162
٧٨	جوگیوں کا مانگنا حرام ہے	"
٧٩	سوال اولیاء کی دوسری نفیس توجیہ و تحقیقِ شارح	163
٨٠	باہم انبساطِ تام کی حالت میں بقدرِ انبساط مانگنا سوال نہیں	164
٨١	مریدوں سے فرمائش کا مسئلہ	165
٨٢	شیخ کو کیا لحاظ چاہیے اور مرید کو کیا سمجھنا لازم	"
٨٣	رسول اللہ ﷺ کو اپنا مالک جانے	"
	خاتمہ:	
٨٤	چند ترکیب نماز حاجت میں	166
٨٥	رسول اللہ ﷺ کو نام پاک لے کر ندا کرنا جائز نہیں	"
٨٦	جس دعا میں لفظ یا محمد آیا ہو اس کی جگہ یا رسول اللہ کہنا لازم ہے	"
٨٧	مسئلہ بمعاقد العز من عرشك	172
٨٨	نماز میں قیام کے سوا کہیں تلاوت قرآن جائز نہیں	173
٨٩	سجدے یا قعدے میں سورۃ الفاتحہ و آیۃ الکرسی بہ نیتِ ثناء کریں نہ کہ نیتِ قرآن	"
٩٠	نماز غوثیہ شریف	174
٩١	حضور سیدنا غوث اعظم ؓ کی دوہائی	"

عرضِ مُحشی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحَمدُلِلّٰہِ الَّذِی اَبدَعَ الاَفلَاکَ وَ الاَرضِینَ○ وَالصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَن کَانَ نَبِیًا وَّ اٰدَمُ بَینَ المَاءِ وَالطِّینِ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحبِہٖ اَجمَعِینَ.

اما بعد! ایک عرصہ سے دلی تمنا تھی کہ **مجددِ اعظم** امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی تصانیفِ جلیلہ کی مع تسہیلِ لطیف اشاعت کا سلسلہ جدیدہ شروع ہو، تاکہ مطالعہ کرنے والے کی دلچسپی میں اضافہ ہو۔

الحمد للہ علی احسانہ! کہ اس پاک پروردگار جل جلالہ ذی الجلال نے اپنے حبیبِ کریم **عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمُ** کے صدقے یہ توفیقِ رفیق بخشی کہ رئیس المتکلمین مجاہدِ تحریکِ آزادی، والدِ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی تصنیفِ لطیف اَحسنُ الوعاء کہ جس پر مجددِ اعظم نے بنام ذَیلُ المُدّعا شرح تحریر فرمائی، دعا کے موضوع پر اس عظیم الشان کتاب کی تسہیل میں اس انداز سے کوشش کروں کہ

○____ ان تمام عربی عبارات کی سلیس اردو میں ترجمانی کر دوں کہ جن میں عوام کیلئے افادۂ عامہ ہے۔

○____ اکثر فارسی، عربی اشعار کی ترجمانی اردو شاعری کی صورت میں کر دوں۔

○____ جدید انداز میں پیرا بندی، فل اسٹاپ تیز کاما (،) کا خاص خیال رکھوں۔

تاکہ مذکورہ تمام کاوشوں کے بعد ایک عام قاری کیلئے بھی کتاب کا مطالعہ آسان تر ہو جائے۔ چونکہ پہلے سے خود مصنف اور شارح علیہما الرحمۃ کے چند

حواشی موجود تھے چنانچہ ان حواشی قدیمہ اور جدیدہ کے مابین اس ☆ شکل کے ذریعہ امتیاز قائم رکھا گیا ہے۔

یاد رہے کہ مذکورہ تمام عبارتوں کا ترجمہ نہیں بلکہ ترجمانی کی گئی ہے کہ مقصود اصل کتاب کی تسہیل اور قاری کی تفہیم ہے اور اہلِ علم پر ترجمہ اور ترجمانی کا فرق مخفی نہیں۔

نیز یہ بھی یاد رہے کہ تسہیل کی غرض سے اصلِ کتاب کی عبارت میں کچھ تغیر نہیں کیا گیا بلکہ جو کچھ کاوش ہوئی، وہ حواشی کی صورت میں ہے تاکہ اصل کتاب کی عبارات میں تحریف و بگاڑ پیدا نہ ہو۔ البتہ حواشی قدیمہ میں کہیں کہیں ہلالین ( ) میں عبارت کی تسہیل کی گئی ہے کہ حاشیہ پر مزید حاشیہ چڑھانا ایک امر دقیق ہے۔

ممکنہ حد تک کوشش کی گئی ہے کہ کتاب ہر قسم کے اغلاط سے پاک رہے۔ اس کے باوجود بمقتضائے بشریت، قارئین اگر کسی قسم کی غلطی پائیں تو رضائے الٰہی کیلئے **مکتبة المدینہ** کراچی کے اڈریس پر اطلاع دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں وہ غلطی دور کر لی جائے گی۔

عبدالمصطفیٰ رضا
عطاری

۱۷ ذیقعد ۱۴۲۰ھ

۲۳ فروری ۲۰۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ السَّمِیْعِ الْقَرِیْبِ الْمَجِیْدِ الْمُجِیْبِ قَرِیْبٌ رَبُّنَا فَنَا جِیْہِ لَا بَعِیْدٌ فَنُنَادِیْہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّجِیِّ النَّجِیْبِ الْمُنَاجِی الْحَبِیْبِ الْبَشِیْرِ النَّذِیْرِ الدَّاعِیْ اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الْکِرَامِ وَصَحْبِہٖ الْعِظَامِ الدَّاعِیْنَ رَبَّھُمْ وَالنَّاسُ نِیَامٌ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اِمَامُ الدُّعَاۃِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔(۱)

اٰمِیْنَ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اما بعد:

یہ رسالہ ہے دعا کے آداب و فضائل اور اجابت کے موانع و وسائل(۲) اور اس کے متعلق نفیس مسائل میں مسمّٰی بہ اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِاٰدَابِ الدُّعَاءِ تصنیفِ لطیف اعلیٰحضرت، داعیٔ سنت، راعیٔ شریعت، افضل المحققین، اکمل المدققین، حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خان صاحب، محمدی، سنی، حنفی، قادری، برکاتی، بریلوی رضی اللہ عنہ وارضاہ وجعل الجنۃ مصیرہ ومثواہ کہ فقیر نامزا عبد المصطفیٰ احمد رضا غفر اللہ تعالیٰ لہ واصلح عملہ

---

(۱) سب خوبیاں اللہ کو جو سننے والا، اپنے بندوں سے نزدیک، بزرگی والا، اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول فرمانے والا، ہمارا پروردگار نزدیک ہے کہ اس سے آہستہ کہیں نہ دور کہ اس کو پکاریں اور رحمت اور سلامتی اس پر جو نجات دلانے والا، عمدہ نسب والا، اپنے رب کے حضور مناجات کرنے والے، حبیب پروردگار، خوشخبری دینے والا، ڈر سنانے والا، اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا، اسی کی اجازت سے چمکا دینے والا آفتاب اور اس کی معزز آل اور عظمت والے صحابہ پر جو اپنے رب عزوجل سے دعائیں مانگتے ہیں جبکہ لوگ خوابِ غفلت میں سوئے ہوتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ عزوجل کے بندے اور رسول، تمام دعا کرنے والوں کے امام ہیں۔ قیامت تک اللہ عزوجل ان پر اور ان کے جمیع آل و اصحاب پر رحمت نازل فرمائے۔ آمین یارب العٰلمین

(۲) یعنی ان چیزوں کے بیان میں جو دعا کی قبولیت میں رکاوٹ یا دعا کی قبولیت کا سبب بنتی ہیں۔

نے اس کا شرفِ خدمت لیا اور خاص مسودۂ حضرت مصنفِ علام قدس سرہٗ سے مبیضہ کیا۔(۳) اثنائے تبییض میں کہیں وضاحتِ مرام(۴) کہیں ازاحتِ اوہام(۵) کہیں مناسبتِ مقام کے لئے فقیر نے زیاداتِ کثیرہ کیں کہ اصل رسالہ سے نہ قدر، بلکہ مقدار میں بڑھ گئیں۔ تو مناسب ہوا کہ انہیں رسالۂ مستقلہ قرار دیجئے اور اصل کیلئے بجائے شرح و ذیل سمجھ کر بنام ذَیْلُ الْمُدَّعَاءِ لِاَحْسَنِ الْوِعَاءِ مسمّٰی کیجئے۔

اصل رسالہ سے ان زیادات کے امتیاز کا یہ طریقہ رکھا کہ ان کے شروع میں قال الرضاء اور آخر میں اس ﴾ شکل کا خط ہلالی لکھا۔(۶)

اس مبارک رسالہ کے مطالبِ نفیسہ کا دس فصل پر اختتام اور آخر میں ایک تذییل اور ایک خاتمہ پر انتہائے کلام۔

والحمدلله ولی الانعام والصلٰوة علی محمد واٰله والسّلام۔(۷)

فصلِ اول، فضائلِ دعا میں۔ فصلِ دُوم، آدابِ دعا و اسبابِ اجابت میں۔ فصلِ سِوم، اوقاتِ اجابت میں۔ فصلِ چہارم، اَمکنۂ اجابت میں۔ فصلِ پنجم، اسم اعظم و کلماتِ اجابت میں۔ فصلِ ششم، موانعِ اجابت میں۔ فصلِ ہفتم، کن کن باتوں کی دعا نہ کرنی چاہیے۔ فصلِ ہشتم، ان لوگوں کے بیان میں، جن لوگوں کی دعا قبول ہوتی ہے۔ فصلِ نہم، ان اعمالِ صالحہ میں، جن کے کرنے والے کو کسی دعا کی حاجت نہیں۔ فصلِ دہم، مبحثِ دعا کے متعلق چند نفیس سوال و جواب میں۔ تذییل، غیر خدا سے سوال کے حکم میں۔ خاتمہ، چند ترکیبِ نمازِ حاجت میں، افاد قدس سرہ۔

---

(۳) یعنی اصل مسودے کو صاف کر کے لکھا۔ ۴۔ یعنی مقصد و مطلب کی وضاحت۔

(۵) وہموں کو دور کرنا۔

(۶) مذکورہ خط ہلالی کی جدید شکل یہ ہے ﴾ چنانچہ جدید ایڈیشن میں اسی کو اختیار کیا گیا ہے۔

(۷) سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جو بخشش والا پروردگار اور رحمت و سلامتی اُن پر اور اُن کی آل پر جو ہیں نبی مختار ﷺ۔

فصل اوّل فضائل دعا میں

قال الرضاء: فضائل دعا میں احادیث بکثرت ہیں۔ دس اس فصل میں مذکور ہوں گی۔ آئندہ بھی ضمن کلام میں بہت احادیث آئیں گی۔ **واللہ الموفق** ﴾

قال اللہ عزّوجلّ:

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِo (۸)

''میں دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں' جب وہ مجھے پکارے'' اور فرماتا ہے۔

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ (۹)

''مجھ سے دعا مانگو' میں قبول فرماؤں گا۔''

اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دَاخِرِیْنَ۔ (۱۰)

''جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔'' (یہاں عبادت سے مراد دعا ہے۔)

قال الرضاء: اور فرماتا ہے۔

فَلَوْلَا اِذْ جَآءَھُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰکِنْ قَسَتْ قُلُوْبُھُمْ۔ (۱۱)

''تو کیوں نہ ہوا جب آئی تھی ان پر ہماری طرف سے سختی تو گڑگڑائے ہوتے لیکن سخت ہو گئے ہیں دل ان کے'' (اس آیت سے ترک دعا پر تہدید شدید نکلی) (۱۲) ﴾

---

(۸) سورۃ البقرہ' آیت ۱۸۶۔

(۹) سورۃ المؤمن' آیت ۶۰۔

(۱۰) سورۃ المؤمن' آیت ۶۰۔

(۱۱) سورۃ الانعام' آیت ۴۳۔

(۱۲) یعنی ترک دعا پر شدید خوف دلایا جارہا ہے۔

حدیث ۱: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

"میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں۔"

یعنی وہ جیسا گمان مجھ سے رکھتا ہے میں اس سے ویسا ہی کرتا ہوں۔ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا دَعَانِیْ "اور میں اس کے ساتھ ہوں' جب مجھ سے دعا کرے۔"

قال الرضاء: یہ حدیث بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی وابن ماجہ ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

اقول...... اللہ تعالیٰ کا علم و قدرت سے ساتھ ہونا تو ہر شے کے لئے ہے۔ یہ خاص معیتِ کرم و رحمت ہے' جو دعا کرنے والے کو ملتی ہے۔ اس سے زیادہ کیا دولت و نعمت ہوگی کہ بندہ اپنے مولیٰ کی معیت سے مشرف ہو۔ ہزار حاجت روائیاں اس پر نثار اور لاکھ مقصد و مراد اس کے تصدق ہیں۔

حدیث ۲: فرماتے ہیں ﷺ۔ "اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دعا سے بزرگ تر نہیں۔"

قال الرضاء: اسے ترمذی وابن ماجہ وابن حبان وحاکم نے انہیں صحابی سے روایت کیا(۱۳) ہے۔

حدیث ۳: نبی ﷺ اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں:

"اے فرزند آدم! تو جب تک مجھ سے دعا کرتا اور میرا امیدوار رہے گا' میں تیرے گناہ کیسے ہی ہوں' معاف فرماتا رہوں گا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔"

قال الرضاء: رواہ الترمذی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔

حدیث ۴: فرماتے ہیں ﷺ "دعا سے عاجز نہ ہو کہ کوئی شخص دعا کے ساتھ ہلاک

---

(۱۳) یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

نہ ہوگا۔"

قال الرضاء: رواہ عنه ابن حبان والحاکم﴾

حدیث ۵ : فرماتے ہیں ﷺ "دعا مسلمانوں کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون اور آسمان و زمین کا نور۔"

قال الرضاء: رواہ الحاکم عن ابی ہریرۃ وابی یعلی عن علیؓ ﴾

حدیث ۶ : منقول کہ فرماتے ہیں ﷺ "جو بلا اتر چکی اور جو ابھی نہ اتری، دعا سب سے نفع دیتی ہے تو دعا اختیار کرو، اے خدا کے بندو!"۔

قال الرضاء: رواہ الترمذی والحاکم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ﴾

حدیث ۷ : وارد کہ فرماتے ہیں ﷺ۔ "بلا اترتی ہے پھر دعا اس سے جا ملتی ہے، تو دونوں کشتی لڑتے رہتے ہیں قیامت تک"۔ یعنی دعا اس بلا کو اترنے نہیں دیتی۔

قال الرضاء: رواہ البزار والطبرانی والحاکم عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا﴾

حدیث ۸ : مروی کہ فرماتے ہیں ﷺ۔ "دعا عبادت کا مغز ہے"۔

قال الرضاء: رواہ الترمذی عن انسؓ ﴾

حدیث ۹ : مذکور کہ فرماتے ہیں ﷺ۔ "کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دے اور تمہارے رزق وسیع کردے۔ رات دن اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہو کہ دعا سلاح مومن ہے۔"(۱۴)

قال الرضاء: رواہ ابو یعلی عن جابر بن عبداللہؓ ﴾

حدیث ۱۰ : فرماتے ہیں ﷺ۔ "جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے۔"

---

(۱۴) دعا مومن کا ہتھیار ہے۔

قال الرضاء: اخرجه احمد وابن ابی شیبة والبخاری فی الادب المفرد و الترمذی وابن ماجه والحاکم عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ۔

یہ معنی بعض احادیث قدسی میں بھی آئے۔

اخرجه العسکری فی المواعظ عنه عن النبی ﷺ قال قال اللہ تعالی من لایدعونی اغضب علیه۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "جو مجھ سے دعا نہ کرے گا میں اس پر غضب فرماؤں گا۔" (العیاذ باللہ تعالی) ۱۲

اے عزیز! دعا ایک عجیب نعمت اور عمدہ دولت ہے کہ پروردگار تقدّس و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کرامت فرمائی اور ان کو تعلیم کی۔ حلِ مشکلات میں اس سے زیادہ کوئی چیز مؤثر نہیں اور دفع بلا و آفت میں کوئی بات اس سے بہتر نہیں۔

سا یک دعا سے آدمی کو پانچ فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

اوّل: عابدوں کے گروہ میں داخل ہوتا ہے کہ دعا فی نفسہ عبادت بلکہ مغز عبادت ہے۔(۱۵)

دُوم: دو اقرار عجز و نیاز دا ہی(۱☆) و اعتراف بقدرت و کرمِ الٰہی پر دلالت کرتی ہے۔

سوم: امتثالِ امرِ شرع(۱۶) کہ شارع نے اس پر تاکید فرمائی۔ نہ مانگنے پر غضبِ الٰہی کی وعید آئی۔

(۱☆) یعنی جو شخص دعا کرتا ہے وہ اپنے عجز و احتیاج کا اقرار اور اپنے پروردگار کے کرم و قدرت کا اعتراف کرتا ہے۔ ۱۲ منہ

(۱۵) یعنی دعا عبادت کا مغز و اصل ہے۔

(۱۶) یعنی شریعت کے حکم کی بجا آوری ہے کہ فرمایا عزوجل: "مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔"

چہارم: اتباع سنت' کہ حضور اقدس ﷺ اکثر اوقات دعا مانگتے اور اوروں کو بھی تاکید فرماتے۔

پنجم: دفع بلا و حصول مدعا کہ حکم اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ(۱۷) وَاُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔(۱۸)

آدمی اگر بلا سے پناہ چاہتا ہے' خدائے تعالیٰ پناہ دیتا ہے اور جو وہ کسی بات کی طلب کرتا ہے' اپنی رحمت سے اس کو عطا فرماتا ہے یا آخرت میں ثواب بخشتا ہے۔

سرور معصوم ﷺ سے روایت ہے "دعا بندے کی تین باتوں سے خالی نہیں ہوتی یا اس کا گناہ بخشا جاتا ہے یا دنیا میں اسے فائدہ حاصل ہوتا ہے یا اس کیلئے آخرت میں بھلائی جمع کی جاتی ہے کہ جب بندہ اپنی ان دعاؤں کا ثواب دیکھے گا جو دنیا میں مستجاب نہ ہوئی تھیں' تمنا کرے گا' کاش! دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی اور سب یہیں کے واسطے جمع رہتیں۔"

مگر ایسے شخص کو کہ اپنی دعا کا قبول ہونا اور بصورتِ عدمِ حصولِ مدعا ثوابِ آخرت اس کے عوض ملنا چاہتا ہے۔ مناسب' کہ دعا میں اس کے آداب کی رعایت کرے۔(۱۹) واللہ الموفق۔

---

(۱۷) مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا۔ سورۃ المؤمن' آیت ۶۰' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۱۸) دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ سورۃ البقرہ' آیت ۱۸۶' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۱۹) یعنی جو شخص یہ چاہتا ہو کہ میری دعا قبول ہوجائے یا پھر جس چیز کی دعا کی بظاہر وہ نہ ملی تو اس کے عوض آخرت میں ثواب کا خزانہ ہاتھ آئے تو اسے چاہئے کہ دعا میں آدابِ دعا کو ملحوظ خاطر رکھے۔

فصل دوم آدابِ دعا و اسبابِ اجابت میں

قال الرضاء: آدابِ دعا جس قدر ہیں' سب اسبابِ اجابت ہیں کہ ان کا اجتماع ان شاء اللہ العزیز مورثِ اجابت ہوتا ہے'(۲۰) بلکہ ان میں بعض بمنزلہ شرط ہیں۔ جیسے حضورِ قلب و صلوٰۃ علی النبی ﷺ اور بعض دیگر محسنات و مستحسنات۔

ثم اقول...... یہاں کوئی ادب ایسا نہیں جسے حقیقۃً شرط کہیے' بایں معنیٰ کہ اجابت اس پر موقوف ہو کہ اگر وہ نہ ہو تو اجابت زنہار نہ ہو۔(۲۱) اب یہ حضورِ قلب ہی ہے جس کی نسبت خود حدیث میں ارشاد ہوا۔

واعلموا ان اللہ لایستجیب دعاء من قلب غافل لاہ۔

"خبردار ہو! بیشک اللہ تعالیٰ دعا قبول نہیں فرماتا کسی غافل کھیلنے والے دل کی۔"

حالانکہ بارہا سوتے میں جو محض بلا قصد زبان سے نکل جائے مقبول ہو جاتا ہے۔ ولہذا حدیث صحیح میں ارشاد ہوا۔ "جب نیند غلبہ کرے تو ذکر و نماز ملتوی کر دو۔ مبادا کرنا چاہو اِستغفار اور نیند میں نکل جائے کوسنا"۔

تو ثابت ہوا کہ یہاں شرط بمعنیٰ حقیقی نہیں' بلکہ یہ مقصود کہ ان شرائط کا اجتماع ہو تو وہ دعا بر وجہ کمال ہے اور اس میں توقعِ اجابت کو نہایت قوت۔ خصوصاً جب کہ محسنات کو بھی جامع ہو اور اگر شرائط سے خالی ہو تو فی نفسہٖ وہ رجائے قبول) نہیں' محض کرم و رحمت یا توافقِ ساعتِ اجابت' قبول ہو جانا دوسری بات ہے۔ (۲۲) یہ فائدہ ضرور ملاحظہ رکھیے۔ اب شمارِ آداب کی طرف چلیے۔

آدابِ دعا کہ آیات و احادیثِ صحیحہ معتبرہ و ارشاداتِ علمائے کرام سے ثابت' جن کی رعایت ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور باعثِ اجابت ہو۔

---

(۲۰) یعنی قبولیت کا سبب ہوتا ہے۔
(۲۱) یعنی ایسا نہیں کہ اگر ان آداب میں سے کوئی نہ پایا جائے تو ہرگز دعا قبول نہ ہو۔
(۲۲) یعنی اگر خود اس دعا کو دیکھا جائے تو اس کی قبولیت کی امید نہیں کہ شرائط و آداب سے خالی ہے' البتہ رحمتِ الٰہی و قبولیت کی گھڑی کے سبب قبول ہو جانا اور بات ہے۔

قال الرضاء: وہ ساٹھ ہیں۔ اکاون حضرت مصنف علام قدس سرہ نے ذکر فرمائے اور نو فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے بڑھائے ﴾

ادب ۱: دل کو حتی الامکان خیالات غیر سے پاک کرے۔

قال الرضاء: رب عزوجل کا خاص محلِ نظر دل ہے۔ ان اللہ لاینظر الی صورکم و اموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم (۲۳) ﴾

ادب ۲، ۳، ۴: بدن و لباس و مکان، پاک و نظیف وطاہر ہوں۔

قال الرضاء: کہ اللہ تعالیٰ نظیف ہے۔ نظافت کو دوست رکھتا ہے ﴾

ادب ۵: دعا سے پہلے کوئی عمل صالح کرے کہ خدائے کریم کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہو۔

قال الرضاء: صدقہ، خصوصاً پوشیدہ، اس امر میں اثر تمام رکھتا ہے۔ قَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰکُمْ صَدَقَۃً ـ(۲۴) وجوب اگر منسوخ ہے، تو استحباب ہنوز باقی ہے(۲۵) ﴾

ادب ۶: جن کے حقوق اس کے ذمہ ہوں، ادا کرے یا ان سے معاف کرالے۔

قال الرضاء: خلق کے مطالبات گردن پر لے کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا ایسا ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کے حضور بھیک مانگنے جائے اور حالت یہ ہو کہ چار طرف سے لوگ اسے چمٹے داد و فریاد کا شور کر رہے ہیں، کسے گالی دی، کسے مارا، اس کا مال لے لیا، اسے لوٹا۔ غور کرے اس کا یہ حال قابل عطا و نوال ہے یا لائق سزا و نکال وحسبنا اللہ

---

(۲۳) بلاشبہ اللہ عزوجل تمہارے چہروں اور اموال کی جانب نظر نہیں فرماتا، ہاں! وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔

(۲۴) اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو۔ سورۃ المجادلہ، آیت ۱۲ ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۲۵) قَدِّمُوْا کے صیغۂ امر کے سبب اس آیتِ پاک سے ثابت ہوا کہ دعا سے پہلے صدقہ کرنا واجب ہے مگر چونکہ اس آیتِ کریمہ سے ثابت شدہ وجوب منسوخ ہو چکا ہے چنانچہ واجب تو نہیں البتہ اب بھی مستحب ضرور ہے۔

ذوالجلال۔﴾

ادب ۷ : کھانے پینے لباس و کسب میں حرام سے احتیاط کرے کہ حرام خوار و حرام کار کی دعا اکثر رد ہوتی ہے۔

ادب ۸ : دعا سے پہلے گذشتہ گناہوں سے توبہ کرے۔

قال الرضاء: کہ نافرمانی پر قائم رہ کر عطا مانگنا بے حیائی ہے﴾

ادب ۹ : وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت نماز خلوص قلب سے پڑھے کہ جالبِ رحمت ہے اور رحمت موجبِ نعمت۔(۲۶)

ادب ۱۰، ۱۱، ۱۲ : دعا کے وقت باوضو، قبلہ رو، مؤدب دو زانو بیٹھے یا گھٹنوں کے بل کھڑا ہو۔

قال الرضاء: یا بہ نیتِ شکرِ توفیقِ دعا و التجاء الی اللہ، سجدہ کرے کہ یہ صورت سب سے زیادہ قربِ رب کی ہے۔ قالہ رسول اللہ ﷺ۔

وقیدنا بنیة الشکر لان السجود بلا سبب حرام عند الشافعیة ولیس بشئی عندنا انما ھو مباح لا لک ولا علیک کما نصوا علیہ۔(۲۷)﴾

ادب ۱۳، ۱۴ : اعضاء کو خاشع(۲۸) اور دل کو حاضر کرے۔ حدیث میں ہے۔ "اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعا نہیں سنتا۔"

اے عزیز! حیف ہے کہ زبان سے اس کی قدرت و کرم کا اقرار کیجئے اور دل اوروں کی عظمت اور بڑائی سے بھرا ہو۔ بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر سے شکایت کی کہ

---

(۲۶) یعنی باعثِ رحمت اور رحمت باعثِ نعمت ہے۔

(۲۷) ہم نے شکر کی نیت کے ساتھ سجدہ کو مقید کر لیا کہ سجود بلا سبب شافعیوں کے نزدیک حرام اور ہم حنفیوں کے ہاں محض جائز کہ نہ کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر عتاب، جیسا کہ علماء نے فرمایا اس پر خطاب۔ (مراد یہ کہ دعا کے وقت سجدہ کرے، تو اس میں نیت سجدۂ شکر کی کرلے)

(۲۸) یعنی ظاہر بدن سے عاجزی و انکساری کا اظہار ہو۔

ہماری دعا قبول نہیں ہوتی۔ جواب آیا' میں ان کی دعا کس طرح قبول کروں کہ وہ زبان سے دعا کرتے ہیں اور دل ان کے غیروں کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔

اے عزیز! جب تک تو دل سے اپنی اور تمام خلق کی ہستی خدائے تعالٰی کی ہستی میں گم نہ کرے' رحمتِ خاصہ کہ ازل سے مخلصوں کے لئے مخصوص ہے' تیری طرف کب متوجہ ہو۔ جو شخص جبار بادشاہ کے حضور اپنی بڑائی اور عظمت کا دعوٰی کرے یا بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہو اور وہ کسی چوبدار یا اہلکار کی طرف نظر رکھے۔ سزاوارِ زجر ہے' نا کہ مستحقِ انعام۔

ایک دن حضرت خواجہ سفیان ثوری قدس سرہ نماز پڑھاتے تھے' جب اس آیت پر پہنچے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ "تجھی کو ہم پوجتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔" روتے روتے بے ہوش ہوگئے۔ جب ہوش میں آئے' لوگوں نے حال پوچھا۔ فرمایا اس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ اگر غیب سے ندا ہو' اے کاذب! خموش! کیا ہماری ہی سرکار تجھے جھوٹ بولنے کے لئے رہ گئی۔ رات دن رزق کی تلاش میں کو بکو پھرتا ہے اور بیماری کے وقت طبیبوں سے التجاء کرتا ہے اور ہم سے کہتا ہے' میں تجھی کو پوجتا ہوں اور تجھی سے مدد چاہتا ہوں' تو میں اس بات کا کیا جواب دوں۔

اے عزیز! وہاں دل پر نظر ہے نا کہ زبان پر۔

ما زباں را ننگریم و قال را

ما رواں را بنگریم و حال را (۲۹)

چاہئے کہ دل و زبان کو موافق اور ظاہر و باطن کو مطابق اور جمیع ماسوائے اللہ سے رشتۂ امید قطع کرے۔ نہ نفس سے کام' نہ خلق سے غرض رکھے۔ تا شاہدِ مقصود جلوہ گر ہو اور گوہرِ مقصد ہاتھ آئے۔

---

(۲۹) ع زبان وقال کی جانب کبھی ہوتی نہیں مائل
مری رحمت دلِ خستہ تمہاری ہی طرف مائل

قال الرضاء: نظر بغیر' جب بالذات نظر بغیر ہو' نظر بغیر ہے۔ بلکہ حقیقۃً معنی بالذات مقصود و مراد ہوں' تو قطعاً شرک و کفر۔

محبوبان خدا (☆☆۲) سے توسل' نظر خدا ہے نا کہ نظر بغیر۔ ولہذا خود قرآن عظیم نے اس کا حکم دیا' جس کا ذکر ادب ۲۲ میں آتا ہے۔ اس کی نظیر تواضع ہے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں۔ غیر خدا کیلئے تواضع حرام ہے۔ فتاوےٰ ھندیہ و ملتقط وغیرہما میں ہے۔

التوضع لغیر اللہ حرام۔

حالانکہ معظمان دین کے لئے تواضع قطعاً مامور بہ ہے خود یہی علماء اس کا حکم دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے: تواضعوا لمن تعلمون منه وتواضعوا لمن تعلمونه ولاتکونوا جبابرۃ العلماء۔

"اپنے استاد کے لئے تواضع کرو اور اپنے شاگردوں کے لئے تواضع کرو اور سرکش عالم نہ بنو۔"

نیز حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔ جو کسی غنی کے لئے اس کے غنا کے سبب تواضع کرے۔ ذھب ثلثا دینه "اس کا دو تہائی دین جاتا رہے۔"

تو وجہ وہی ہے کہ مال دنیا کے لئے تواضع رو خدا نہیں۔ یہ حرام ہوئی اور یہی تواضع لغیر اللہ ہے اور علم دین کے لئے تواضع رو خدا ہے' اس کا حکم آیا' اور یہ عین تواضع للہ ہے۔ یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ اسی کو بھول کر وہابیہ و مشرکین افراط و تفریط میں پڑے۔ (۳۰)

والعیاذ باللہ رب العلمین ؎

(☆☆۲) فائدہ جلیلہ: استعانت بالغیر و توسل بہ محبوبان کا امتیاز۔

(۳۰) کہ نصاریٰ اس قدر حد سے بڑھ گئے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کی شان والی پاک ذات کا بیٹا کہنے لگے اور ادھر وہابیوں' دیوبندیوں نے اس قدر عاجز و لاچار سمجھا کہ اللہ و رسول عزوجل و ﷺ کی شان میں گستاخیاں کر بیٹھے۔...... (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ادب ۱۵ : نگاہ نیچی رکھے' ورنہ معاذ اللہ زوالِ بصر کا خوف ہے۔(۳۱)

قال الرضاء: یہ اگرچہ حدیث میں دعائے نماز کے لئے وارد' مگر علماء اسے عام فرماتے ہیں۔

ادب ۱۶ : دعا کے لئے اوّل و آخر حمد الٰہی بجا لائے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی اپنی حمد کو دوست رکھنے والا نہیں۔ تھوڑی حمد پر بہت راضی ہوتا اور بے شمار عطا فرماتا ہے۔

حمد کا مختصر و جامع کلمہ'

لا اُحصِیْ ثَناءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ٥(۳۲) اور اَللّٰھُمَّ لَکَ

(بقیہ حاشیہ ۳۰)

کرے مصطفٰی کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں' ارے ہاں نہیں

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مُردُک کہ ہوں امت رسول اللہ کی ﷺ

(امام اھلسنّت)

محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے
اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

(امیر اھلسنّت)

(مردک' ذلیل و گھٹیا آدمی کو کہتے ہیں)۔

(۳۱) یعنی نظر کمزور ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

(۳۲) اے پاک پروردگار عزوجل! میں تیری ثناء کا حق ادا کرنے سے قاصر ہوں تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے اپنی ثناء فرمائی۔

الْحَمْدُ كَمَا تَقُوْلُ وَ خَيْراً مِمَّا نَقُوْلُ ہے۔(۳۳)

قال الرضاء: یوں ہی اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ حَمْداً یُوَافِیْ نِعَمَکَ وَیُکَافِیْ مَزِیْدَ کَرَمِکَ

(۳۴)وغیر ذلک کہ احادیث میں وارد ﷺ

ادب ۱۷: اوّل و آخر نبی ﷺ اور ان کے آل واصحاب پر درود بھیجے کہ درود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہے اور پروردگار کریم اس سے برتر کہ اوّل و آخر کو قبول فرمائے اور وسط کو رد کردے۔

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ "دعا زمین و آسمان کے درمیان روکی جاتی ہے۔ جب تک تو اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجے بلند نہیں ہونے پاتی۔"

قال الرضاء: بلکہ بیہقی وابو الشیخ سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی حضور سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں۔

الدعاء محجوب عن الله حتی یصلی علی محمد واھل بیته.

"دعا اللہ تعالیٰ سے حجاب میں ہے جب تک محمد ﷺ اور ان کے اہل بیت پر درود نہ بھیجی جائے۔" ﷺ

اے عزیز! دعا طائر ہے اور درود شہپر' (۳۵) طائر بے پر کیا اڑ سکتا ہے؟

ادب ۱۸: اب کہ مانگنے کا وقت آیا' تصورِ عظمت و جلالِ الٰہی میں ڈوب جائے۔

قال الرضاء: اگر اس مبارک تصور نے وہ غلبہ کیا کہ زبان بند ہو گئی۔ تو سبحان اللہ!

---

(۳۳) اے اللہ عزوجل! سب خوبیاں تجھی کو ہیں جیسا کہ ہم بیان کرتے ہیں اور تیری خوبیاں تو ہمارے کہے سے زیادہ بھلی ہیں۔

(۳۴) اے رب ہمارے! ساری خوبیاں تجھی کو کہ تیری نعمتوں کو پورا کرے اور تیرے کرم میں اضافے کیلئے کافی ہو۔

(۳۵) پرندے کے بازو کے سب سے بڑے پر کو شہپر کہا جاتا ہے کہ جس پر دیگر چھوٹے پروں کا دارومدار ہوتا ہے۔ یعنی دعا ایک پرندہ ہے اور پرندے کو پرواز کیلئے شہپر یعنی درود شریف کی احتیاج ہے۔

یہ خاموشی ہزار عرض سے زیادہ کام دے گی ورنہ اس قدر تو ضرور کہ مورثِ حیا و ادب و خضوع و خشوع ہوگا کہ یہی روحِ دعا ہے۔ دعا بے اس کے تن بے جان اور تن بے جان سے امید جہالت ﴾

ادب ۱۹ : اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمتوں کو' جو باوجود گناہ' اس کے حال پر فرماتا رہا' یاد کر کے شرمندہ ہو۔

قال الرضاء: یہ شرم باعثِ دل شکستگی ہوگی اور اللہ تعالیٰ دلِ شکستہ سے بہت قریب ہے۔ حدیث قدسی میں ہے۔ انا عند المنکسرۃ قلوبھم لاجلی' (۳۶) اور نیز تصورِ رحمت' جرأتِ عرض پر باعث ہوگا۔

ومن فتحت له ابواب الدعاء فتحت له ابواب الاجابة. "جس کے لئے دعا کے دروازے کھلتے ہیں' اجابت کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں۔" ﴾

ادب ۲۰ : اللہ جل جلالہ کی قدرتِ کاملہ اور اپنے عجز و احتیاج پر نظر کرے کہ موجبِ الحاح وزاری ہے۔ (۳۷)

ادب ۲۱ : شروع میں اللہ عزوجل کو اس کے محبوب ناموں سے پکارے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ نے اسم پاک اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے کہ جو شخص اسے تین بار کہتا ہے' فرشتہ ندا کرتا ہے۔ مانگ کہ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ تیری طرف متوجہ ہوا۔"

پانچ بار یَارَبَّنَا کہنا بھی نہایت مؤثر اجابت ہے۔ (۳۸) قرآن مجید میں اس لفظ

---

(۳۶) میں ان سے قریب ہوں جن کے دل میرے لئے شکستہ ہیں۔

(۳۷) یعنی گریہ وزاری کا سبب ہے کہ اس کی قدرتِ کاملہ کے حضور اپنے عجز و محتاجی پر نظر کرنے سے رونا نصیب ہوگا کہ دلیلِ قبولیت ہے۔

(۳۸) یعنی دعا کی قبولیت میں اثر رکھتا ہے۔

مبارک کو پانچ بار ذکر کر کے اس کے بعد ارشاد فرمایا۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ (۳۹) "تو ان کی دعا قبول کی ان کے رب نے۔"

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ "جو شخص عجز کے وقت پانچ بار یا ربنا کہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اس چیز سے جس کا خوف رکھتا ہے' امان بخشے اور جو چیز چاہتا ہے عطا فرمائے پھر یہ آیتیں تلاوت کیں۔ رَبَّنَا مَاخَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً الی قوله تعالی : اِنَّكَ لَاتُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (۴۰) اور اسمائے حسنیٰ کا فضل خود پوشیدہ نہیں۔

ادب ۲۲ : اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اور اس کی کتابوں خصوصاً قرآن اور ملائکہ و انبیائے کرام بالخصوص حضور سید الانام علیه وعليهم الصلوٰة والسلام اور اس کے اولیاء واصفیاء بالتخصیص حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے توسل اور انہیں اپنے احجاج حاجات کا ذریعہ کرے' (۴۱) کہ محبوبانِ خدا کے وسیلے سے دعا قبول ہوتی ہے۔

قال الرضاء: قال الله تعالىٰ : وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ "اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔" صحیح حدیث میں نبی ﷺ نے تعلیم فرمایا کہ یوں دعا کی جائے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّىْ

---

(۳۹) سورة الِ عمران' آیت ۱۹۵۔

(۴۰) اے رب ہمارے! تو نے یہ بے کار نہ بنایا' پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے اے رب ہمارے! بیشک جسے تو دوزخ میں لے جائے اسے ضرور تو نے رسوائی دی اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں اے رب ہمارے! ہم نے ایک منادی کو سنا کہ ایمان کیلئے ندا فرماتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ' تو ہم ایمان لائے اے رب ہمارے! تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں محو فرمادے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر اے رب ہمارے! اور ہمیں دے وہ جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کی معرفت اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر بے شک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا۔ سورة الِ عمران' آیت ۱۹۱ تا ۱۹۴' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۴۱) یعنی حاجات کے پورا ہونے کا ذریعہ کرے۔

تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ۔ (۴۲)

"الٰہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے جو مہربانی کے نبی ہیں۔ یارسول اللہ! میں نے حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کی اپنی اس حاجت میں کہ میرے لئے پوری ہو۔"

صحیح بخاری میں ہے' امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی۔ انا نتوسل الیك بعم نبینا ﷺ فاسقنا۔ "الٰہی! ہم تیری طرف توسل کرتے ہیں' اپنے نبی ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ سے کہ باران رحمت بھیج۔"

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

من استغاث بی فی کربة کشفت عنه ومن نادی باسمی فی شدة فرجت عنه ومن توسل بی فی حاجة قضیت له۔

"جو کسی تکلیف میں مجھ سے مدد مانگے وہ تکلیف دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے وہ سختی دفع ہو اور جو کسی حاجت میں مجھے وسیلہ کرے' وہ حاجت روا ہو" اور فرماتے ہیں۔

اذا سالتم اللہ فاسئلوا بی۔

"جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو میرے وسیلے سے مانگو' تمہاری مراد پوری ہوگی۔" یہ مضامین باسانیدِ صحیحہ (۴۳) اس جناب سے ائمہ دین واکابرِ معتمدین نے روایت فرمائے ہیں۔

---

(۴۲) حدیث پاک میں یامحمد ہے۔ مگر اس کی جگہ یارسول اللہ کہنا چاہئے کہ صحیح مذہب میں حضور اقدس ﷺ کو نام لے کر ندا کرنا ناجائز ہے۔ علماء فرماتے ہیں، اگر روایت میں وارد ہو جب بھی تبدیل کرلیں۔ یہ مسئلہ مجددِ اعظم امام احمد رضا کے رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سیدالمرسلین میں مفصل مشرح مذکور ہے۔

(۴۳) یعنی صحیح سندوں سے۔

ادب ۲۳: اپنی عمر میں جو نیک عمل خالصاً لوجہِ اللہ ہوا ہو' اس سے توسل کرے' کہ جالبِ رحمت ہے۔(۴۴)

قال الرضاء: قصہ اصحاب الرقیم اس پر دلیلِ کافی (۴۵) ﴾

ادب ۲۴: بہ کمالِ ادب ہاتھ آسمان (۴☆) کی طرف اٹھا کر سینے یا شانوں یا چہرے کے مقابل لائے یا پورے اٹھائے۔ یہاں تک کہ بغل کی سپیدی ظاہر ہو۔ یہ ابتہال ہے۔(۴۶)

ادب ۲۵: ہتھیلیاں پھیلی رکھے۔

قال الرضاء: یعنی ان میں خم نہ ہو' کہ آسمان قبلۂ دعا ہے' ساری کفِ دست (۴۷) مواجہِ آسمان رہے ﴾

(۴☆) بعض احادیث سے مستفاد کہ طلبِ نعمت کی دعا ہو تو کفِ دست (ہتھیلی) سوئے آسمان کرے اور ردِ بلا کی' تو پشت دست۔ مگر ابو داؤد وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ پشتِ دست سے دعا نہ کرو اور بعض اوقات صرف انگشتِ شہادت سے اشارہ بھی آیا اور امام محمد بن حنفیہ سے منقول کہ دعا چار قسم ہے۔

دعائے رغبت' اس میں بطنِ کف (ہتھیلی کا پیٹ) جانب آسمان ہو۔

دُوم: دعائے رہبت' اس میں پشتِ دست اپنے چہرے کی طرف ہو۔

سوم: دعائے تضرع' اس میں خنصر و بنصر (چھنگلیا اور اس کے برابر والی انگلی) بند اور وسطیٰ و ابہام (درمیانی انگلی اور انگوٹھا) کا حلقہ کرکے مسبحہ (شہادت کی انگلی) سے اشارہ کرے۔

چہارم: دعائے خفیہ کہ بندہ صرف دل سے عرض کرے' زبان نہ ہلائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۲ منہ قدس سرہ

(۴۴) یعنی رحمت کو جوش میں لانے والا۔

(۴۵) اصحابِ کہف ہی کو اصحاب الرقیم بھی کہا جاتا ہے۔ ان کا واقعہ خزائن العرفان حاشیہ کنزالایمان میں سورۃ الکہف کی آیت ۹ کے تحت ملاحظہ فرمایئے۔

(۴۶) گریہ و زاری کا اظہار ہے۔

(۴۷) یعنی انگلیوں سمیت پوری ہتھیلی سوئے آسمان رہے۔

ادب ۲۶ : ہاتھ کھلے رکھے' کپڑے وغیرہ سے پوشیدہ نہ ہوں۔

قال الرضاء: ہاتھ اٹھانا اور کریم کے حضور پھیلانا' اظہارِ عجز و فقر کیلئے مشروع ہوا'(۴۸) تو ان کا چھپانا اس کے مخل ہوگا۔ جس طرح عمامے کے پیچ پر سجدہ مکروہ ہوا کہ اصل مقصودِ سجود یعنی اظہارِ تذلل(۴۹) میں خلل انداز ہے' نماز میں منہ چھپانا مکروہ ہوا کہ صورتِ توجہ کے خلاف ہے' اگرچہ رب عزوجل سے کچھ نہاں نہیں۔(۵۰)

هذا ماظهر لی والله تعالیٰ اعلم۔(۵۱)

ادب ۲۷ : دعا نرم و پست آواز سے ہو کہ اللہ تعالیٰ سمیع و قریب ہے۔ جس طرح چلانے سے سنتا ہے' اسی طرح آہستہ۔

قال الرضاء: بلکہ وہ اسے بھی سنتا ہے جو ہنوز زبان تک اصلاً نہ آیا(۵۲) یعنی دلوں کا ارادہ' نیت' خطرہ کہ جیسے اس کا علم تمام موجودات و معدومات کو محیط ہے یونہی اس کے سمع و بصر جمیع موجودات کو عام و شامل ہیں۔ اپنی ذات و صفات اور دلوں کے ارادات و خطرات اور تمام اعیان و اعراضِ کائنات' ہر شئے کو دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی۔ نہ اس کا دیکھنا رنگ و ضوء(۵۳) سے خاص' نہ اس کا سننا آواز کے ساتھ مخصوص ﴿اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ﴾(۵۴)

---

(۴۸) یعنی شرعی حیثیت حاصل ہے۔

(۴۹) یعنی اس پاک پروردگار جلّ جلالہٗ ذی الجلال کے حضور اپنے آپ کو ذلیل ظاہر کرنا۔

(۵۰) یعنی رب عزوجل سے کچھ پوشیدہ نہیں۔

(۵۱) یہ وہ گوہر پارے ہیں کہ میرے رب عزوجل نے مجھ پر ظاہر فرمائے اور اللہ عزوجل ہی سب سے زیادہ علم والا ہے۔

(۵۲) یعنی جو ابھی زبان پر آیا ہی نہیں۔

(۵۳) یوں تو ضوء کے معنی روشنی کے ہیں مگر یہاں مراد آنکھ کی روشنی یعنی بینائی ہے۔

(۵۴) بے شک وہ سب کچھ دیکھتا ہے۔ سورۃ الملک' آیت ۱۹' ترجمہ (کنزالایمان)۔

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً (۵۵)"اللہ تعالیٰ سے عاجزی اور آہستگی کے ساتھ دعا مانگو۔" اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (۵۶) "وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

سیدنا امام حسن مجتبیٰ ابنِ مولیٰ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ "آہستہ دعا ظاہر دعا سے ستر مرتبہ بہتر ہے۔"

صحابۂ کرام ﷺ اکثر دعا کرتے اور ان کی آواز اچھی نہ سنی جاتی۔ ایک صحابی نے عرض کی: یارسول اللہ اقریب ربنا فنناجیہ ام بعید فنناد یہ "یارسول اللہ! ہمارا رب نزدیک ہے کہ اس سے آہستہ کہیں یا دور کہ اس کو پکاریں۔" جواب آیا۔ اِذَا سَئَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ.(۵۷) "جب میرے بندے تجھ سے مجھے پوچھیں، تو میں نزدیک ہوں۔" اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ.(۵۸) "دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں، جس وقت مجھ سے دعا مانگے۔"

ادب ۴۸ : دعا مانگنے میں حاجتِ آخرت کو مقدم رکھے، کہ امر اہم کی تقدیم ضروری ہے۔ اور آیۂ کریمہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً(۵۹) اس کے منافی نہیں، کہ حسنۂ دنیا سے وہ نیکیاں اور خوبیاں جو آخرت میں کام آئیں مراد لے سکتے ہیں۔ علاوہ بر ایں تقدیم دنیا باعتبار تقدم زمانی، منافی اس اعتبار کے نہیں۔

قال الرضاء: یعنی فی الدنیا حسنة فرمایا ہے نہ کہ حسنة الدنیا اور حسناتِ دین، (۶۰) کہ سورۂ حسنہ آخرت ہیں، سب دنیا ہی میں ملتے ہیں۔ تو کلمہ جامعہ ہے، نہ کہ

---

(۵۵) سورۃ الاعراف، آیت ۵۵۔

(۵۶) سورۃ الاعراف، آیت ۵۵۔

(۵۷) سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۶۔

(۵۸) سورۃ البقرۃ، آیت ۱۸۶۔

(۵۹) اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے۔ سورۃ البقرہ، آیت ۲۰۱، ترجمہ (کنزالایمان)

(۶۰) یعنی دین کی بھلائیاں، آخرت کی بھلائیوں کیلئے سبب ہیں۔

صرف حسناتِ دُنیویہ سے خاص ہے۔

ادب ۲۹ : دعا میں نہایت عاجزی والحاح کرے۔ (۶۱)

زور را بگزار و زاری را بگیر
رحم سوئے زار آید اے فقیر (۶۲)

جس قدر ادھر سے عاجزی زیادہ ' ادھر سے لطف وکرم زائد

بپائے بوس تو دست کے رسد کہ مدام
چو آستانہ بدیں در ہمیشہ سر دارد

من کان اضعف کان الرب بہ الطف۔ (۶۳)

خاک سے زیادہ کوئی بانیاز نہ تھا۔ اسی واسطے آفتابِ عنایت ' عرش وکرسی اور فلک وملک کو چھوڑ کر اس پر چمکا۔

قال الرضاء: حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا میں الحاح کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

رواہ الطبرانی فی الدعاء وابن عدی فی الکامل والامام الترمذی فی النوادر والبیھقی فی شعب الایمان والقضاعی و ابو الشیخ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا۔

---

(۶۱) گریہ وزاری۔

(۶۲) ع تو چھوڑ دے تکبر ہو بھائی میرے عاجز
چھائی ہے اس پہ رحمت کرتا ہے جو تواضع

(عطّاری)

(۶۳) جو زیادہ نیاز مند وخستہ حال ہو اللہ عزوجل اس پر زیادہ لطف وکرم فرماتا ہے۔

ادب ۳۰ : دعا میں تکرار چاہئے۔

قال الرضاء: تکرارِ سوال (۶۴) صدقِ طلب پر دلیل ہے اور یہ اس کریم حقیقی کی شان ہے کہ تکرارِ سوال سے ملال نہیں فرماتا' بلکہ نہ مانگنے پر غضب فرماتا ہے۔

من لم یسئل اللہ یغضب علیہ۔ (۶۵)

بخلاف بنی آدم کہ کیسا ہی کریم ہو' کثرتِ سوال و شدتِ تکرار و ہجومِ سائلان (۶۶) سے کبھی نہ کبھی وقت دل تنگ ہوتا ہے۔ ؎

اللہ یَغْضَبُ اِنْ تَرَکْتَ سُؤَالَہٗ

وَبَنِی اٰدَمَ حِیْنَ یُسْأَلُ یَغْضَبُ (۶۷)

نسئل اللہ العفو والعافیۃ عدد السائلین وعدد المسائل والحمد للہ رب العلمین (۶۸) ﴿

ادب ۳۱ : عدد طاق ہو' کہ اللہ وتر ہے' (۶۹) وتر کو دوست رکھتا ہے۔ پانچ بہتر ہے' اور سات کا عدد اللہ عزوجل کو نہایت محبوب اور اقل مرتبہ تین ہے۔ (۷۰) اس سے کم نہ

---

(۶۴) بار بار مانگنا۔

(۶۵) جو اللہ عزوجل سے اپنی حاجت طلب نہیں کرتا' اللہ عزوجل اس پر غضب فرماتا ہے۔

(۶۶) مانگنے والوں کی کثرت۔

(۶۷) ع غضب فرمائے اس پر جو نہ مانگے حاجتیں اپنی
بنی آدم ہے کہ اس کو غضب آتا ہے منگتا پر
(عطاری)

(۶۸) ہم اس پاک پروردگار عزوجل سے اسقدر معافی وجملہ بلیات سے عافیت طلب کرتے ہیں جس قدر حاجت مند اور ان کی حاجتیں ہیں اور سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔

(۶۹) یعنی اللہ عزوجل اکیلا ہے اور وتر یعنی تین' پانچ' سات' نو' گیارہ وغیرہ کو پسند فرماتا ہے۔

(۷۰) یعنی کم سے کم مرتبہ وتر ہونے میں تین کا ہے اس سے کم نہ ہو۔

مانگے۔ حدیث میں ہے بندہ دعا کرتا ہے' پروردگار قبول نہیں فرماتا' پھر دعا کرتا ہے' پھر قبول نہیں فرماتا' پھر دعا کرتا ہے' اس وقت پروردگار تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے۔ "اے میرے فرشتو! میرے بندے نے غیر کو چھوڑ کر میری طرف رجوع کی' میں نے اس کی دعا قبول فرمائی۔"

ادب ۳۲ : دعا فہم معنی کے ساتھ ہو۔

قال الرضاء: لفظ بے معنی قالب بے جان ہے(۷۱)

ادب ۳۳ : آنسو ٹپکنے میں کوشش کرے' اگرچہ ایک ہی قطرہ ہو' کہ دلیلِ اجابت ہے۔ رونا نہ آئے تو رونے کا سامنہ بنائے کہ نیکوں کی صورت بھی نیک ہے۔

قال الرضاء: من تشبہ بقوم فھو منھم۔(۷۲)

ایک نقال صوفیائے کرام کی نقلیں کرتا' بعد موت بخشا گیا کہ ہمارے محبوبوں کی صورت تو بناتا تھا' اگرچہ بطور ہنسی کے۔

یہ صورت بنانا بہ نیت تشبہ (۷۳) اللہ عزوجل کے حضور ہے' نہ کہ اوروں کے دکھانے کو' کہ وہ ریا ہے اور حرام' یہ نکتہ یاد رہے

ادب ۳۴ : دعا عزم وجزم کے ساتھ ہو' (۷۴) یوں نہ کہے کہ الٰہی! تو چاہے تو میری یہ حاجت روا فرما' کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں۔

قال الرضاء: واما قولہ ﷺ ان تغفر اللھم تغفر جما ❖ و ای عبدلک لا الما

---

(۷۱) یعنی جسم بے جان۔

(۷۲) یعنی جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔

(۷۳) یعنی نقل کرنا' دوسروں کی عادتیں اپنانا۔

(۷۴) یعنی پختہ ارادہ کے ساتھ مشغول بہ دعا ہو۔ یوں نہ ہو کہ اپنی طرف سے لاپرواہی ظاہر کرے کہ اے اللہ عزوجل! اگر تو چاہے تو میری یہ حاجت پوری فرما۔ بلکہ دعا میں ارادے کی پختگی کا اظہار ہو کہ اے مولیٰ! اپنے کرم سے میرا یہ کام بنا دے۔

رواه الترمذی والحاکم عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما وصححاہ فلیس إنْ فیہ للشک بل للتعلیل کقولک لابنک ان کنت ابنی فافعل کذا ای افعلہ وامتثل امری لانک ابنی وکقولھم ان کنت سلطانا فاعط الجزیل فالمعنی اغفر کثیرا لانک غفار۔ (۷۵)﴾

ادب ۳۵ : دعا جامع' قلیل اللفظ وکثیر المعنی ہو۔ (۷۶) تطویلِ بے جا سے احتراز کرے۔ (۷۷)

---

(۷۵) رہا یہ اعتراض کہ مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بھی تو اس طرح دعا فرمائی کہ اے رب ہمارے! اگر تو بخشش فرماتا ہے تو اپنے بندوں کے سارے گناہوں کو بخش دے۔ تیرا کونسا بندہ ہے جس سے گناہ سرزد نہ ہوتا ہو۔

اس حدیث پاک کو امام ترمذی و حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

مذکورہ بالا اعتراض کا جواب یہ ہے کہ سرکار نامدار ﷺ کے مبارک کلام میں لفظ اِن بمعنی (اگر) شک اور تذبذب کی بنا پر نہیں کہ اے اللہ عزوجل! اگر تو مغفرت فرمانا چاہے تو مغفرت فرمادے' بلکہ ان کے مبارک کلام میں لفظ اِن تعلیل یعنی وجہ بیان کرنے کیلئے ہے کہ اے مولیٰ عزوجل! تو اپنے بندوں کی بخشش فرما اس لئے کہ تو ہی بخشش فرمانے والا ہے۔

جیسا کہ باپ اپنے بیٹے سے کہتا ہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو یہ کام کر یعنی تو میرا حکم مان لے اور یہ کام کر ڈال اس لئے کہ تو میرا بیٹا اور میں تیرا باپ ہوں۔

اسی طرح رعایا میں سے کسی کا حاکم سے کہنا کہ اگر تو حاکم ہے تو مجھ پر عطاؤں کی بارش فرما یعنی مجھے عطیات سے نواز دے' یہ نہیں کہ اگر تو حاکم ہے تو دے ورنہ نہیں۔

چنانچہ مذکورہ حدیث پاک کے معنی بھی یہی ہیں کہ اے پروردگار! ہماری بخشش فرما اس لئے کہ تو خوب بخشش فرمانے والا ہے۔

(۷۶) یعنی اس طرح دعا کرے کہ جس میں الفاظ کم اور معنی کی ادائیگی زیادہ ہو مثلاً۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً کہ اس مختصر سے کلام میں دونوں جہاں کی بھلائیاں مانگ لی گئیں۔

(۷۷) یعنی دعا میں کلام کو بلا ضرورت طویل کرنے سے پرہیز کرے اور زہے نصیب! کہ یہی پرہیز عام گفتگو میں بھی ہو کہ فضول گفتگو سے آدمی کا وقار ختم ہو جاتا ہے۔ اس پر مزید یہ کہ حشر میں ہر ہر لفظ کو پڑھ کر سنانا پڑے گا۔ والعیاذ باللہ

حضور اقدس ﷺ کی حدیث میں ہے۔ آخر زمانے کے لوگ دعا میں حد سے بڑھ جائیں گے اور آدمی کو اس قدر دعا کفایت کرتی ہے کہ خدایا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں مجھے بہشت عطا فرما اور اس قول و فعل کی جو اس سے نزدیک کرے' توفیق دے۔

بعض کتابوں میں ہے' یہ دعا جامع و کافی ہے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا (۴☆☆) حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ—(۷۸)

"خدایا! ہمیں دنیا و آخرت کی بھلائی عنایت فرما اور دوزخ کی آگ سے بچا۔"

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے دعا کی "خدایا مجھے بہشت میں ایک سپید محل دے کہ جاتے وقت میرے دہنے ہاتھ پر پڑے۔" فرمایا۔ اے بیٹا! خدا سے بہشت کا سوال کر اور دوزخ سے پناہ چاہ' فضول باتوں سے کیا فائدہ۔

ادب ۳۶ : دعا میں سجع (۷۹) اور تکلف سے بچے کہ باعث شغلِ قلب و زوالِ رقت ہے۔ حدیث میں آیا۔ ایاکم والسجع فی الدعاء۔(۸۰)

قال الرضاء: اور حضور اقدس ﷺ کی دعاؤں میں سجع کا آنا' سجع کا آنا ہے' نہ کہ سجع کا لانا اور محذور (۸۱) مسجع کرنا ہے' نہ کہ مسجع ہونا' کہ مشوشِ خاطر وہی

(۴☆☆) فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً ای رَحْمَۃً وَفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً ای الْجَنَّۃَ— ۱۲ منہ قدس سرہ

(۷۸) اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔ سورۃ البقرۃ' آیت ۲۰۱' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۷۹) یعنی دعا میں بالتکلف ہم قافیہ و ہموزن جملے استعمال نہ کئے جائیں کہ اس سے دل اس کی ذلت میں مشغول ہو جاتا ہے اور رقت جاتی رہتی ہے۔

(۸۰) دعا میں سجع سے بچو۔

(۸۱) یعنی دعا میں جس چیز سے روکا گیا ہے وہ کلام کو بالتکلف سجع کے ساتھ لانا ہے۔ اگر دعا کرنے والا خود اس قدر فصیح و بلیغ ہو اور اس کے منہ سے نکلنے والا کلام بلاتکلف ہم قافیہ ہی نکلتا ہو تو اس میں حرج نہیں۔ اب رہا ہمارے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ ﷺ کا معاملہ' تو ان سے بڑھ کر فصیح و بلیغ نہ آج تک کوئی آیا نہ آئے۔ ......(بقیہ اگلے صفحہ پر)

ہے۔(۸۲) نہ کہ یہ۔ ولہذا حضرت مصنفِ علام قدس سرہ نے لفظِ تکلف زیادہ فرمایا﴾

ادب ۳۷ : راگ اور زمزمے سے احتراز کرے (۸۳) کہ خلافِ ادب ہے۔

ادب ۳۸ : اللہ تعالیٰ سے اپنی کل حاجتیں مانگے۔

قال الرضاء: اس کی تحقیق حضرت مصنف قدس سرہ عنقریب افادہ فرمائیں گے﴾

ادب ۳۹ : بہتر ہے کہ جو دعائیں حدیثوں میں وارد اور اکثر مطالبِ دنیا و آخرت کو جامع ہیں، انہی پر اقتصار کرے کہ نبی ﷺ نے کوئی حاجتِ نیک دوسرے کے مانگنے کو نہ چھوڑی۔

قال الرضاء: مگر کوئی دعائے ماثور معین نہ کرے کہ تعیین و دوامت(۸۴) باعثِ زوالِ رقت و قلتِ حضور ہوتی ہے﴾

ادب ۴۰ : جب اپنے لئے دعا مانگے، تو سب اہلِ اسلام کو اس میں شریک کرلے۔

قال الرضاء: کہ اگر یہ خود قابلِ عطا نہیں، کسی بندے کا طفیلی ہو کر مراد کو پہنچ جائے گا﴾

ابو الشیخ اصبہانی نے ثابت بنانی سے روایت کی۔ "ہم سے ذکر کیا گیا، جو شخص

(بقیہ حاشیہ ۸۱)

ع

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زبان نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

(امامِ اہلسنت)

(۸۲) یعنی طبیعت کو تشویش و انتشار میں مبتلا کرنے والی چیز دعا میں کلام کو بالتکلف ہم قافیہ لانا ہے، نہ کہ بلا تکلف آجانا۔

(۸۳) یعنی راگ اور ترنم کے ساتھ دعا نہ کی جائے۔

(۸۴) یعنی احادیث میں وارد دعاؤں میں سے کسی کو ہمیشہ کیلئے معین نہ کرلے کہ اس سے رقت اور دل و دماغ کی توجہ میں کمی آجاتی ہے کہ اِدھر اُدھر خیالات میں گم رہتے ہیں۔

مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعائے خیر کرتا ہے' قیامت کو جب ان کی مجلسوں پر گزرے گا' ایک کہنے والا کہے گا۔ یہ وہ ہے کہ تمہارے لئے دنیا میں دعائے خیر کرتا تھا۔ پس وہ اس کی شفاعت کریں گے اور جنابِ الٰہی میں عرض کر کے بہشت میں لے جائیں گے" یہاں تک کہ حدیث میں ہے۔ "جو شخص نماز میں مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعا نہ کرے وہ نماز ناقص ہے۔"

قال الرضاء: یہ بھی ابو الشیخ نے روایت کی اور خود قرآنِ عظیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (۸۵)

"مغفرت مانگ اپنے گناہوں کی اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے۔"

حدیث میں ہے نبی ﷺ نے ایک شخص کو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ (۸۶) کہتے سنا۔ فرمایا "اگر عام کرتا تو تیری دعا مقبول ہوتی۔" دوسری حدیث میں ہے ایک نے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ (۸۷) کہا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ "اپنی دعا میں تعمیم کر (۸۸) کہ دعائے خاص وعام میں وہ فرق ہے جو زمین و آسمان میں۔"

صحیح حدیث میں فرماتے ہیں۔ "جو سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے اِستِغفار کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر مسلمان مرد و مسلمان عورت کے بدلے ایک نیکی لکھے گا۔"

رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ بسند جید۔

---

(۸۵) سورۃ محمد' آیت ۱۹۔

(۸۶) اے اللہ عزوجل! میری مغفرت فرما۔

(۸۷) اے اللہ عزوجل! میری مغفرت فرما اور مجھ پر مہربانی فرما۔

(۸۸) اپنی دعا کو عام کر یعنی صرف اپنے لئے یا صرف کسی مخصوص شخص کیلئے دعا کرنے کے بجائے تمام مسلمانوں کو اپنی دعا میں شامل کرلے۔

فرماتے ہیں ﷺ "جو ہر روز مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے ستائیس بار استغفار کرے' ان لوگوں میں ہو جن کی دعا مقبول ہوتی ہے اور ان کی برکت سے خلق کو روزی ملتی ہے۔"

رواہ ایضاً عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ بسند حسن۔

خطیب کی حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے' حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ "اللہ تعالٰی کو کوئی دعا اس سے زیادہ محبوب نہیں کہ آدمی عرض کرے'

"اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ رَحْمَۃً عَامَّۃً" الٰہی! امت محمد ﷺ کی عام مغفرت فرما۔"

انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا۔ "جو تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے استغفار کرے' بنی آدم کے جتنے بچے پیدا ہوں سب اس کے لئے استغفار کریں۔ یہاں تک کہ وفات پائے۔ رواہ ابو الشیخ الاصبھانی۔

فقیر نے اس بارے میں اس لئے احادیث بکثرت نقل کیں کہ مسلمانوں کو رغبت ہو۔ بعض طبائع دعا میں بخل کرتی ہیں اور نہیں جانتیں کہ خود یہ ان ہی کا نقصان ہے۔ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی دعائے خیر میں ملائکۂ آسمان مشغول ہیں۔ ویستغفرون لمن فی الارض جعلنا اللہ من المسلمین وحشرنا فیھم بمنہ امین(۸۹)

ادب ۴۱ : ساتھ ہی والدین و مشائخ کے لئے بھی ضرور دعا کرے۔ ماں باپ موجبِ حیاتِ ظاہری ہیں۔

قال الرضاء: اور مشائخ باعثِ حیاتِ باطنی' باپ پدرِ آب و گل ہے اور پیر و استاذ

---

(۸۹) اور زمین والوں کیلئے معافی مانگتے ہیں' اللہ عزوجل ہمیں مسلمانوں سے کرے اور اپنے انعام سے انہیں کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

پدرِ روح و دل۔ ع ذا ابو الروح لا ابو النطف.

جب کہ وہ حق و رشاد کے پیر و استاذ ہوں۔(۹۰)

ع ورنہ زہر و قہر جاں گُسل

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ؎

حدیث میں ہے۔ "جو شخص نماز پڑھے اور اس میں ماں باپ کے لئے دعا نہ کرے، وہ نماز ناقص ہے اور دعا والدین کے لئے سنت قدیمہ ہے کہ حضرت نوح علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم کے وقت سے جاری۔ اللہ تعالیٰ ان سے حکایت فرماتا ہے۔ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ۔(۹۱)

قال الرضاء: اور حضرت ابراہیم علیه الصلوٰۃ والتسلیم سے حکایت فرمائی۔ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ○(۹۲) دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِیْ صَغِیْرًا (۹۳)﴾

---

(۹۰) یعنی وہ پیر و استاذ خود بھی شریعت کے پابند ہوں اور اپنے مریدین و تلامذہ کو بھی شرعی احکام کی بجاآوری کیلئے تاکید کرتے ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سُنّی صحیح العقیدہ ہوں ورنہ آخرت میں خود بھی پشیمان اور مریدین و تلامذہ کیلئے بھی وبالِ جان۔

آج کل بے عمل و بد عقیدہ نام نہاد پیروں کا دور دورہ ہو چلا ہے۔ مسلمانوں پر لازم کہ ایسوں سے خود بھی بچیں اور اپنے اقرباء کو بھی بچائیں اور کسی کو بھی پرکھنے کیلئے شریعت کے ترازو کو استعمال میں لائیں کہ وہ شرعی احکام پر کس قدر عمل پیرا ہے کہ اصل معیار خرق عادت شعبدے دکھانا نہیں، شرعی احکام کی بجاآوری ہے۔

(۹۱) اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو۔ سورۃ نوح، آیت ۲۸، ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۹۲) اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ سورۃ ابراھیم، آیت ۴۱، ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۹۳) اے میرے رب! تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن میں پالا۔ سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۲۴، ترجمہ (کنزالایمان)۔

ادب ۴۲ : سنت یوں ہے کہ پہلے اپنے نفس کے لئے دعا مانگے، پھر والدین و دیگر اہل اسلام کو شریک کرے۔

قال الرضاء: سعید بن یسار کہتے ہیں۔ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا تھا۔ ایک شخص کو یاد کر کے میں نے اس کے لئے دعائے رحمت کی۔ حضرت ابن عمر نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا "پہلے اپنے نفس سے ابتداء کر۔" رواہ ابن ابی شیبہ۔

امام نخعی فرماتے ہیں "جب دعا کرے، اپنے نفس سے ابتداء کرے۔ تجھے کیا خبر کہ کونسی دعا قبول ہو جائے۔"

صحاح میں ثابت کہ حضور سرور عالم ﷺ جب کسی کے لئے دعا فرماتے، اپنے نفسِ نفیس سے ابتداء فرماتے اور بارہا حضور اقدس سے اس کا خلاف بھی ثابت۔

امام بدر الدین زرکشی حواشی ابن الصلاح میں یوں تطبیق دیتے ہیں کہ اگر اپنے اور دوسرے کے لئے ایک ہی بات کی دعا کرے، تو اپنے نفس سے ابتداء کرے۔ مثلاً اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ (۹۴) اور اگر مدعا غیر غیر ہو تو اختیار ہے۔ جیسے اَللّٰهُمَّ اشْفِ فُلَانًا وَاغْفِرْلِیْ (۹۵) یا اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ وَاقْضِ دَیْنَ فُلَانٍ ٥ (۹۶)

شرح قصیدہ بُردیہ میں ہے کہ دعا میں اپنے نفس پر بھائی مسلمانوں کو مقدم رکھے۔ مگر یہ مرتبہ ایثار کا ہے۔ حدیث میں ہے جب بندہ اپنے بھائی مسلمان کے لئے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَبَّیْکَ "اے میرے بندے! اور میں پہلے تجھ سے شروع کروں گا۔" اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی اور اجابت (۹۷) میں اس سے

---

(۹۴) اے اللہ عزوجل! میری اور میرے والدین کی بخشش فرما۔

(۹۵) اے اللہ عزوجل! میرے فلاں بھائی کو شفا دے اور میری بخشش فرما۔

(۹۶) اے اللہ عزوجل! مجھ پر رحم فرما اور میرے فلاں بھائی سے قرض کا بوجھ اتار دے۔

(۹۷) قبولیت۔

ہدایت ہوگی' تو مقام ایثار مقامِ عالی و شریف ہے۔ یہ لکھ کر اخیر میں اختیار دے دیا۔ کہ فان شاء بدء بنفسه وان شاء بدء بغیره انتهی (۹۸)

علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔ ان اقوال میں یوں جمع کر سکتے ہیں کہ ہر امر کے لئے ایک مقام جداگانہ ہے اور ہر شخص کے لئے اس کی نیت۔ انتہٰی

اقول...... ظاہراً یہ ایثار مقامِ خواص ہے اور عوام کو تقدیم نفس ہی مناسب۔ ولہذا شارع علیہ السلام سے کہ عام کے لئے تشریع فرماتے' اکثر یہی منقول بلکہ فقیر کے خیال میں نہیں کہ حضور اقدس علیہ السلام سے دعا میں اپنے نفسِ اقدس کو اوروں سے مؤخر رکھنا ثابت ہو۔ ہاں دعا للغیر پر اقتصار بارہا ہوا ہے۔ اور حدیث صحیح ابدء بنفسك ثم بمن تعول (۹۹) سے بھی اس معنی پر استدلال کر سکتے ہیں۔ شرع مطہر میں حق نفس حق غیر پر بیشک مقدم۔ والله سبحانه وتعالیٰ اعلم ﴿

ادب ۴۳ : حتی الوسع اوقات و اماکن اجابت کی رعایت کرے۔(۱۰۰)

ادب ۴۴۔ آمین پر ختم کرے کہ دعا کی مُہر ہے۔

قال الرضاء: اور سننے والے کو بھی آمین کہنا چاہئے۔

استانا بسنة هارون علیه الصلوٰة والسلام فان موسی کان یدعو و هارون یؤمن

---

(۹۸) اگر چاہیں تو دعا میں اپنے آپ سے شروع کیجئے اور اگر چاہیں تو اپنے دوسرے بھائی سے ابتداء کیجئے۔

(۹۹) اپنے آپ سے ابتداء کیجئے پھر وہ جو آپ کی کفالت میں ہیں۔

(۱۰۰) یعنی جن جن اوقات و مقامات سے متعلق احادیث یا اقوالِ بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ اَجْمَعِیْن سے منقول کہ ان اوقات یا مقامات میں مولیٰ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم اپنے بندوں کے شاملِ حال رہتا ہے ان اوقات و مقامات کی رعایت کرتے ہوئے ان میں اپنے رب عزوجل کے حضور دعا کرے۔ ان اوقات و مقامات کو جاننے کیلئے اسی کتاب میں تیسری اور چوتھی فصل کا مطالعہ فرمائیے۔

كما في الحديث عنه صلى الله تعالى عليه وعليهما وسلم (۱۰۱)۔

ادب ۴۵ : بعدِ فراغ دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے کہ وہ خیر و برکت جو بذریعہ دعا حاصل ہوئی اشرف الاعضاء یعنی چہرے سے ملاقی ہو۔(۱۰۲)

ادب ۴۶ : اللہ جل جلالہ کے سعتِ رحمت وصدقِ وعدہ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (۱۰۳) پر نظر کر کے استجابتِ دعا پر یقین کامل رکھے (۱۰۴) کہ کریم سائل کو محروم نہیں پھیرتا۔ حدیث میں ہے۔

ادعوا الله وانتم موقنون بالاجابة۔

"اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اس حال پر کہ تمہیں اجابت کا یقین ہو۔" (۱۰۵)

جو دعا کرے اور یہ سمجھے کہ میری دعا کیا قبول ہوگی۔ اس کی دعا مقبول نہ ہوگی۔ قال الله تعالیٰ : اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ.(۱۰۶) اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ دعا کے وقت اپنا گناہ یاد نہ کرے کہ اس کا خیال یقینِ اجابت میں خلل ڈالے گا اور طاعت کو بھی بطور استحقاق نہ یاد کرے کہ عجب و ناز میں مبتلا کرے گا اور تضرع (۱۰۷) و شکستگی میں مخل ہوگا۔

ادب ۴۷ : دعا کرتے کرتے ملال نہ لائے۔ بلکہ نشاطِ قلب کے ساتھ عرض کرے۔ فان الله لا یمل لا تملوا.(۱۰۸)

---

(۱۰۱) ہارون علیٰ نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کہ حضرت موسیٰ علیٰ نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام دعا فرماتے تھے اور ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے جیسا کہ حدیث پاک میں ہمارے آقا ﷺ سے منقول ہے۔

(۱۰۲) یعنی مس ہو۔

(۱۰۳) مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ سورۃ المؤمن' آیت ۶۰ ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۱۰۴) یعنی یہ یقین رکھے کہ میرا پروردگار ضرور میری دعا قبول فرمائے گا۔

(۱۰۵) قبولیت۔

(۱۰۶) میں اپنے بندے کے گمان سے نزدیک ہوں۔

(۱۰۷) عاجزی وانکساری۔

(۱۰۸) بے شک اللہ عزوجل ملال سے پاک ہے' تم بھی اپنے آپ کو ملال میں مبتلا نہ کرو۔

قال الرضا: وفی لفظ لایسئم حتی تسئموا والمولی سبحنہ وتعالی منزہ عن الملالۃ والسامۃ وانما ھو من باب المشاکلۃ (۱۰۹) ﷺ

ادب ۴۸ : دعا کے قبول میں جلدی نہ کرے۔ حدیث شریف (☆۵) میں ہے کہ خدائے تعالیٰ تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں کرتا۔ ایک وہ کہ گناہ کی دعا مانگے' دوسرا وہ کہ ایسی بات چاہے کہ قطع رحم ہو' تیسرا وہ کہ قبول میں جلدی کرے' کہ میں نے دعا مانگی' اب تک قبول نہ ہوئی ایسا شخص گھبرا کر دعا چھوڑ دیتا ہے اور مطلب سے محروم رہتا ہے۔

اے عزیز! تیرا پروردگار فرماتا ہے:

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (۱۱۰) "میں دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں' جب مجھ سے دعا مانگے"۔

(☆۵) عن ابن مسعود عن النبی ﷺ انہ قال اذا رفعتم ایدیکم الی اللہ و دعوتم و سالتموہ حوائجکم فامسحوا ایدیکم علی وجوھکم فان اللہ حی کریم یستحی من عبدہ اذا رفع یدیہ وسئل ان یردھما خالین فامسحوا ھذا الخیر علیٰ وجوھکم۔
یعنی جب تم اپنے ہاتھ خدائے تعالیٰ کی طرف اٹھا کر دعا و سوال کرو' انہیں منہ پر پھیرلو کہ خدائے تعالیٰ شرم و کرم والا ہے۔ جب بندہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا اور سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خالی ہاتھ پھیرنے سے شرماتا ہے پس اس خیر کو اپنے مونہوں پر مسح کرو یعنی خدائے کریم ہاتھ خالی نہیں پھیرتا۔ کسی طرح کی بھلائی اور خیر و خوبی خواہ وہی خیر جس کیلئے دعا کی یا دوسری نعمت ضرور مرحمت فرماتا ہے بنظر اسی رحمت و برکت کے دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا مقرر ہوا۔ ۱۲ منہ قدس سرہ

(۱۰۹) ایک روایت میں لفظ یوں ہے "لایسئم حتی تسئموا" یعنی اللہ تعالیٰ ملول نہیں ہوتا' یہاں تک کہ تم ملال نہ کرو اور وہ پروردگار تو ملال سے پاک' منزہ و مبرہ ہے اور یہ جو اس کی طرف نسبت کی گئی یہ مُشاکلہ کے باب سے ہے۔

(۱۱۰) سورۃ البقرۃ' آیت ۱۸۶۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○(۱۱۱) "دعا بہت مانگو اور مجھ کو اپنی مصیبت کے وقت یاد کرو تاکہ بلاء سے نجات پاؤ۔"

فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ○(۱۱۲) "ہم کیا اچھے قبول کرنے والے ہیں۔"

اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ(۱۱۳) "مجھ سے دعا مانگو میں قبول فرماؤں۔"

پس یقین سمجھ کہ وہ تجھے اپنے در سے محروم نہیں کرے گا اور اپنے وعدے کو وفا فرمائیگا۔ وہ اپنے حبیب ﷺ سے فرماتا ہے وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ(۱۱۴) "سائل کو نہ جھڑک۔" آپ کس طرح اپنے خوانِ کرم سے دور کرے گا۔ بلکہ وہ تجھ پر نظرِ کرم رکھتا ہے کہ تیری دعا کے قبول کرنے میں دیر کرتا ہے۔

ابن ابی شیبہ و بیہقی وصابونی کی حدیث میں ہے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں۔ "جب کوئی پیارا خدائے تعالیٰ کا' دعا کرتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں۔ الٰہی! تیرا بندہ تجھ سے کچھ مانگتا ہے۔ حکم ہوتا ہے ٹھیرو' ابھی نہ دو تاکہ پھر مانگے کہ مجھ کو اس کی آواز پسند ہے۔"

خوش ہمی آید مرا آواز او
واں خدایا گفتن و آں رازِ او (۱۱۵)

"اور جب کوئی کافر یا فاسق دعا کرتا ہے' فرماتا ہے اس کا کام جلدی کردو تاکہ پھر

---

(۱۱۱) سورۃ الانفال' آیت ۴۵۔

(۱۱۲) سورۃ الصٰفٰت' آیت ۷۵۔

(۱۱۳) سورۃ المؤمن' آیت ۶۰۔

(۱۱۴) سورۃ الضحیٰ' آیت ۱۰۔

(۱۱۵) ع پسند آتی ہے مجھ کو تو وہی آواز اے بندے!
تو جس میں راز کہتا ہے مجھے پکار اٹھتا ہے
(عطاری)

نہ مانگے کہ مجھ کو اس کی آواز مکروہ ہے۔"(۱۱۶)

یحییٰ بن سعید بن قطان رحمۃ اللہ علیہ نے جنابِ باری کو خواب میں دیکھا۔ عرض کی۔ الٰہی! میں اکثر دعا کرتا ہوں اور تو قبول نہیں فرماتا۔ حکم ہوا' اے یحییٰ! میں تیری آواز کو دوست رکھتا ہوں۔ اس واسطے تیری دعا میں تاخیر کرتا ہوں۔

قال الرضاء: سگانِ دنیا(۱۱۷) کے امیدواروں کو دیکھا جاتا ہے کہ تین تین برس تک امیدواری میں گزارتے ہیں۔ صبح و شام ان کے دروازوں پر دوڑتے ہیں اور وہ ہیں کہ رُخ نہیں ملاتے' بار نہیں دیتے' جھڑکتے' دل تنگ ہوتے' ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ امیدواری میں لگایا تو بیگار ڈالی۔ یہ حضرت گرہ سے کھاتے' گھر سے منگاتے۔(۱۱۸) بیگار بیگار کی بلاء اٹھاتے ہیں اور وہاں برسوں گزریں ہنوز روزِ اوّل ہے۔ مگر یہ نہ امید توڑیں' نہ پیچھا چھوڑیں اور احکمُ الحاکمین' اکرمُ الاکرمین عزجلالہ کے دروازے پر اوّل تو آتا ہی کون ہے اور آئے بھی تو اکتاتے' گھبراتے۔ کل کا ہوتا آج ہو جائے۔ ایک ہفتہ کچھ پڑھتے گزرا اور شکایت ہونے لگی' صاحب پڑھا تو تھا' کچھ اثر نہ ہوا۔ یہ احمق اپنے لئے اجابت کا دروازہ خود بند کر لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

یستجاب لاحدکم مالم یعجل یقول دعوت فلم یستجب لی○

"تمہاری دعا قبول ہوتی ہے جب تک جلدی نہ کرو کہ میں نے دعا کی تھی' قبول

---

(۱۱۶) یعنی ناپسند ہے۔

(۱۱۷) سگان' سگ کی جمع ہے اور سگ فارسی میں کتے کو کہتے ہیں چونکہ اَھلُ اللہ رَحِمَہُمُ اللہ ارباب اقتدار سے دور ہی رہتے ہیں کیونکہ یہ طبقہ عموماً ظلم و ستم اور غرور و تکبر سے بچ نہیں سکتا۔ نشہ اقتدار میں نہ جانے یہ حکام اپنے آپ کو کیا سمجھے ہوتے ہیں۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ان کو سگانِ دنیا کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ (فیضانِ سنت)۔

(۱۱۸) بعض اوقات دنیوی افسران کسی کو آئندہ ملازمت کی امید دلا کر بلا اجرت کام لیتے اور طرح طرح سے نخرے دکھاتے ہیں' مزید یہ کہ اس امیدوار کو اپنے اخراجات وغیرہ بھی اپنے پلے سے دینے پڑتے ہیں۔ ان تمام مصیبتوں اور بلاؤں کے باوجود دنیوی لالچ کا حال یہ ہے کہ امید ختم نہیں ہوتی۔

نہ ہوئی" اور پھر بعض تو اس پر ایسے جامے سے باہر ہو جاتے ہیں کہ اعمال و ادعیہ(۱۱۹) کے اثر سے بے اعتقاد بلکہ اللہ کے وعدہ و کرم سے بے اعتماد۔

والعیاذ باللہ الکریم الجواد۔

ایسوں سے کہا جائے کہ اے بے حیا! بے شرمو! ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالو۔ اگر کوئی تمہارا برابر والا دوست تم سے ہزار بار کچھ کام اپنے کہے اور تم اس کا ایک کام نہ کرو، تو اپنا کام اس سے کہتے ہوئے اول تو آپ لجاؤ گے کہ ہم نے تو اس کا کہنا کیا ہی نہیں، اب کس منہ سے اس سے کام کو کہیں اور اگر "غرض دیوانی ہوتی ھے" کہہ بھی دیا اور اس نے نہ کیا، تو اصلاً محلِ شکایت نہ جانو گے، کہ ہم نے کب کیا تھا، جو وہ کرتا۔ اب جانچو کہ تم مالک علی الاطلاق عزجلالہ کے کتنے احکام بجالاتے ہو۔ اس کا حکم بجا نہ لانا اور اپنی درخواست کا خواہی نخواہی قبول چاہنا کیسی بے حیائی ہے او احمق! پھر فرق دیکھ۔ اپنے سر سے پاؤں تک نظر غور کر، ایک ایک رونگٹے میں ہر وقت ہر آن کتنی کتنی ہزار در ہزار صد ہزار بے شمار نعمتیں ہیں۔ تو سوتا ہے اور اس کے معصوم بندے تیری حفاظت کو پہرا دے رہے ہیں، تو گناہ کر رہا ہے اور سر سے پاؤں تک صحت و عافیت، بلاؤں سے حفاظت، کھانے کا ہضم، فضلات کا دفع، خون کی روانی، اعضاء میں طاقت، آنکھوں میں روشنی، بے حساب کرم بے مانگے بے چاہے تجھ پر اتر رہے ہیں۔ پھر اگر تیری بعض خواہشیں عطا نہ ہوں، کس منہ سے شکایت کرتا ہے۔ تو کیا جانے کہ تیرے لئے بھلائی کاہے میں ہے، تو کیا جانے کہ کیسی سخت بلا آنے والی تھی کہ اس دعا نے دفع کی، تو کیا جانے کہ اس دعا کے عوض کیسا ثواب تیرے لئے ذخیرہ ہو رہا ہے۔ اس کا وعدہ سچا ہے، اور قبول کی یہ تینوں صورتیں ہیں جن میں ہر

---

(۱۱۹) دعا کی جمع۔

پہلی پچھلی سے اعلیٰ ہے۔ (۱۲۰) ہاں بے اعتقادی آئی' تو یقین جان کہ مارا گیا اور ابلیس لعین نے تجھے اپنا سا کر لیا۔ والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ۔

اے ذلیل خاک! اے آبِ ناپاک! اپنا منہ دیکھ اور اس عظیم شرف کو غور کر کہ اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے' اپنا پاک متعالی نام لینے' اپنی طرف منہ کرنے' اپنے پکارنے کی تجھے اجازت دیتے ہیں۔ لاکھوں مرادیں اس فضلِ عظیم پر نثار۔

او بے صبرے! ذرا بھیک مانگنا سیکھ' اس آستانِ رفیع کی خاک پر لوٹ جا اور لپٹا رہ اور ٹکٹکی بندھی رکھ کہ اب دیتے ہیں' اب دیتے ہیں۔ بلکہ اسے پکارنے' اس سے مناجات کرنے کی لذت میں ایسا ڈوب جا کہ ارادہ و مراد کچھ یاد نہ رہے۔ یقین جان کہ اس دروازے سے ہرگز محروم نہ پھرے گا کہ

ع من دق باب الکریم انفتح (۱۲۱)

وباللہ التوفیق۔

---

(۱۲۰) انسان اپنے رب عزوجل کے حضور دعا کرتا ہے اور بعض اوقات بظاہر اپنی دعا کی قبولیت کو محسوس نہیں کرتا چنانچہ شیطان دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید میں جب خود ارشاد فرماتا ہے کہ "مجھ سے دعا کرو' میں قبول کروں گا" تو پھر میری دعا کیوں قبول نہیں کی گئی۔

پیارے اسلامی بھائیو! جان لیجئے کہ دعا کی قبولیت کی مختلف صورتیں ہیں۔

اول یہ کہ جو اس نے مانگا وہ نہ دیا گیا کہ شاید اس کے حق میں بہتر نہ تھا اور وہ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن اپنے بندوں کے حق میں بہتری چاہتا ہے۔ قبولیت دعا کی یہ صورت سب سے اعلیٰ ہے۔

دُوُم یہ کہ اس دعا مانگنے والے پر کوئی سخت بلا و مصیبت آئی تھی۔ جسے اس کا پروردگار اس دعا کے سبب دور فرما دیتا ہے۔ قبولیت دعا کی اس صورت کا مرتبہ دوسرا ہے۔

سِوُم یہ کہ جو مانگا وہ نہیں دیا جاتا بلکہ اس دعا کے عوض آخرت میں ثواب کا ذخیرہ عطا کیا جائے گا۔

حدیث پاک میں فرمایا ﷺ کہ جب بندہ آخرت میں اپنی ان دعاؤں کا ثواب دیکھے گا جو دنیا میں مقبول نہ ہوئی تھیں' تمنا کریگا کاش! دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی اور سب یہیں (یعنی آخرت) کے واسطے جمع ہو جاتیں۔

(۱۲۱) جس نے کریم کے دروازے پر دستک دی تو وہ اس پر کھل گیا۔

ادب ۴۹ : اپنے گناہ و خطا پر نظر کر کے دعا کو ترک نہ کرے کہ شیطان کی بھی دعا قبول ہوئی اور اسے قیامت تک مہلت ملی۔ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ○(۱۲۲)

کہتے ہیں فرعون دن بھر خدائی کا دعویٰ کرتا اور رات کو دعا و زاری میں مشغول رہتا۔ اسی سبب سے جاہ و حشم و مال و ملک اس کا مدت تک قائم رہا۔

روز موسیٰ پیش حق نالاں شدے — نیم شب فرعون ہم گریاں شدے
کیں چہ غل است اے خدا بر گردنم — گرنہ غل باشد کہ گوید من منم

اے عزیزو! وہ ارحم الراحمین ہے' اس سے ناامید ہونا مسلمان کی شان نہیں۔ جو کافروں کو نعمت سے محروم نہیں رکھتا' تجھے کب محروم کرے گا۔

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب — گبر و ترسا وظیفہ خور داری(۱۲۳)
دوستاں را کجا کنی محروم — تو کہ با دشمناں نظر داری(۱۲۴)

ادب ۵۰ : تندرستی و خوشی و فراخ دستی کی حالت میں دعا کی کثرت کرے۔ تاکہ سختی و رنج میں بھی دعا قبول ہو۔ حدیث میں ہے۔

من سره ان یستجیب الله له عند الشدائد والکرب فلیکثر الدعاء فی الرخاء (۶☆)

(۶☆) جس کو یہ پسند ہو کہ مشکلات کے وقت اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے تو اس کو چاہیے کہ آسائش کے وقت دعا کی کثرت کرے۔

(۱۲۲) تو مہلت والوں میں ہے۔ سورۃ ص، آیت ۸۰ ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۱۲۳) ع خزانہ غیب کا تیرے کھلا ہے مت پرستوں پر
تو نصرانی' یہودی بھی کبھی محروم نہ چھوڑے

(۱۲۴) جو فرمائے کرم ایسا کہ دشمن بھی رہیں شاداں
ہے تو تو دوست عطاری! رہے محروم کیونکر تو
(عطاری)

ادب ۵۱ : جس امر کا انجام یقیناً نہ معلوم ہو کہ اپنے لئے کیسا ہے' بلا شرطِ خیر و صلاح دعا نہ کرے۔

قال الرضاء: ممکن ہے کہ جسے یہ اپنے حق میں خیر جانتا ہے' انجام اس کا برا ہو اور بالعکس۔ تو اپنے منہ سے اپنی مضرت(۱۲۵) مانگتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

عَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ۝ (۱۲۶)

"قریب ہے کہ تم کسی چیز کو مکروہ سمجھو گے اور وہ تمہارے لئے بہتر ہے اور قریب ہے کہ تم کسی چیز کو دوست رکھو گے اور وہ تمہارے لئے بُری ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے" اور فرماتا ہے۔

عَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا کَثِیْرًا۝ (۱۲۷)

"قریب ہے کہ تم بعض چیزوں کو ناپسند کرو گے اور اللہ تعالیٰ ان میں خیر کثیر رکھے گا۔"

لہذا دعا یوں چاہیے کہ الٰہی! اگر میرے لئے یہ امر دین و دنیا و آخرت میں بہتر ہے تو عطا فرما۔

جس کی خیریت و مضرت یقینی ہے' جس میں دوسرا پہلو نہیں' وہاں اس شرط و استثناء کی حاجت نہیں۔ مثلاً "الٰہی! میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں۔ الٰہی! مجھ کو دوزخ سے بچا"۔ آمین۔

یہ وہ اکاون آداب ہیں جو حضرت مصنف قدس سرہ نے افادہ فرمائے۔ اب فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ تو اور ذکر کرتا ہے کہ ساٹھ کا عدد کامل ہو۔ وباللہ التوفیق۔

ادب ۵۲ : دعا تنہائی میں کرے۔ حدیث میں آیا ہے۔ "پوشیدہ کی ایک دعا علانیہ کی

---

(۱۲۵) نقصان۔

(۱۲۶) سورۃ البقرہ' آیت ۲۱۶۔

(۱۲۷) سورۃ النساء' آیت ۱۹۔

ستر دعا کے برابر ہے" رواہ ابو الشیخ والدیلمی عن انس رضی اللہ عنہ۔

فائدۂ عجیبہ: اخیر محرم ۱۳۰۲ھ میں فقیر نے بدایوں مدرسۂ طیبۂ قادریہ میں خواب دیکھا کہ صحیح بخاری شریف نہایت خوش خط و محشی میرے سامنے ہے۔ اس کے حاشیے پر غالباً بروایتِ امام شافعی رضی اللہ عنہ یہ حدیث لکھی ہے کہ

الدعاء فی الشمس مرة افضل من الدعاء فی الظل سبع عشرة مرة۔

یعنی دھوپ میں ایک بار دعا سائے میں ستر بار کی دعا سے بہتر ہے۔

اس مضمون کی حدیث فقیر کی نظر سے کہیں نہ گزری۔ حضرت عظیم البرکت مولینا مولوی محمد عبدالقادر صاحب قادری دامت برکاتہم سے بھی استفسار کیا۔ فرمایا۔ "میرے خیال میں بھی نہیں۔" واللہ تعالیٰ اعلم۔

اسی طرح اب کوئی چند مہینے ہوئے اور سید شاہ فضلِ حسین صاحب پنجابی فقیر سے صحیح بخاری شریف پڑھتے تھے۔ ایک دن فقیر نے اپنے مکان میں خواب دیکھا کہ "جامع صحیح مطبوع" مطبع احمدی پیش نظر ہے اور اس میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک اثر موقوف میں کسی مؤذن کی اذان کا ذکر اور اس پر بحث ہے کہ اس کی اذان مطابق سنت ہے یا نہیں۔ اس پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قد سمعه افقه بلدنا واعظمهم علما ابو حنيفة۔

یعنی اس کی اذان کیونکر صحیح نہ ہو۔ حالانکہ اسے سنا ہے ہمارے شہر کے اکملِ فقہاء و اعظم علماء ابو حنیفہ نے۔

خواب کی باتیں اکثر تاویل طلب ہوتی ہیں تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا حضرتِ امام پر زماناً تقدم کچھ مضر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ادب ۵۳: جب قصدِ دعا ہو' پہلے مسواک کرلے کہ اب اپنے رب سے مناجات کرے گا۔ ایسی حالت میں رائحۂ متغیرہ (۲۸) سخت ناپسند ہے۔ خصوصاً حقہ پینے والے'

---

(۲۸) یعنی بدبو دار سانس۔

خصوصاً تمباکو کھانے والوں کو اس ادب کی رعایت ذکر و دعا و نماز میں نہایت اہم ہے۔ کچا لہسن پیاز کھانے پر حکم ہوا کہ مسجد میں نہ آئے۔ وہی حکم یہاں بھی ہوگا۔ مع ھذا حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں۔ ''مسواک رب کو راضی کرنے والی ہے'' اور ظاہر ہے کہ رضائے رب باعثِ حصولِ ادب ہے۔(۱۲۹)

ادب ۵۴ : جہاں تک ممکن ہو' دعا بہ زبان عربی کرے۔ غرر الافکار وغیرہ میں ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ غیر عربی میں دعا مکروہ ہے۔

وماوقع فی النهر والدر من التحريم فحمله ما اذا لم يعلم معناه كمثل الرقية بالعجمية۞(۱۳۰)

امام ولوالجی فرماتے ہیں۔ ''اللہ تعالیٰ غیر عربی کو دوست نہیں رکھتا'' اور فرماتے ہیں ''عربی میں دعا اجابت سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔''

میں کہتا ہوں..... مگر جو عربی نہ سمجھتا ہو اور معنی سیکھ کر تکلف ان کی طرف خیال لے جانا مشوشِ خاطر و مخلِ حضور ہو' وہ اپنی ہی زبان میں اللہ تعالیٰ کو پکارے' کہ حضور و یکسوئی اہم امور ہے۔

ادب ۵۵ : اگر دعا کرتے کرتے نیند غالب ہو' جگہ بدل دے۔ یوں بھی نہ جائے تو وضو کرلے۔ یوں بھی نہ جائے تو موقوف کرے۔ صحیح حدیث میں اس کی وصیت فرمائی کہ مبادا استغفار کرنا چاہے اور زبان سے اپنے لئے بد دُعا نکل جائے۔

ادب ۵۶ : **اقول**..... حالتِ غضب میں بد دعا کا قصد نہ کرے' کہ غضب عقل کو

---

(۱۲۹) یعنی حصول مراد میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔

(۱۳۰) النهر الفائق اور در مختار میں جو غیر عربی میں دعا کو حرام فرمایا وہ حکم اس وقت ہے کہ جب غیر عربی میں دعا کرنے والا اپنے الفاظ کے معنی نہ جانتا ہو جیسا کہ غیر عربی میں منتر وغیرہ یا جھاڑ پھونک کرنا۔ (جیسا کہ بعض اوراد و وظائف یا منتر وغیرہ فارسی میں ہوتے ہیں کہ پڑھنے والا ان کے معنی نہیں جانتا اس طرح پڑھنے میں اندیشہ ہے کہ معنی نہ جانتے ہوئے کوئی بات خلاف شرع کہہ جائے)۔

چھپالیتا ہے۔ کیا عجب کہ بعد زوالِ غضب خود اس بددعا پر نادم ہو۔ اس مضمون کو حدیث لایقضی القاضی وھو غضبان(۱۳۱) سے استنباط کرسکتے ہیں۔

ادب ۵۷ : دعا میں تکبر اور شرم سے بچے۔ مثلاً تنہائی میں دعا بہ نہایت تضرع والحاح(۱۳۲) کررہا ہے۔ اپنا منہ خوب گڑگڑانے کا بنارہا ہے۔ اب کوئی آگیا تو اس حالت سے شرما کر موقوف کردیا۔ یہ سخت حماقت اور معاذ اللہ' اللہ کی جناب میں تکبر سے مشابہ ہے۔ اس کے حضور گڑگڑانا موجبِ ہزاراں عزت ہے' نہ کہ معاذ اللہ خلافِ شان وشوکت۔

ادب ۵۸ : دعا میں جیسے کہ بلند آواز نہ چاہئے' نہایت پست بھی نہ کرے اور اس قدر تو ضرور ہے کہ اپنے کان تک آواز پہنچے۔ بغیر اس کے مذہب راجح پر کوئی کلام و قرأت' کلام و قرأت نہیں ٹھہرتا۔ (۱۳۳)

وقال اللہ تعالیٰ: وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا٥(۱۳۴)

ادب ۵۹ : دعا میں صرف مدعا پر نظر نہ رکھے' بلکہ نفسِ دعا کو مقصود بالذات جانے کہ وہ خود عبادت' بلکہ مغزِ عبادت ہے۔ مقصد ملنا نہ ملنا درکنار' لذتِ مناجات نقدِ وقت ہے۔ والحمدللہ رب العلمین٥

(۱۳۱) قاضی جب غصہ میں ہو تو فیصلہ نہ دے۔

(۱۳۲) گریہ وزاری' گڑگڑانا۔

(۱۳۳) یعنی کسی بھی قسم کے کلام مثلاً اوراد و وظائف' درود پاک' دعا یا قرأت وغیرہا کرتے وقت اتنی آواز کا ہونا ضروری ہے کہ پڑھنے والا خود اپنے کانوں سے سنے اگر کم از کم اتنی آواز نہ ہوئی تو اسکا پڑھنا' پڑھنا نہیں کہا جائے گا اور نہ ہی اس کا کچھ اثر۔ خصوصاً نماز میں اس مسئلہ کو ملحوظ رکھا جائے کہ بغیر قرأت کے نماز ہی نہیں ہوگی۔

(۱۳۴) اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو' نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔ سورۃ بنی اسرائیل' آیت ۱۱۰' ترجمہ (کنزالایمان)۔

ادب ۶۰: تنہا اپنی دعا پر قناعت نہ کرے۔ بلکہ صلحا و اطفال(۱۳۵) و مساکین اور بیوہ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کر کے ان سے بھی دعا چاہے کہ اقرب قبول ہے۔

اولاً: جب احسان کیا' وہ راضی ہوں گے اور دل سے اس کے لئے دعا کریں گے اور مسلمان کی دعا مسلمان کے لئے اس کی غیبت(۱۳۶) میں نہایت جلد قبول ہوتی ہے۔

ثانیاً: ان کی رضا مندی سے اللہ راضی ہوگا۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہے' جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں ہے اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دور کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف دور فرمائے۔"

ثالثاً: ان کا منہ اس کے لئے دعا میں اس کے منہ سے بہتر ہوگا۔

منقول ہے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب ہوا۔ اے موسیٰ! مجھ سے اس منہ کے ساتھ دعا مانگ جس سے تو نے گناہ نہ کیا۔ عرض کی الٰہی! وہ منہ کہاں سے لاؤں۔ (یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تواضع ہے' ورنہ وہ یقیناً ہر گناہ سے معصوم ہیں) فرمایا "اوروں سے دعا کرا کہ ان کے منہ سے تو نے گناہ نہ کیا۔"

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے بچوں سے اپنے لئے دعا کراتے کہ دعا کرو عمر بخشا جائے۔

اور صائم(۱۳۷) و حاجی و مریض و مبتلاء سے دعا کرانا اثر تمام رکھتا ہے۔ ان تین کی حدیثیں تو فصلِ ہشتم میں آئیں گی اور مبتلا وہ جو کسی دنیوی بلا میں گرفتار ہو۔ یہ مریض سے عام ہو۔

ابو الشیخ نے کتاب الثواب میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضور اقدس ﷺ

---

(۱۳۵) یعنی نیک لوگ اور بچے۔

(۱۳۶) غیر موجودگی میں۔

(۱۳۷) روزہ دار۔

نے فرمایا۔ اغتنموا دعوة المؤمن المبتلی "مسلمان مبتلاء کی دعا غنیمت جانو۔"

فائدہ: جب مطلب حاصل ہو' اسے خدائے تعالیٰ کی عنایت و مہربانی سمجھے۔ اپنی چالاکی و دانائی نہ جانے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ (۱۳۸)

"جب آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے ہم سے دعا کرتا ہے۔ پھر جب ہم اسے نعمت دیتے ہیں' کہتا ہے یہ مجھے اپنی دانائی سے ملی۔"

بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ (۱۳۹)

"بلکہ وہ نعمت آزمائش ہے" کہ دیکھیں ہمارا احسان مانتا ہے یا نہیں۔

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (۱۴۰)

"لیکن بہت لوگ نہیں جانتے" اور اس نعمت کو اپنی دانائی کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ ایسا شخص پھر اگر دعا کرتا ہے' قبول نہیں ہوتی۔ جو کریم کا احسان نہیں مانتا' لائق عطا نہیں۔ مستوجبِ سزا ہے۔

مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا. (۱۴۱)

"جو ہماری یاد سے منہ پھیرے' اس کے لئے ہے تنگ زندگانی۔"

قال الرضا: ظاہر ہے کہ جب نعمت ملے' شکر واجب ہے کہ قائم رہے اور زیادہ ملے۔ حدیث شریف میں ہے "نعمتیں وحشی ہوتی ہیں' انہیں شکر سے مقید کرو۔" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

---

(۱۳۸) سورۃ الزُّمَر' آیت ۴۹۔

(۱۳۹) سورۃ الزُّمَر' آیت ۴۹۔

(۱۴۰) سورۃ الاَعْراف' آیت ۱۸۷۔

(۱۴۱) سورۃ طٰہٰ' آیت ۱۲۴۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ. (۱۳۲)

"اور بیشک اگر تم شکر کرو گے۔ میں تمہیں زیادہ دوں گا۔"

فائدہ : قال الرضاء: حدیث میں قبولِ دعا دیکھنے کے وقت یہ دعا ارشاد فرمائی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِعِزَّتِہٖ وَجَلَالِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَبِہٖ. (۱۳۳)

تم فصل الاداب واللہ تعالی اعلم بالصواب(۱۳۴)

---

(۱۳۲) سورۃ ابراھیم' آیت ۷۔

(۱۳۳) سب خوبیاں اس معبود کریم کو جس کی ذات و عزت و جلال ہی پر تمام اچھائیوں کا منتہی ہے۔

(۱۳۴) ختم ہوئی فصل آداب اور اللہ عزوجل ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے حق و صواب۔

میں مبسوط' (۱۵۲) اور انصاف یہ ہے کہ دونوں جانب کافی قوتیں ہیں۔ طالب خیر کو چاہئے کہ دونوں وقت دعا میں کوشش کرے۔ یہ طریقہ (۱۵۳) جمع کا امام احمد وغیرہ اکابر سے منقول اور بیشک اس میں امید اقوی واتم (۱۵۴) اور مصادفتِ مطلوب (۱۵۵) کی توقع اعظم واللہ سبحانہ' وتعالیٰ اعلم۔

میں کہتا ہوں...... اس دوسرے قول پر اس مابین میں دعا دل سے ہوگی یا زبان سے دعا کا موقع بعد التحیات و درود کے ملے گا' خواہ جلسہ بین السجدتین میں' جبکہ امام بھی وہاں قدرے توقف کرے۔ فافہم

نہم ۹ : روز چار شنبہ (۱۵۶) ظہر و عصر کے درمیان۔

قال الرضاء: خصوصاً مسجد الفتح میں کہ مساجد مدینہ طیبہ سے ایک مسجد ہے۔ فصل آئندہ میں اس کی حدیث مذکور ہوگی۔

دھم ۱۰ : مسجد کو جاتے وقت۔

یازدھم ۱۱ : وقتِ اذان۔

قال الرضاء: حدیث میں ہے' اس وقت درہائے آسمان کھولے جاتے ہیں۔

دوازدھم ۱۲ : وقتِ تکبیر۔

سیزدھم ۱۳ : درمیان اذان و اقامت۔

---

(۱۵۲) یعنی مذکورہ دونوں اقوال کی تائید میں کثیر دلائل کتاب فتح الباری وغیرہ میں تفصیلاً مذکور۔

(۱۵۳) یعنی وہ طریقہ' جسے اختیار کرنے سے دونوں اقوال پر عمل ہوجائے۔

(۱۵۴) یعنی اس میں زیادہ کامل و قوی امید ہے۔

(۱۵۵) یعنی حاجت مطلوبہ کے حصول کی امید زیادہ ہے۔

(۱۵۶) بدھ۔

چہار دہم ۱۴: جب امام وَلَا الضَّالِّیْن کہے۔

قال الرضاء: یہاں دعا وہی امین ہے یا دل میں مانگے۔

پانزدہم ۱۵ تا نوزدہم ۱۹: پنجگانہ فرضوں کے بعد۔

قال الرضاء: رواه الترمذی والنسائی عن ابی امامةؓ بلکہ ہر نماز کے بعد کما رواه الطبرانی فی الکبیر عن العرباض بن ساریةؓ مرفوعاً۔ اور کلام مصنف علام قدس سرہ میں باتباع حدیث اوّل فرائض پنجگانہ کی تخصیص ان کی فضیلت و مزیت(۱۵۷) کے سبب سے ہے کما افاده علی القاری فی الحرز۔

بستم ۲۰: سجدے میں۔

قال الرضاء: حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ "بندہ اس سے زیادہ کبھی اپنے رب سے قریب نہیں ہوتا' سجدے میں دعا زیادہ مانگو۔"

بست و یکم ۲۱: بعد تلاوت قرآن مجید۔

بست و دوم ۲۲: بعد استماع قرآن شریف۔(۱۵۸)

بست و سوم ۲۳: وقتِ ختم قرآنِ کریم۔

قال الرضاء: خصوصاً قاری کے لئے کہ بہ ارشاد حدیث شریف' ایک دعا ضرور مستجاب ہے۔

بست و چہارم ۲۴: جب مسلمان جہاد میں صف باندھیں۔

بست و پنجم ۲۵: جب کفار سے لڑائی گرم ہو۔

---

(۱۵۷) عمدگی۔

(۱۵۸) دلجمعی اور توجہ سے تلاوت قرآن سننے کے بعد۔

بست و ششم ۲۶ : آب زمزم پی کر۔

قال الرضاء: حدیث میں فرمایا۔ زمزم لما شرب له "زمزم اس لئے ہے جس لئے پیا جائے۔" صححه الامام ابن الجوزی یعنی جس نیت سے پیا جائے وہ حاصل ہو۔ صحیح حدیث میں ہے ابو ذر رضی اللہ عنہ نے قبل ظہور اسلام مہینہ بھر صرف آب زمزم پیا۔ مکہ میں پوشیدہ تھے' کچھ کھانے کو نہ ملتا۔ تنہاء اس مبارک پانی نے کھانے پانی دونوں کا کام دیا اور بدن نہایت ترو تازہ وفربہ ہو گیا۔

بست و ہفتم ۲۷ : جب روزہ افطار کرے۔

بست و ہشتم ۲۸ : مینہ برستے میں۔

بست و نہم ۲۹ : جب مرغ اذان دے۔

قال الرضاء: یہ سب اوقات حدیث میں آئے ہیں اور مرغ بولنے کے باب میں ارشاد ہوا ہے کہ وہ ملائکہ رحمت کو دیکھ کر بولتا ہے۔ اس وقت اللہ کا فضل مانگو۔ فقیر اس وقت یہ دعا مانگتا ہے۔

یَاذَا الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ صَلِّ عَلٰی فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِ الْعَظِیْمِ(۱۵۹)

سیم ۳۰ : مجمع مسلمانان میں۔

قال الرضاء: علماء فرماتے ہیں' "جہاں چالیس مسلمان جمع ہوں' ان میں ایک ولیُ اللہ ضرور ہوگا"

سی ویکم ۳۱ : ذکر خدا اور رسول کی مجلس میں۔

قال الرضاء: صحیح حدیث شریف میں ہے کہ ان کی دعا پر فرشتے امین کہتے ہیں۔

---

(۱۵۹) اے بڑے فضل والے! اپنے فضل عظیم یعنی مصطفیٰ کریم ﷺ پر رحمت نازل فرما' میں تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں۔

سی و دوم ۳۲ : مسلمان میت کے پاس، خصوصاً جب اس کی آنکھیں بند کریں۔

قال الرضاء: یہاں بھی حدیث شریف میں آیا کہ اس وقت نیک ہی بات منہ سے نکالو کہ جو کچھ کہو گے، فرشتے اس پر امین کہیں گے ﴾

سی و سوم ۳۳ : وقتِ رقتِ دل۔

قال الرضاء: نبی ﷺ سے حدیث میں ہے۔ "رقتِ قلب کے وقت دعا غنیمت جانو کہ وہ رحمت ہے۔" اخرجه الدیلمی عن ابی بن کعب ﷺ ﴾

سی و چہارم ۳۴ : سورج ڈھلتے۔

قال الرضاء: حدیث میں ہے اس وقت آسمان کے دروازے کھلتے ہیں۔ نیز حدیث حسن بطرق میں فرمایا جب سائے پلٹیں اور ہوائیں چلیں تو اپنی حاجات عرض کرو کہ وہ ساعت اوابین کی ہے۔ رواہ الدیلمی وابو نعیم عن ابن ابی اوفی ﷺ ﴾

سی و پنجم ۳۵ : رات کو سونے سے جاگ کر۔

قال الرضاء: حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ جو رات کو سوتے سے جاگے۔ پھر کہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ٥ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ـ(۱۶۰)

اس کے بعد اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ (۱۶۱) کہے۔ یا فرمایا، دعا مانگے، قبول ہو اور اگر وضو کر کے دو

---

(۱۶۰) اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کیلئے بادشاہت ہے۔ سب خوبیاں اسی کو اور وہ ہر شی پر قدرت رکھتا ہے۔ سب خوبیاں اسی کو اور اسے پاکی ہے اور اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ عزوجل سب سے بڑا ہے اور بغیر اسکی تائید کے برائی سے بچنے کی کچھ قدرت نہیں اور نہ ہی نیکی پر کچھ قوت۔

(۱۶۱) اے اللہ عزوجل! میری مغفرت فرما۔

رکعت پڑھے، نماز مقبول ہو۔ رواہ البخاری وابو داوٗد و الترمذی والنسائی وابن ماجة عن عبادة بن الصامت ﷺ

سی و ششم ۳۶: بعد قرأت سورۂ اخلاص۔

وغیر ذالك۔

قال الرضاء: یہ وہ اوقات ہیں کہ حضرت مصنف قدس سرہ نے ذکر فرمائے۔ اب تو فقیر زائد کرتا ہے۔

سی و ہفتم ۳۷: رجب کی چاند رات۔

سی و ہشتم ۳۸: شب برأت۔

سی و نہم ۳۹: شب عید الفطر۔

چہلم ۴۰: شب عید الضحیٰ۔ ابن عساکر عن ابی امامة رضی اللہ تعالٰی عنه عن النبی ﷺ خمس لیال لا ترد فیهن الدعوة اول لیلة من رجب ولیلة النصف من شعبان ولیلة الجمعة ولیلة الفطر ولیلة النحر .(۱۶۲)

چہل و یکم ۴۱: رات کی پہلی تہائی۔

چہل و دُوم ۴۲: رات کا پچھلا ثلث۔

چہل و سوم ۴۳: اذان سننے میں بعد حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔

چہل و چہارم ۴۴: تلاوت سورۂ انعام میں دو اسم جلالت کے مابین یعنی آیہ کریمہ مِثْلَ مَا اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ ۝ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ ۝(۱۶۳) میں دونوں لفظ اللہ کے

---

(۱۶۲) ابن عساکر نے حضرت ابو امامہ ﷺ سے اور انہوں نے اللہ عزوجل کے پیارے محبوب، دانائے غیوب ﷺ سے روایت کیا کہ پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا رد نہیں کی جاتی۔ رجب کی پہلی یعنی چاند رات اور شب نصف شعبان یعنی شعبان المعظم کی چودھویں شب اور شب جمعہ اور شب عید الفطر اور شب نحر یعنی ذوالحجۃ الحرام کی دسویں شب۔

(۱۶۳) جیسا اللہ کے رسولوں کو ملا، اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔ سورۃ الأنعام، آیت ۱۲۴، ترجمہ (کنز الایمان)۔

درمیان دعا کرے۔

چہل و پنجم ۴۵ : قرأت صحیح بخاری شریف میں جب اسمائے اصحاب بدر پر پہنچے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حضرت مصنف علام قدس سرہ کا وہ چھتیس ذکر کر کے وغیر ذلک فرمانا خود بتاتا تھا کہ انہیں میں حصر نہیں، اور بھی ہیں۔ تو فقیر کا یہ نو بڑھانا اسی کلمہ وغیر ذلک کی شرح تھی اور ہنوز حصر نہیں۔ (۱۶۴)

وفضل اللہ اطیب واکثر والحمدللہ رب العلمین (۱۶۵)

---

(۱۶۴) یعنی ایسا نہیں کہ قبولیت کے تمام مواقع جمع کر لئے گئے ہوں، بلکہ مذکورہ اوقات کے علاوہ اور بھی ہو سکتے ہیں۔

(۱۶۵) اور اللہ عزوجل کا فضل سب سے عمدہ و کثیر ہے اور سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔

فصلِ چہارم امکنۂ اجابت میں(۱۶۶)

قال الرضاء: وہ چوالیس ہیں۔ تیئیس ذکر فرمودۂ حضرت مصنف قدس سرہ اور اکیس ملحقات فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ۔

اوّل ۱: مَطاف۔

قال الرضاء: یہ وسط مسجد الحرام شریف میں ایک گول قطعہ ہے 'سنگ مرمر سے مفروش۔ اس کے بیچ میں کعبہ معظمہ ہے۔ یہاں طواف کرتے ہیں۔ زمانۂ اقدس حضور سید عالم ﷺ میں مسجد اسی قدر تھی۔ افادہ المصنف قدس سرہ فی الجواھر۔

دُوم ۲: ملتزم۔

قال الرضاء: یہ کعبہ معظمہ کی دیوارِ شرقی کے پارۂ جنوبی کا نام ہے۔ جو درمیانِ درِکعبہ وسنگ اسود واقع ہے یہاں لپٹ کر دعا کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں۔ "میں جب چاہوں جبرائیل کو دیکھ لوں کہ ملتزم سے لپٹا ہوا کہہ رہا ہے۔ یَاوَاجِدُ یَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّی نِعْمَۃً اَنْعَمْتَھَا عَلَیَّ"(۱۶۷)

الحمدللہ کہ حضور پُرنور ﷺ کے کرم سے اللہ عزوجل نے اس گدائے بے نوا کو بھی یہ دعا کرامت فرمائی۔ بارہا ملتزم سے لپٹ کر عرض کیا ہے۔ یَاوَاجِدُ یَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّی نِعْمَۃً اَنْعَمْتَھَا عَلَیَّ۔

اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ عَمَّ نَوَالُہٗ سے امیدِ قبول ہے۔ وَصَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

---

(۱۶۶) امکنہ' مکان کی جمع ہے اور مراد یہاں مقاماتِ قبولیت ہیں۔

(۱۶۷) اے ہر شئ کو اپنی قدرت سے موجود کرنے والے! اے بزرگی والے! مجھ سے اپنی نعمت کو دور نہ فرمانا جو تو نے مجھے عطا فرمائی۔

سوم ۳: مستجار کہ رکن شامی و یمانی کے درمیان محاذیٔ ملتزم واقع ہے۔

قال الرضاء: یا بر قیاس سابق یوں کہیے کہ یہ کعبہ معظمہ کی دیوار غربی کے پارۂ جنوبی کا نام ہے۔ جو درمیان در مسدود و رکنِ یمانی واقع ہے﴾

چہارم ۴: داخلِ بیت۔(۱۶۸) پنجم ۵: زیرِ میزاب۔ ششم ۶: حطیم۔

ہفتم ۷: حجرِ اسود۔ ہشتم ۸: رکنِ یمانی۔

قال الرضاء: خصوصاً جب کہ طواف کرتے وہاں گزر ہو۔ حدیث شریف میں ہے۔ یہاں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہے۔(۱۶۹) ہزار فرشتے امین کہیں گے۔ رواہ ابن ماجۃ﴾

نہم ۹: خلف مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ دہم ۱۰: نزد زمزم۔

یازدہم ۱۱: صفا۔ دوازدہم ۱۲: مروہ۔

سیزدہم ۱۳: مسعیٰ خصوصاً دونوں میل سبز کے درمیان۔

چہاردہم ۱۴: عرفات، خصوصاً نزد موقفِ نبی ﷺ۔

پانزدہم ۱۵: مزدلفہ خصوصاً مشعر الحرام۔

شانزدہم ۱۶: منیٰ

---

(۱۶۸) بیت اللہ شریف۔

(۱۶۹) اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں معافی اور ہر برائی سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

ھفدہم ۱۷ 'ھژدہم ۱۸ 'نوزدہم ۱۹ : حُجراتِ عتبہ۔

بستم ۲۰ : نظر گاہِ کعبہ جہاں کہیں ہو اور ان اماکن سے بعض میں اجابت 'بعض کے نزدیک 'بعض اوقات سے خاص ہے۔

قال الرضاء: اشار الیه الفاضل علی القاری فی شرح اللباب وبسطه الطحطاوی فی حاشیتی الدر و مراقی الفلاح۔

قلت...... وان قیل بالتعمیم فالفضل عمیم ﴾

بست ویکم ۲۱ : مسجد نبی ﷺ۔

بست ودُوم ۲۲ : مکانِ استجابتِ دعا' جہاں ایک مرتبہ دعا قبول ہو' وہاں پھر دعا کرے۔

قَالَ تَعَالیٰ : هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ۔(۷۰)

قال الرضاء: خواہ اپنی کسی دعا کا قبول دیکھے' خواہ دوسرے مسلمان بھائی کی۔ جس طرح سیدنا زکریا علی نبینا الکریم وعلیهم الصلوٰة والتسلیم نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا پر فضلِ اعظم ربِ اکرم اور بے فصل کے میوے انھیں ملتا دیکھ کر وہیں اپنے لئے فرزند عطا ہونے کی دعا کی۔ جس کی طرف مصنف علام قدس سرہ نے اس آیۂ کریمہ کی تلاوت سے اشارہ فرمایا(۷۱) ﴾

---

(۷۰) یہاں پکارا زکریا اپنے رب کو (یعنی دعا مانگی) سورۃ الِ عمران' آیت ۳۸، ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۷۱) حضرت زکریا علی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ جب اللہ عزوجل کی ایک نیک بندی حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی عبادت گاہ باعثِ برکت اور قبولیتِ دعا کا مقام بن سکتی ہے تو جس جگہ اللہ عزوجل کے نیک بندے...... (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بست و سوم ۲۳ : اولیاء و علماء کی مجالس۔ نَفَعَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی بِبَرَکَاتِهِمْ اَجْمَعِیْنَ ○ (۱۷۲)

قال الرضاء: رب عزوجل صحیح حدیث قدسی میں فرماتا ہے۔ هُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقٰی بِهِمْ جَلِیْسُهُمْ ○

"یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہتا۔"

اب فقیر اپنی زیادات کو گنائے۔

بست و چہارم ۲۴ : مواجہ شریفہ حضرت سیدُ الشافعین ﷺ۔

امام ابن الجزری فرماتے ہیں۔ "دعا یہاں قبول نہ ہو گی تو کہاں ہو گی۔"

اقول...... آیہ کریمہ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ○ (۱۷۳) اس پر دلیل کافی ہے۔ سبحانہٗ وتعالیٰ ہر طرح معاف کر سکتا ہے، مگر ارشاد ہوتا ہے کہ "اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں، تیرے حضور حاضر ہوں اور اللہ سے معافی مانگیں اور رسول ان کی بخشش چاہے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔" یہی تو وہ بحث الٰہیہ ہے جسے گم کر کے وہابیہ چاہِ ضلال میں پڑے۔ والعیاذ باللہ رب العلمین.

بست و پنجم ۲۵ : منبر اطہر کے پاس۔

بست و ششم ۲۶ : مسجد اقدس کے ستونوں کے نزدیک۔

(بقیہ حاشیہ ۱۷۱)...... یعنی اولیائے کرام خود جسم اطہر کے ساتھ تشریف فرما ہوں یعنی مزاراتِ شریفہ میں، تو اس مقام کو بھی باعث برکت سمجھتے ہوئے وہاں حاضر ہو کر اپنے رب عزوجل کے حضور ان اولیاء کرام کے توسل سے دعا کرنا جائز بلکہ قبولیت سے قریب تر ہے۔

(۱۷۲) اللہ تعالیٰ ہمیں تمام اولیاء و علماء کی برکتوں سے نفع پہنچائے۔

(۱۷۳) سورۃ النساء، آیت ۶۴۔

بست و ہفتم ۲۷ : مسجد قبا شریف میں۔

بست و ہشتم ۲۸ : مسجد الفتح میں، خصوصاً روز چہار شنبہ بین الظہر والعصر۔(۱۷۴)

امام احمد بسند جید اور بزار وغیرہما جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید عالم ﷺ نے مسجد فتح میں تین دن دعا فرمائی۔ دو شنبہ، سہ شنبہ، چہار شنبہ۔(۱۷۵) چہار شنبہ کے دن دونوں نمازوں کے بیچ میں اجابت فرمائی گئی کہ خوشی کے آثار چہرہ انور پر نمودار ہوئے۔ جابر ﷺ فرماتے ہیں۔ جب مجھے کوئی امر مہم بشدت پیش آتا ہے۔ میں اس ساعت میں دعا کرتا ہوں، اجابت ظاہر ہوتی ہے۔

بست و نہم ۲۹ : باقی مساجد طیبہ کہ حضور اقدس ﷺ کی طرف منسوب ہیں۔

سیم ۳۰ : وہ کوئیں جنہیں حضور پُر نور ﷺ کی طرف نسبت ہے۔

سی و یکم ۳۱ : جبلِ احد شریف۔

سی و دُوم ۳۲ : حضور اقدس ﷺ کے تمام مشاہد متبرکہ۔(۱۷۶)

سی و سِوم ۳۳، سی و چہارم ۳۴ : مزارات بقیع و اُحد۔

بست و دُوم ۲۲، وبست و سِوم ۲۳ کے سوا یہ بتیس ۳۲ مقامات حرمین طیبین اور ان کے متعلقات میں تھے۔

سی و پنجم ۳۵ : مزار مطہر ابو حنیفہ ﷺ کے پاس۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ "مجھے جب کوئی حاجت پیش

---

(۱۷۴) یعنی بدھ کے روز ظہر وعصر کے درمیان۔

(۱۷۵) یعنی پیر، منگل، بدھ۔

(۱۷۶) یعنی وہ تمام مقامات جہاں ہمارے آقا ﷺ ظاہری حیات مبارکہ میں تشریف لے گئے۔

آتی ہے، دو رکعت نماز پڑھتا اور قبر امام ابو حنیفہ ﷺ کے پاس جاکر دعا مانگتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ روا فرماتا ہے۔"

یہ مضمون امام ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان میں نقل فرمایا۔

سی و ششم ۳۶ : مزار مبارک حضرت امام موسیٰ کاظم ﷺ۔ امام شافعی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ "وہ استجابتِ دعا کے لئے تریاقِ مجرّب ہے۔"

سی و ہفتم ۳۷ : تربت سراپا برکت حضور سیدنا غوث اعظم ﷺ۔

سی و ہشتم ۳۸ : مزار فائض الانوار سیدنا معروف کرخی قدس اللہ تعالیٰ سرہ۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں۔ "وہاں اجابت مجرّب ہے۔" کہتے ہیں سو بار سورۂ اخلاص وہاں پڑھ کر جو چاہے اللہ تعالیٰ سے مانگے، حاجت پوری ہو۔ ذکرہ فی الفصل الاول من المقصد السابع۔

سی و نہم ۳۹ : مرقدِ مبارک حضرت خواجہ غریب نواز معین الحق والدین چشتی قدس سرہ۔

چہلم ۴۰ : حضرت امام ملک العلماء ابو بکر مسعود کاشانی اور ان کی زوجہ مطہرہ فقیہہ فاضلہ حضرت فاطمہ قدس اللہ تعالیٰ اسرار ھما کے بین المزارین۔

ذکرہ العلامۃ الشامی فی رد المحتار۔

چہل و یکم ۴۱ : یوں ہی حضرت سیدی ابو عبداللہ محمد بن احمد قرشی و حضرت سیدی ابن رسلان قدس اللہ تعالیٰ سرھما کے مزاروں کے درمیان۔ ذکرہ الزرقانی فی الفصل المذکور۔

"ان کے مزارات بیت المقدس میں ہیں۔"

چہل و دوم ۴۲ : قرافہ میں امام اشہب وابن القاسم رحمھما اللہ تعالیٰ کے

مزاروں کے درمیان کھڑے ہو کر سو بار قل ھو اللہ شریف پڑھے۔ پھر روبقبلہ جو دعا کرے قبول ہو۔ ذکرہ ایضاً ثمہ۔

چہل وسوم ۴۳: مرقدِ امام لن لال محدث احمد بن علی ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس۔

ذکرہ فی کشف الظنون عن القاضی ابن شہبۃ عند ذکر معجم الصحابۃ لہ۔

چہل و چہارم ۴۴: اسی طرح تمام اولیاء و صُلَحاء محبوبانِ خدا تعالیٰ کی بارگاہیں، خانقاہیں آرامگاہیں۔ نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتھم فی الدنیا والاخرۃ امین۔(۱۷۷)

سترہویں شریف ماہ فاخر ربیع الآخر ۱۲۹۳ھ میں کہ فقیر کو اکیسواں سال تھا۔ اعلیٰ حضرت مصنف علام سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد و حضرت محب الرسول جناب مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب قادری بدایونی دامت برکاتھم العالیہ کے ہمراہ رکاب حاضر بارگاہ بیکس پناہ حضور پُر نور محبوبِ الٰہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنھم ہوا۔ حُجرۂ مقدسہ کے چار طرف مجالس باطلہ لہو و سرور گرم تھیں۔ شور و غوغا سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی۔ دونوں حضرات عالیات اپنے قلوب مطمئنہ کے ساتھ حاضر مواجہہ اقدس ہو کر مشغول ہوئے۔ اس فقیر بے توقیر نے ہجومِ شور و شر سے خاطر پریشان پائی۔ دروازۂ مطہرہ پر کھڑے ہو کر حضرت سلطان الاولیاء سے عرض کی کہ اے مولیٰ! غلام جس لئے حاضر ہوا، یہ آوازیں اس میں خلل انداز ہیں۔ (لفظ یہی تھے یا ان کے قریب، بہر حال مضمون معروضہ یہی تھا) یہ عرض کر کے بسم اللہ کہہ کر دہنا پاؤں دروازۂ حجرۂ طاہرہ میں رکھا، بحمد اللہ رب قدیر وہ سب آوازیں دفعۃً گم تھیں۔ مجھے گمان ہوا کہ یہ لوگ خاموش ہو رہے، پیچھے پھر کر

---

(۱۷۷) اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقدس حضرات کی برکتوں سے دنیا و آخرت میں نفع پہنچائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

دیکھا تو وہی بازار گرم تھا۔ قدم کہ رکھا تھا باہر ہٹایا پھر آوازوں کا وہی جوش پایا۔ پھر بسم اللہ کہہ کر دہنا پاؤں اندر رکھا۔ حمد اللہ پھر ویسے ہی کان ٹھنڈے تھے۔ اب معلوم ہوا کہ یہ مولیٰ کا کرم اور حضرت سلطان الاولیاء کی کرامت اور اس بندۂ ناچیز پر رحمت و معونت ہے۔ شکر الٰہی بجا لایا اور حاضر مواجہہ عالیہ ہو کر مشغول رہا۔ کوئی آواز نہ سنائی دی۔ جب باہر آیا پھر وہی حال تھا کہ خانقاہ اقدس کے باہر قیام گاہ تک پہنچنا دشوار ہوا۔ فقیر نے یہ اپنے اوپر گزری ہوئی گزارش کی کہ اول تو وہ نعمت الٰہی تھی اور رب عزوجل فرماتا ہے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۝(۱۷۸) "اپنے رب کی نعمتوں کو لوگوں سے خوب بیان کر۔" مع ھذا اس میں غلامانِ اولیائے کرام کے لیے بشارت اور منکروں پر بلا و حسرت ہے۔ الٰہی! صدقہ اپنے محبوبوں کا ہمیں دنیا و آخرت و قبر و حشر میں اپنے محبوبوں کے برکاتِ بے پایاں سے بہرہ مند فرما۔

فانك انت الكريم وان الكريم لا يقطع عوائده والحمد لله رب العلمين وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وسائر المحبوبين و بارك وسلم . أمين(۱۷۹)

---

(۱۷۸) سورۃ الضُّحٰی، آیت ۱۱

(۱۷۹) بے شک تو کریم ہے اور کریم اپنی طرف آنے والوں سے اپنے کرم کو نہیں روکتا اور سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جو مالک سارے جہان والوں کا اور اللہ عزوجل ہمارے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ ﷺ اور اپنے تمام محبوب بندوں پر اپنی رحمت، برکت اور سلامتی نازل فرمائے۔ آمین

فصل پنجم اسم اعظم و کلمات اجابت میں

قال الرضاء: یہاں بیس بشارتیں ہیں۔ نو حضرت مصنف علام قدس سرہ نے ذکر فرمائیں اور گیارہ فقیر سگ کوئے قادری غفر اللہ تعالیٰ لہ نے بڑھائیں۔

بشارت ۱: حدیث میں آیۂ کریمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ○ (۱۸۰) کی نسبت فرمایا۔ "یہ اسم اعظم ہے' جو اس کے ساتھ دعا کرے' قبول ہو۔" علماء فرماتے ہیں آیۂ کریمہ قبولِ دعا' خصوصاً دفعِ بلا میں اثر تمام رکھتی ہے۔

قال الرضاء: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا وہ اسم اعظم نہ بتادوں کہ جب وہ اس سے پکارا جائے' اجابت کرے (۱۸۱) اور جب اس سے سوال کیا جائے' عطا فرمائے۔ وہ وہ دعا ہے جو یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین تاریکیوں میں کی تھی۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ○

کسی نے عرض کی یارسول اللہ! یہ خاص یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تھا یا سب مسلمانوں کے لئے ہے۔ فرمایا' کیا تو نے خدا تعالیٰ کا ارشاد نہ سنا کہ

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ (۱۸۲)

یعنی "پس ہم نے یونس کی دعا قبول فرمائی اور اسے غم سے نجات دی اور یونہی نجات دیں گے ایمان والوں کو۔"

رواہ احمد والترمذی والنسائی والحاکم مطولا واللفظ لہ والبیہقی

---

(۱۸۰) معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔ سورۃ الانبیاء' آیت ۸۷' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۱۸۱) یعنی قبول فرمائے۔

(۱۸۲) سورۃ الانبیاء' آیت ۸۸۔

والضیاء فی المختارة ﴾

بشارت ۲: سید عالم ﷺ نے ایک شخص کو کہتے سنا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ○ (۱۸۳)

ارشاد فرمایا۔ "قسم خدا کی تو نے اللہ تعالیٰ سے وہ اسم اعظم لے کر سوال کیا کہ جب اس سے سوال کیا جاتا ہے' اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور جب اس سے دعا کی جاتی ہے' قبول فرماتا ہے۔"

قال الرضاء: رواہ احمد و ابن ابی شیبة وابو داوٗد و الترمذی والنسائی وابن ماجة وابن حبان والحاکم۔

امام ابو الحسن علی مقدسی وامام عبدالعظیم منذری وامام ابن حجر عسقلانی وغیرہم آئمہ رحمھم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "اس حدیث کی اسناد میں کوئی طعن نہیں اور دربارۂ اسم اعظم یہ سب احادیث سے جید و صحیح تر ہے۔" ﴾

بشارت ۳ : ایک حدیث میں آیا' اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔

اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (۱۸۴) اور الٓمّٓ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔(۱۸۵)

---

(۱۸۳) اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے اپنی اس گواہی کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ بے شک تو ہی معبود ہے' کوئی عبادت کے لائق نہیں مگر تو اکیلا و بے نیاز کہ نہ جس کی کوئی اولاد اور نہ جو کسی سے پیدا ہوا اور نہ جس کے جوڑ کا کوئی۔

(۱۸۴) تمہارا معبود ایک معبود ہے' اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی' بڑی رحمت والا مہربان۔ سورۃ البقرۃ' آیت ۱۶۳' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۱۸۵) اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پوجا نہیں' آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا۔ سورۃ آل عمران' آیت ۲' ترجمہ (کنزالایمان)۔

قال الرضاء: رواه ابن ابی شیبة و ابوداوٗد و الترمذی وابن ماجة عن اسماء بنت یزید رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا ﴾

بشارت ۴ : بعض علماء یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (۱۸۶) کو اسمِ اعظم کہتے ہیں۔

قال الرضاء: سری بن یحییٰ قدس سرہ بعض اولیاء سے راوی' میں دعا کرتا تھا اللہ تعالیٰ سے کہ مجھے اسم اعظم دکھادے۔ مجھے آسمان میں ایک ستارہ نظر پڑا جس پر لکھا تھا۔ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ﴾

بشارت ۵ : بعض علماء نے یَااللّٰہُ یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ کو اسم اعظم کہا۔

بشارت ۶ : حضور اقدس ﷺ نے زید بن صامت رضی اللہ عنہ کو یوں دعا کرتے سنا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔ (۱۸۷)

فرمایا: ''یہ اللہ کا وہ اسم اعظم ہے کہ جب اس سے پکارا جائے' اجابت کرے اور جب مانگا جائے عطا فرمائے۔''

اخرجہ احمد و ابن ابی شیبة والاربعة وابن حبان والحاکم عن انس رضی اللہ عنہ۔

بشارت ۷ : حدیث میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یوں دعا کی۔

---

(۱۸۶) اے آسمانوں اور زمین کو ابتداً پیدا فرمانے والے! اے عظمت وبزرگی والے!۔

(۱۸۷) اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے اس بات کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ سب خوبیاں تجھی کو ہیں' کوئی معبود نہیں مگر تو اکیلا' تیرا کوئی شریک نہیں۔ اے مہربان! اے بہت احسان فرمانے والے! اے آسمانوں اور زمین کو ابتداً پیدا فرمانے والے! اے عظمت وبزرگی والے! اے اپنے آپ زندہ! اے دوسروں کو قائم رکھنے والے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَدْعُوْكَ اللّٰهَ وَاَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنَ وَاَدْعُوْكَ الْبَرَّ الرَّحِيْمَ وَاَدْعُوْكَ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَالَمْ اَعْلَمْ اَنْ تَغْفِرَلِيْ وَتَرْحَمَنِيْ۔ (۱۸۸)

نبی ﷺ نے فرمایا۔ "ان میں اسم اعظم ہے۔" رواہ ابن ماجة۔

بشارت ۸ : ابو درداء و ابن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں "اسم اعظم رَبِّ رَبِّ ہے۔ رواہ الحاکم۔

حدیث میں آیا نبی ﷺ نے فرمایا۔ جب بندہ یَارَبِّ یَارَبِّ کہتا ہے۔ رب عزوجل فرماتا ہے لبیک۔ "اے میرے بندے مانگ کہ تجھے دیا جائے"۔ رواہ ابن ابی الدنیا عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها۔

بشارت ۹ : حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ اسم اعظم اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (۱۸۹) ہے۔

بشارت ۱۰ :(۱۹۰) ابو امامہ باہلی صحابی رضی اللہ عنہ کے شاگرد قاسم بن عبدالرحمٰن شامی کہتے ہیں۔ اسم اعظم اَلْحَیُّ الْقَيُّوْمُ (۱۹۱) ہے۔

بشارت ۱۱ : امام قاضی عیاض نے بعض علماء سے نقل فرمایا۔ "اسم اعظم کلمۂ توحید ہے۔"

---

(۱۸۸) اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے دعا کرتی ہوں اے اللہ! اور تجھے پکارتی ہوں اے بڑے مہربان اور تجھ سے سوال کرتی ہوں احسان و مہربانی فرمانے والے! اور تیرے سب اچھے ناموں کے وسیلے سے تجھ سے دعا کرتی ہوں، جن ناموں کو میں جانتی ہوں اور جنہیں نہیں جانتی، تو میری مغفرت اور مجھ پر مہربانی فرما۔

(۱۸۹) اللہ، اللہ، اللہ عزوجل وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

(۱۹۰) بشارت ۱۰ تا ۲۰ شارح یعنی مجدد اعظم امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی ذکر فرمودہ ہیں۔

(۱۹۱) آپ زندہ، اوروں کو قائم رکھنے والا ہے۔

بشارت ۱۲ : امام فخر الدین رازی وبعض صوفیائے کرام نے کلمۂ **ھو** کو اسمِ اعظم بتایا۔

بشارت ۱۳ : جمہور علماء فرماتے ہیں۔ کہ **اللہ** اسمِ اعظم ہے۔ **کذا عزاہ الیھم القاری۔**

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ تو **اللہ** کہے اور اس وقت تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہ ہو۔

بشارت ۱۴ : بعض علماء نے **بِسْمِ اللہ** شریف کو اسمِ اعظم کہا۔

حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے منقول کہ **بِسْمِ اللہ** زبانِ عارف سے ایسی ہے جیسے کُنْ کلامِ خالق سے۔

بشارت ۱۵ : رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو ان پانچ کلموں سے ندا کرے۔ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے' اللہ عزوجل عطا فرمائے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۝(۱۹۲)

بشارت ۱۶ : اوپر گزرا کہ جو شخص **یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْن** تین بار کہے' فرشتہ کہتا ہے۔ مانگ کہ **اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْن** نے تیری طرف توجہ فرمائی۔

بشارت ۱۷ : پانچ بار **یَا رَبَّنَا** کہنے کا فضل امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے گزرا۔

بشارت ۱۸ : یہی خاصیت اسمائے حسنیٰ کی ہے۔

بشارت ۱۹ : نبی ﷺ نے ایک شخص کو **یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام**(۱۹۳) کہتے سنا'

---

(۱۹۲) اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ عزوجل سب سے بڑا ہے۔ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' ساری بادشاہت اسی کیلئے ہے اور سب خوبیاں اسی کو اور وہ تو سب کچھ کر سکتا ہے اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ عزوجل کی تائید کے بغیر برائی سے بچنے کی کچھ طاقت نہیں اور نہ ہی نیکی کرنے کی کچھ قوت۔

(۱۹۳) اے عظمت وبزرگی والے!۔

فرمایا۔ مانگ کہ تیری دعا قبول ہوئی۔

بشارت ۲۰ : ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے۔ حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا۔ جبرائیل میرے پاس کچھ دعائیں لائے اور عرض کی۔ جب حضور کو کوئی حاجت پیش آئے' انھیں پڑھ کر دعا مانگیے۔

یَابَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا صَرِیْخَ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ یَاغِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ یَاکَاشِفَ السُّوْءِ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَامُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ یَا اِلٰہَ الْعٰلَمِیْنَ بِکَ اُنْزِلَ حَاجَتِیْ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِھَا فَاقْضِھَا(۱۹۴)﴾

---

(۱۹۴) اے آسمانوں اور زمین کو ابتدا پیدا فرمانے والے! اے عظمت و بزرگی والے! اے فریادیوں کی فریاد رسی فرمانے والے! اے مدد چاہنے والوں کی مدد فرمانے والے! اے سب آفتوں کو دور فرمانے والے! اے سب سے زیادہ مہربان! اے پریشان حالوں کی دعا قبول فرمانے والے! اے سب جہان والوں کے معبود برحق! میری حاجت تیرے ہاں سے آئی اور تو ہی اس کو زیادہ جانتا ہے۔ تو تو اس حاجت کو روا فرما۔

فصل ششم موانعِ اجابت میں

قال الرضاء: وہ پندرہ ہیں' پانچ افادۂ حضرت مصنف قدس سرہ اور دس زیادت فقیر حقیر غفرلہ

اے عزیز! اگر دعا قبول نہ ہو تو اسے اپنا قصور سمجھے۔ خدائے تعالیٰ کی شکایت نہ کرے کہ اس کی عطا میں نقصان نہیں' تیری دعا میں نقصان ہے۔(۱۹۵)

ع
اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

ہرچہ ہست از قامت ناساز و بے اندام ماست
ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست (۱۹۶)

اے عزیز! دعا چند سبب سے رد ہوتی ہے۔

سبب ۱: کسی شرط یا ادب کا فوت ہونا اور یہ تیرا قصور ہے اپنی خطا پر نادم نہ ہونا اور خدا کی شکایت کرنا' نری بے حیائی ہے۔

قال الرضاء: نبی ﷺ فرماتے ہیں۔ "ایک شخص سفر دراز کرے' بال اُلجھے' کپڑے گرد میں اَٹے' اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلائے اور یارب یارب کہے اور اس کا کھانا حرام سے اور پینا حرام سے اور پہننا حرام سے اور پرورش پائی حرام سے' تو اس کی دعا کہاں قبول ہو۔

سفر اور اس پریشان حالی کا ذکر اس لئے فرمایا کہ یہ زیادہ جالبِ رحمت و مؤرث

---

(۱۹۵) یعنی اس مولیٰ کریم عزوجل کی عطا میں کوئی کمی نہیں' کمی تو تیرے دعا کرنے میں ہے۔

(۱۹۶) ع
کسی پر کم نہیں فضل و کرم تیرا مرے مولیٰ
یہ بداعمالیوں کا ہے نتیجہ کہ پریشاں ہوں
(عطاری)

اجابت ہوتے ہیں۔ (۱۹۷) باایں ہمہ (۱۹۸) جب اکل و شرب حرام سے ہے' امید اجابت نہیں ہے۔

سبب ۲: گناہوں سے تلوث — (۱۹۹)

قال الرضاء: اگرچہ یہ بھی سبب اوّل میں داخل تھا مگر بوجہ مہتم بالشان (۲۰۰) ہونے کے جدا ذکر فرمایا ہے۔

اسی واسطے دعا سے پہلے مظلوموں کے حقوق واپس کرنا اور ان سے اپنے قصور بخشوانا اور خدا کے سامنے توبہ واستغفار اور ترکِ معاصی پر عزمِ مصمّم کرنا لازم ہے۔

کعب احبار سے منقول' زمانہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں قحط پڑا۔ آپ بنی اسرائیل کو لے کر تین بار دعا کے واسطے گئے' مینہ نہ برسا۔ اللہ عزوجل نے وحی بھیجی۔ "اے موسیٰ! میں تیری اور تیرے ساتھ والوں کی دعا قبول نہ کروں گا کہ تم میں ایک نمّام ہے' (۲۰۱) کہ ایک کا عیب دوسرے سے بیان کرتا ہے" عرض کی۔ اے رب! وہ کون ہے؟ کہ اس کو ہم اپنے گروہ سے نکال دیں۔ حکم آیا' "میں تمہیں نمّامی سے منع کرتا ہوں اور خود ایسا کروں؟" موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کو توبہ کا حکم کیا' بعد توبہ دعا مانگتے ہی مینہ برسا۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ بنی اسرائیل سات برس قحط میں مبتلا رہے۔ یہاں تک کہ مُردوں اور بچوں کو کھانے لگے۔ ہمیشہ پہاڑوں میں نکل جاتے اور

---

(۱۹۷) یعنی رحمت کو زیادہ کھینچ لانے والے اور دعا کی قبولیت کا باعث ہوتے ہیں۔

(۱۹۸) اس کے باوجود.........۔

(۱۹۹) گناہوں میں ملوث رہنا۔

(۲۰۰) یعنی زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

(۲۰۱) چغل خور۔

عاجزی و تضرع کے ساتھ دعا مانگتے اور روتے مگر رحمت الٰہی ان کے حال پر اصلاً توجہ نہ فرماتی۔ یہاں تک کہ ان کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی ہوئی۔ "اگر تم میری طرف اس قدر چلو کہ تمہارے گھٹنے گھس جائیں اور تمہارے ہاتھ آسمان کو لگ جائیں اور تمہاری زبانیں دعا کرتے کرتے گونگی ہو جائیں۔ جب بھی میں تم میں سے کسی دعا مانگنے والے کی دعا قبول نہ کروں اور کسی رونے والے پر رحم نہ فرماؤں' جب تک مظلوموں کو ان کے حقوق واپس نہ کر دیں" پس بنی اسرائیل نے مظلوموں کو ان کے حق واپس کئے۔ اسی دن مینہ برسا۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ بنی اسرائیل ایام قحط میں مینہ کی دعا کے لئے نکلے۔ پیغمبر وقت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی ہوئی "ان سے کہہ دیجئے کہ تم میری طرف نکلتے ہو' ناپاک بدنوں کے ساتھ اور ہتھیلیاں میری طرف اٹھاتے ہو' جن سے تم نے خونِ ناحق کئے اور تم نے اپنے پیٹ حرام مال سے بھرے ہیں۔ اب تم پر میرا غضب سخت ہو گیا اور تم کو سوا زیادہ مجھ سے دور ہونے کے دعا سے کچھ فائدہ نہ ملے گا۔"

ابو صدیق ناجی سے روایت ہے۔ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام مینہ کی دعا کے واسطے باہر نکلے۔ ایک چیونٹی کو دیکھا' اپنے پاؤں آسمان کی طرف اٹھائے کہتی ہے۔

"الٰہی میں بھی تیری خلق سے ایک مخلوق ہوں اور ہم کو تیرے رزق سے بے پرواہی نہیں ہو سکتی' پس تو ہم کو اوروں کے گناہوں کے سبب ہلاک نہ کر۔"

سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دیکھ کر فرمایا لوٹ چلو کہ اس چیونٹی کی دعا سے مینہ برسے گا۔

اوزاعی کہتے ہیں' لوگ مینہ کی دعا کے لئے نکلے۔ بلال بن سعد نے خدا کی تعریف و ثنا کر کے کہا اے حاضرین! کیا تم اپنے گناہ پر اقرار نہیں کرتے ہو؟ سب نے کہا' ہم

اقرار کرتے ہیں۔ پھر کہا' الٰہی! تو فرماتا ہے مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ ' (۲۰۲) اور ہم اپنی گنہگاری پر اقرار کرتے ہیں پس مغفرت تیری ہماری اَمثال کے واسطے ہے۔ الٰہی! ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر اور ہم کو پانی دے۔ پھر اپنے ہاتھ اٹھائے اور مینہ برسا۔

کسی نے مالک بن دینار سے کہا۔ مینہ کے لئے دعا کیجئے' فرمایا۔ "تم مینہ برنے میں دیر سمجھتے ہو اور میں پتھر برسنے میں" یعنی تم سمجھتے ہو کہ مینہ برسنے میں دیر ہو گئی اور میں کہتا ہوں یہ خدا کی رحمت ہے کہ پتھر نہیں پڑتے۔

سبب ۳ : اِستغنائے مولیٰ۔ وہ حاکم ہے' محکوم نہیں۔ غالب ہے' مغلوب نہیں۔ مالک ہے' تابع نہیں۔ اگر تیری دعا قبول نہ فرمائی' تجھے ناخوشی اور غصے' شکایت اور شکوے کی مجال کب ہے۔ جب خاصوں کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ جب چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں جب چاہتے ہیں منع فرماتے ہیں۔ تو تُو کس شمار میں ہے کہ اپنی مراد پر اصرار کرتا ہے۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَO(۲۰۳)

قال الرضاء: اس کا اِستغناء حق' اس کا وعدہ حق' اس کی بات تمام' اس کی رحمت عام۔ دعا کہ شرائط و آداب کی جامع ہو' حصولِ مسئول ہی کے ساتھ قبول ہونا ضرور نہیں۔ دفع بلا ہے' ثوابِ عقبیٰ ہے' جیسا کہ آتا ہے اور بایں ہمہ اس پر کچھ واجب نہیں۔ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ' (۲۰۴) اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُO (۲۰۵)

نہ اس کے عطائے مطلق میں کوئی شک۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُO (۲۰۶)

---

(۲۰۲) نیکی والوں پر کوئی راہ نہیں۔ سورۃ التوبہ' آیت ۹۱' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۲۰۳) اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے مگر اکثر آدمی نہیں جانتے۔ سورۃ یوسف' آیت ۲۱' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۲۰۴) اللہ جو چاہے کرے۔ سورۃ ابراھیم' آیت ۲۷' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۲۰۵) بے شک اللہ حکم فرماتا ہے جو چاہے۔ سورۃ المائدۃ' آیت ۱' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۲۰۶) بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے' سب خوبیوں سراہا۔ سورۃ لقمٰن' آیت ۲۶' ترجمہ (کنزالایمان)۔

نہ اس کے کسی وعدے یا وعید میں فرق آنا ممکن۔ اِنَّ اللہَ لَایُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ۝ (۲۰۷)

مَایُبَدَّلُ الۡقَوۡلُ لَدَیَّ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِیۡدِ ۝ (۲۰۸) آہ آہ آہ !

جگر خوں میشود زیں یاد مارا

ز استغنائے حق فریاد مارا

لا ملجاء من اللہ الا الیہ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وصلی اللہ تعالٰی علی النبی الرحمۃ المھدۃ اقرب وسیلۃ الی اللہ والہ وصحبہ بالتبجید.(۲۰۹) ﴾

سبب ۴: حکمتِ الٰہی ہے کہ کبھی تو براہِ نادانی کوئی چیز اس سے طلب کرتا ہے اور وہ براہِ مہربانی تیری دعا کو اس سبب سے کہ تیرے حق میں مضر ہے' رد فرماتا ہے۔ مثلاً تو جویائے سیم وزر ہے(۲۱۰) اور اس میں تیرے ایمان کا خطر ہے یا تو خواہانِ تندرستی و عافیت ہے اور وہ علم خدا میں موجب نقصانِ عاقبت ہے۔ ایسا رد قبول سے بہتر۔ عَسٰۤی اَنۡ تُحِبُّوۡا شَیۡئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمۡ (۲۱۱) پر نظر کر اور اس رد کا شکر بجالا۔

سبب ۵: کبھی دعا کے بدلے ثوابِ آخرت دینا منظور ہوتا ہے۔ تو حطامِ دنیا(۲۱۲)

---

(۲۰۷) بے شک اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا۔ سورۃ الرعد' آیت ۳۱' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۲۰۸) میرے یہاں بات بدلتی نہیں اور نہ میں بندوں پر ظلم کروں۔ سورۃ قٓ' آیت ۲۹' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۲۰۹) اللہ عزوجل سے پناہ نہیں مگر اسی کے پاس اور اللہ عزوجل ہم کو بس ہے اور کیا ہی اچھا کارساز اور اللہ تعالٰی اپنے رحمت والے نبی ﷺ اور ان کے تمام آل واصحاب پر رحمت نازل فرمائے جن کیلئے کائنات سجائی گئی۔ اللہ عزوجل کی طرف سب سے قریبی وسیلہ ہیں۔

(۲۱۰) یعنی مال و دولت کا متلاشی و خواہشمند۔

(۲۱۱) قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو۔ سورۃ البقرۃ' آیت ۲۱۶' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۲۱۲) دنیوی ساز و سامان۔

طلب کرتا ہے اور پروردگار نفائس آخرت تیرے لئے ذخیرہ فرماتا ہے۔ یہ جائے شکر ہے نہ مقام شکایت۔

قال الرضاء

سبب ۶ تا ۱۱: حضور سید عالم ﷺ فرماتے "تین شخص ہیں کہ تیرا رب ان کی دعا نہیں قبول کرتا۔ ایک وہ کہ ویرانے مکان میں اترے' دوسرا وہ مسافر کہ بر راہ مقام کرے' یعنی سڑک سے بچ کر نہ ٹھہرے۔ بلکہ خاص راستے ہی پر نزول کرے۔ تیسرا وہ جس نے خود اپنا جانور چھوڑ دیا۔ اب خدا سے دعا کرتا ہے کہ اسے روک دے۔"

اخرجه الطبرانی فی الکبیر عن عبدالرحمٰن بن عائذ رضی اللہ عنہ بسند حسن○

اور فرماتے ہیں ﷺ۔ "تین شخص اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور ان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ ایک وہ جس کے نکاح میں کوئی بد خلق عورت ہو اور وہ اسے طلاق نہ دے۔ دوسرا وہ جس کا کسی پر کچھ آتا تھا اور اس کے گواہ نہ کر لیے۔ تیسرا وہ جس نے سفیہ بے عقل کو مال سپرد کر دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "سفیہوں کو اپنے مال نہ دو۔"

اخرجه الحاکم عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ بسند نظیف۔

تو یہ چھ ہوئے جن کی نسبت تصریح فرمائی کہ ان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

اقول وباللہ التوفیق۔ مگر ظاہراً اس سے مراد یہی کہ اس خاص مادے میں ان کی دعا نہ سنی جائے گی نہ یہ کہ جو ایسا کرے مطلقاً اس کی کوئی دعا کسی امر میں قبول نہ ہو اور ان امور میں عدم قبول کا سبب ظاہر کہ یہ کام خود اپنے ہاتھوں کے کیے ہیں۔

ویرانے مکان میں اترنے والا اس کی مضرتوں سے آگاہ ہے۔ پھر اگر وہاں چوری ہو یا کوئی لوٹ لے یا جن ایذا پہنچائیں' تو یہ باتیں خود اس کی قبول کی ہوئی ہیں' اب کیوں ان کے رفع کی دعا کرتا ہے۔

یونہی جب راستے پر قیام کیا' تو ہر قسم کے لوگ گذریں گے۔ اب اگر چوری ہو جائے یا ہاتھی' گھوڑے کے پاؤں سے کچھ نقصان' رات کو سانپ وغیرہ سے ایذا پہنچے' اس کا اپنا کیا ہوا ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں "شب کو بر راہ نہ اترو' کہ اللہ تعالیٰ

اپنی مخلوق سے جسے چاہے راہ پر پھیلنے کی اجازت دیتا ہے"۔

یونہی جانور کو خود چھوڑ کر اس کے جس (۲۱۳) کی دعا تو ظاہر حماقت ہے۔ کیا واحد قہار کو آزماتا یا معاذ اللہ اسے اپنا محکوم ٹھہراتا ہے۔ سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے کہا۔ اگر خدا کی قدرت پر بھروسہ ہے' اپنے آپ کو اس پہاڑ سے نیچے گرادو۔ فرمایا۔ "میں اپنے رب کو آزماتا نہیں۔"

عورت کی نسبت صحیح حدیث سے ثابت کہ ٹیڑھی پسلی سے بنی ہے۔ اس کی کجی ہرگز نہ جائے گی۔ سیدھا کرنا چاہو' تو ٹوٹ جائے گی اور اس کا ٹوٹنا یہ ہے کہ طلاق دے دی جائے۔ پس یا تو آدمی اس کی کجی پر صبر کرے یا طلاق دیدے کہ نہ طلاق دیتا نہ صبر کرتا بلکہ بددعا دیتا ہے' قابلِ قبول نہیں۔

یونہی جب گواہ نہ کیئے خود اپنا مال سہلہ میں ڈالا اور سفیہ (۲۱۴) کو دینا بربادی کے لئے پیش کرنا ہے۔ پھر دانستہ' مواقعِ مضرت (۲۱۵) میں پڑ کر خلاص مانگنا حماقت ہے۔ خلاصہ یہ کہ "خویشتن کردہ را علاجے نیست"۔ (۲۱۶) فقیر کے خیال میں ظاہراً معنیٰ احادیث یہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر نے اس تحریر کے چند روز بعد الاشباہ والنظائر میں دیکھا کہ فوائدِ شیخ میں محیط کی کتاب الحجر سے یہ پچھلے تین شخص نقل کئے کہ ان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

علامہ حموی نے غمز العیون والبصائر میں احکام القرآن امام ابو بکر جصاص سے نقل کیا کہ ضحاک نے اپنے دَین (۲۱۷) پر گواہ نہ کرنے والے کی نسبت کہا۔

---

(۲۱۳) یعنی اس کے قابو آنے کی دعا۔
(۲۱۴) بے عقل و بے وقوف۔
(۲۱۵) نقصان دہ مقامات۔
(۲۱۶) ع نہیں علاج خود کردہ کارسازی کا
(۲۱۷) قرض۔

ان ذهب حقه لم یؤجر و ان دعا علیه لم یجب لانه ترك حق الله تعالیٰ وامره.

یعنی "اگر اس کا حق مارا جائے تو کچھ اجر نہ پائے اور اگر مدیون پر بددعا کرے تو قبول نہ ہو کہ اس نے اللہ عزوجل کا حق چھوڑا اور اس کے امر کا خلاف کیا"۔ یعنی قوله تعالیٰ: وَاَشْهِدُوْا اِذَا تَبَايَعْتُمْ۔(۲۱۸) یہ تعلیل حمد اللہ تعالیٰ اس معنی کی مؤید ہے (۲۱۹) جو فقیر نے سمجھے۔ یعنی ان کی دعا مقبول نہ ہونا خاص اسی مادّے میں ہے۔

سبب ۱۲ تا ۱۴: اسی غمز العیون میں کتاب المحاضرات ابو یحییٰ زکریا مراغی سے نقل کیا۔ حضرت امام جعفر صادق ﷺ نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ چھ شخصوں کی دعا قبول نہیں فرماتا۔ تین تو یہی پچھلے ذکر فرمائے اور ایک وہ جو اپنے گھر میں منہ پھیلائے بیٹھا رہے، کہ اے رب میرے! مجھے روزی دے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ کیا میں نے تجھے رزق ڈھونڈنے کا حکم نہ دیا؟ تو نے میرا ارشاد نہ سنا۔؟

فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ۔(۲۲۰)

"پھیل جاؤ زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ کا"۔

دوسرا وہ جس نے اپنا مال فضول خرچیوں میں کھو دیا۔ اب کہتا ہے اے رب! مجھے اور دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا میں نے تجھے میانہ روی کا حکم نہ دیا تھا؟ کیا تو نے میرا ارشاد نہ سنا تھا؟

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۝ (۲۲۱)

تیسرا وہ کہ ایسے لوگوں میں مقیم رہے جو اسے ایذا دیتے ہیں اور دعا کرے اے

---

(۲۱۸) اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ کر لو۔ سورۃ البقرۃ' آیت ۲۸۲' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۲۱۹) یعنی تائید کرتی ہے۔

(۲۲۰) سورۃ الجمعۃ' آیت ۱۰۔

(۲۲۱) اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں' نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں۔ سورۃ الفرقان' آیت ۶۷' ترجمہ (کنزالایمان)۔

رب میرے! مجھے ان کے شر سے کفایت کر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کیا میں نے تجھے ہجرت کا حکم نہ دیا؟ کیا میرا ارشاد نہ سنا؟ اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا○(۲۲۲)

یہ تقریر بھی بحمداللہ اس معنیٰ فقیر کی مؤید ہے۔

اقول..... اس تقدیر پر اور بہت لوگ ایسے نکل سکتے ہیں جو خود کردہ کا علاج ڈھونڈتے ہوں۔ مثلاً جو بغیر کسی سخت مجبوری کے رات کو ایسے وقت گھر سے باہر نکلے کہ لوگ سو گئے ہوں۔ پاؤں کی چہل راستوں سے موقوف ہو گئی ہو۔ صحیح حدیث میں اس سے ممانعت فرمائی کہ اس وقت بلائیں منتشر ہوتی ہیں یا رات کو دروازہ کھلا چھوڑ دے یا بغیر بِسْمِ اللّٰهِ کہے بند کرے کہ شیطان اسے کھول سکتا ہے اور جب بِسْمِ اللّٰهِ کہہ کر دہنا پاؤں مکان میں رکھے۔ تو شیطان کہ ساتھ آیا تھا باہر رہ جاتا ہے اور جب بِسْمِ اللّٰهِ کہہ کر دروازہ بند کرے تو اس کے کھولنے پر قدرت نہیں پاتا یا کھانے، پانی کے برتن بِسْمِ اللّٰهِ کہہ کر نہ ڈھانکے کہ بلائیں اترتی اور خراب کر دیتی ہیں۔ پھر وہ طعام و شراب بیماریاں لاتے ہیں۔ (۲۲۳) یا بچے کو مغرب کے وقت گھر سے باہر نکالے، کہ اس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں یا کھانے سے بے ہاتھ دھوئے سو رہے، کہ شیطان چاٹتا اور معاذ اللہ برص کا باعث ہوتا ہے یا غسل خانے میں پیشاب کرے کہ اس سے وسوسہ پیدا ہوتا ہے یا بچھے کے قریب سوئے اور چھت پر روک نہ ہو کہ گر پڑنے کا احتمال ہے یا عورت سے ہمبستری کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ نہ کہے، (۲۲۴) کہ شیطان

---

(۲۲۲) کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔ سورۃ النساء، آیت ۹۷، ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۲۲۳) شراب سے مراد یہاں پی جانے والی اشیاء ہیں۔

(۲۲۴) ہمبستری کے وقت بسم اللہ شریف پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ ستر کھولنے سے پہلے ہی پڑھ لے کہ کھلے ستر پڑھنا جائز نہیں۔ یہی احتیاط استنجاء خانہ جاتے وقت بھی ملحوظ رکھیں کہ استنجاء خانے سے باہر ہی بسم اللہ شریف اور دعا پڑھ لی جائے۔

شریک ہو جاتا' اور اپنا عضو اس کے عضو کے ساتھ داخل کرتا ہے۔ جس کے باعث بچہ انسان و شیطان دونوں کے نطفے سے بنتا اور پھر بُرا تخم بُرا ہی پھل لاتا ہے **یا کھانا بغیر بِسْمِ اللہ کے کھائے** (۲۲۵) کہ شیطان ساتھ کھاتا اور جو طعام چند مسلمانوں کو بس کرتا' ایک ہی کے کھانے میں فنا ہو جاتا ہے **یا زمین کے سوراخوں میں پیشاب کرے** کہ کبھی سانپ وغیرہ جانوروں کا گھر **یا** جن کا مکان ہوتا اور انسان ایذا پاتا ہے **یا اپنی' خواہ اپنے دوست کی کوئی چیز پسند آئے۔ تو اس پر دفع نظر کی دعا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلَیْہِ وَلَا تَضُرَّہٗ مَاشَاءَ اللہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ** (۲۲۶) **نہ پڑھے** کہ نظر حق ہے' مرد کو قبر اور اونٹ کو دیگ میں داخل کر دیتی ہے **یا تنہا سفر کرے**' کہ فُساق انس و جن سے مضرت پہنچتی ہے (۲۲۷) اور ہر کام میں دقت پڑتی ہے **یا بہنگامِ جماع' شرم گاہِ زن کی طرف نگاہ کرے** کہ معاذاللہ اپنے **یا** بچے **یا** دل کے اندھے ہونے کا باعث ہے **یا اس وقت باتیں کرے** کہ بچے کے گونگے ہونے کا احتمال ہے **یا کھڑے کھڑے پانی پیا کرے**' کہ دردِ جگر کا مُورث ہے **یا پاخانے میں بغیر بِسْمِ اللہ کے جائے**' کہ خبائث (۲۲۸) سے مضرت کا اندیشہ ہے **یا فاسقوں' فاجروں' بد وضعوں' بد مذہبوں کے پاس نشست برخاست کرے** کہ اگر بالفرض صحبتِ بد کے اثر سے بچا' تو متہم ضرور ہو جائے گا (۲۲۹) **یا لوگوں کے راستوں میں خواہ ان کی نشست برخاست کی جگہ پاخانہ پیشاب کرے کہ آپ ہی گالیاں**

---

(۲۲۵) حدیث پاک میں وارد کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا اگر بھول جائے اور درمیان میں یاد آئے تو یوں کہے بِسْمِ اللہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ۔ "اللہ کے نام سے کھانے کی ابتداء اور انتہاء۔
(۲۲۶) اے اللہ عزوجل! اس پر برکت نازل فرما اور اسے ضرر نہ پہنچے' جو کچھ اللہ عزوجل نے چاہا سو وہی تو ہوا' اللہ عزوجل کی تائید کے بغیر نیکی پر کچھ قدرت نہیں۔
(۲۲۷) یعنی نقصان پہنچتا ہے۔
(۲۲۸) یعنی خبیث جنات وغیرہ سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔
(۲۲۹) یعنی اگر بُروں کی صحبت میں بیٹھ کر خود ان کی بُرائی میں شریک نہ بھی ہو تب بھی تہمت زدہ ضرور ہو گا کہ یہ بھی انہیں جیسا ہے نیز حدیث پاک میں تہمت کی جگہ سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔

کھائے گا یا سفر سے پلٹ کر بغیر اطلاع کے رات کو اپنے گھر میں چلا آئے کہ مکروہ دیکھنے کا احتمال ہے۔(۲۳۰) یہ سب امور حدیثوں میں ماثور اور اسی قسم کے اور صدہا آداب احادیث میں مذکور اور کتب آئمہ وعلماء میں مسطور۔(۲۳۱) جن کی شرح کے لئے مجلدات بھی کافی نہیں۔ برینائے تقریر مذکور ان سب صورتوں میں کہہ سکتے ہیں کہ ان خاص مادوں میں ان لوگوں کی دعا قبول نہ ہوگی کہ انہوں نے خود خلافِ حکمِ شرع کر کے مواقعِ مضرت میں قدم رکھا اور خادم حدیث جانتا ہے کہ اکثر حدیث میں بعض باتوں کا تذکرہ اور اُن کے ذکر سے اُن کے ہزار امثال کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ ھذا ماعندی واللہ تعالٰی اعلم○

سبب ۱۵ : امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ کرنا۔(۲۳۲)

یعنی کسی جماعت میں کچھ لوگ اللہ عزوجل کی نافرمانی کرتے ہوں۔ دوسرے خاموش رہیں اور حتی المقدور انہیں باز نہ رکھیں' منع نہ کریں' کہ ہر ایک کے اعمال اس کے ساتھ ہیں' ہمیں روکنے' منع کرنے سے کیا غرض' تو جو بلا آئے گی' اس میں نیکوں کی دعا بھی نہ سنی جائے گی کہ یہ خود نہی وامر چھوڑ کر تارک فرائض تھے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ "یا تو تم اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ کروگے یا اللہ تعالٰی تم پر تمہارے بدوں کو مسلط کردے گا۔ پھر تمہارے نیک دعا کریں گے تو قبول نہ ہوگی"۔

اخرجہ البزار و الطبرانی فی الاوسط عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ بسند حسن۔

---

(۲۳۰) یعنی ہوسکتا ہے کہ اس کے گھر والے ایسی حالت میں ہوں کہ اسے ناپسند ہے اور انہیں ایسی حالت میں دیکھ کر اسے دُکھ وتکلیف پہنچے۔

(۲۳۱) یعنی کتب علماء میں لکھا ہوا ہے۔

(۲۳۲) یعنی نیکی کا حکم نہ کرنا اور برائی سے نہ روکنا۔

تنبیہ:

اقول...... کسی صورت میں دعا قبول نہ ہونا یقینی قطعی نہیں۔ نہ اس سے یہ مراد کہ ایسی حالتوں میں دعا کو محض فضول و نامقبول جان کر باز رہیں۔ حاشا دعا سلاحِ اہلِ ایمان ہے۔ (۲۳۳) دعا جالبِ امن و اماں ہے۔(۲۳۴) دعا نورِ زمین و آسمان ہے۔ دعا باعثِ رضائے رحمٰن ہے بلکہ مقصود ان امور سے روکنا ہے کہ یہ دعا و اجابت میں حجاب اور اثر کے لئے سدِ باب ہوتے ہیں۔ تو ان سے بچنا لازم اور جس سے واقع ہو لئے اگر ہنوز موجود ہیں تو ان کا ازالہ ضرور۔ (۲۳۵) جیسے مالِ حرام کہ جس سے لیا ہے واپس دے۔ وہ نہ رہا اس کے وارث کو دے یا ان سے معاف کرائے۔ کوئی نہ ملے تو صدقہ کردے اور جو گزر چکے توبہ و استغفار اور آئندہ کے لئے ترکِ اصرار کا عزم صحیح کرے۔ اس کی برکت ان کی نحوست کو زائل کردے گی۔(۲۳۶) اور دعا باذنہٖ تعالیٰ اپنا اثر دے گی۔

وباللہ التوفیق

---

(۲۳۳) یعنی دعا اہلِ ایمان کا ہتھیار ہے۔

(۲۳۴) یعنی دعا امن و اماں کا باعث ہے۔

(۲۳۵) یعنی اگر ابھی تک اپنے میں ایسے اسباب پاتا ہے جو دعا کی قبولیت میں رکاوٹ ڈالتے ہیں تو ان اسباب کو دور کرلیا جائے۔

(۲۳۶) یعنی توبہ و استغفار کی برکت ان گناہوں کی نحوست کو زائل کردے گی۔

فصل ہفتم

کن کن باتوں کی دعا نہ کرنی چاہئے

قال الرضاء: اس میں پندرہ مسئلے ہیں۔ بارہ ارشادِ حضرت مصنف علام اور تین ملحقات فقیر مستہام ہے

مسئلہ اُولی: دعا میں حد سے نہ بڑھے۔ مثلاً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ مانگنا یا آسمان پر چڑھنے کی تمنا کرنا۔ اسی طرح جو چیزیں محال یا قریب بہ محال ہیں نہ مانگے۔ اِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ○ (۲۳۷)

قال الرضاء: درمختار وغیرہ میں اسی قبیل سے گنا۔ ہمیشہ کے لئے تندرستی عافیت مانگنا کہ آدمی کا عمر بھر کبھی کسی طرح کی تکلیف میں نہ پڑنا بھی محالِ عادی ہے۔ (۲۳۸)

اقول...... مگر حدیث شریف میں ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ وَ تَمَامَ الْعَافِيَةِ وَ دَوَامَ الْعَافِيَةِ۔

"الٰہی! میں تجھ سے مانگتا ہوں عافیت اور عافیت کی تمامی اور عافیت کی ہمیشگی۔"

مگر یہ کہ تمام العافیۃ سے دین و دنیا و روح و جسم کی عافیت ہر بلا سے مراد ہو جو حقیقۃً بلا ہے یا ناقابلِ برداشت۔ اگرچہ بنظر اجر و جزا' نعمت و عطا ہے۔ (۲۳۹) دین میں

---

(۲۳۷) اللہ پسند نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو۔ سورۃ البقرۃ' آیت ۱۹۰' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۲۳۸) محال عادی سے مراد یہ ہے کہ عموماً یا عادت کے طور پر ایسا ہوتا نہ ہو مگر اس کا ہونا' ناممکن نہ ہو' کبھی کسی حکمت کے تحت ہو بھی سکتا ہے۔ مثلاً کسی شخص کا ہمیشہ کیلئے صحت مند رہنا بیمار نہ پڑنا۔

(۲۳۹) کہ ان ناقابلِ برداشت اور زائل ہو جانے والی تکلیفوں اور بلاؤں کے بدلے آخرت میں لازوال نعمتوں سے نوازا جائے گا مگر یہ کہ ان تکالیف پر صابر و شاکر ہو کر واویلا مچانے سے تکلیف دور نہ ہوگی البتہ ثواب جاتا رہے گا۔

عقیدۃً و عملاً کسی قسم کا نقص مطلقاً بلا ہے اور روح پر غم و فکرِ عقبیٰ کے سوا اور ہر غم و پریشانی مطلقاً رنج و عنا ہے (۲۳۰) اور جسم کے حق میں کبھی کبھی ہلکا بخار' زکام' دردِ سر اور ان کے مثل ہلکے امراض بلا نہیں' نعمت ہیں۔ بلکہ ان کا نہ ہونا بلا ہے۔ مردانِ خدا پر اگر چالیس دن گزریں کہ کوئی علت و قلت نہ پہنچے۔(۲۳۱) تو استغفار و انابت فرماتے ہیں' (۲۳۲) کہ مبادا باگ ڈھیلی نہ کر دی گئی ہو۔ ہاں سخت امراض مثل جنون و جذام و برص و کوری(۲۳۳) و طاعون یا سانپ کا کاٹنا' جلنا' ڈوبنا' گرنا و امثال ذلک اگرچہ مسلمان کے کفارۂ ذنوب(۲۳۴) و باعث اجر و شہادت و رحمت ہیں ضرور بلا اور لَاتُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ (۲۳۵) میں داخل ہیں۔ ولہذا ان سے عافیت مانگی گئی اور اسی لئے حدیث شریف میں اَعُوْذُ بِکَ مِنْ سَیِّءِ الْاَسْقَامِ (۲۳۶) بُرے امراض کی قید لگا کر پناہ طلب کی۔ تو تمام العافیۃ و دوام کا یہی محمل اور کلام فقہا سے تنافی زائل۔(۲۳۷) اسی طرح علامہ قرافی و علامہ لقانی وغیرہما نے اسی سے شمار کیا' دونوں جہاں کی بھلائی مانگنا یعنی اگر یہ مقصود ہو کہ دارین کی سب خوبیاں دے کہ ان خوبیوں میں مراتبِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی ہیں جو اسے نہیں مل سکتے ﴾

اسی میں داخل ہے ایسے امر کے بدلنے کی دعا مانگنا جس پر قلم جاری ہو چکا۔ مثلاً

---

(۲۳۰) یعنی رنج و تکلیف ہے۔

(۲۳۱) یعنی بیماری و پریشانی نہ پہنچے۔

(۲۳۲) یعنی توبہ و استغفار کرتے ہیں۔

(۲۳۳) اندھاپن۔

(۲۳۴) یعنی مسلمان کے گناہوں کا کفارہ ہیں۔

(۲۳۵) ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں سہار نہ ہو۔ سورۃ البقرۃ' آیت ۲۸۶' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۲۳۶) اے اللہ عزوجل! میں برے امراض سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

(۲۳۷) یعنی مذکورہ حدیث پاک کہ جس میں عافیت کی تمامی اور ہمیشگی طلب کی گئی ہے' اس حدیث اور اس سے قبل درمختار وغیرہ کے حوالے سے فقہائے کرام علیہم الرضوان کا جو کلام گزرا' ان دونوں کے مابین کوئی تضاد نہیں ہے۔ فتأمل۔

لمبا آدمی کے میرا قد کم ہو جائے یا چھوٹی آنکھوں والا' میری آنکھیں بڑی ہو جائیں۔

قال الرضاء: اگرچہ محال عقلی کے سوا کہ اصلاً صلاحیت قدرت نہیں رکھتا' سب کچھ زیرِ قدرتِ الٰہیہ داخل ہے۔ مگر خلاف عادت بات کی خواستگاری صرف حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و رضی اللہ عنہم کو وقتِ اظہار معجزہ و کرامت بغرض ارشاد و ہدایت و اتمامِ حجت باذن اللہ تعالیٰ جائز ہے۔ اوروں کا عالمِ اسباب میں ہو کر ایسی بات مانگنا اپنی حد سے بڑھنا اور جہل و سفاہت میں پڑنا ہے۔

كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ○ (۲۲۸) "جیسے کوئی اپنے ہاتھ پھیلائے بیٹھا ہے کہ پانی خود اس کے منہ میں پہنچ جائے اور ہرگز نہ پہنچے گا"۔

مسئلہ ۲: لغو اور بے فائدہ دعا نہ کرے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حکایت کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا سنوس نامی' اسے حکم ہوا کہ تین دعائیں تیری قبول ہوں گی۔ اپنی عورت کے لئے دعا کی' تمام بنی اسرائیل کی عورتوں سے زیادہ خوبصورت ہو گئی' غرور و شرور کرنے اور شوہر کو ستانے لگی۔ ایک دن اس سے خفا ہو کر کہا' خدا تجھے کتیا کر دے۔ اسی وقت کتیا ہو گئی۔ پھر بیٹوں کی سفارش سے اس کے لئے دعا کی' الٰہی! اسے اصلی صورت پر کر دے جو صورت پہلے تھی وہی ہو گئی اور تینوں دعائیں مفت ضائع ہوئیں۔

مسئلہ ۳: گناہ کی دعا نہ کرے کہ مجھے پرایا مال مل جائے' کوئی فاحشہ زنا کرے' کہ گناہ کی طلب بھی گناہ ہے۔

مسئلہ ۴: قطع رحم کی دعا نہ کرے۔ مثلاً فلاں و فلاں رشتہ داروں میں لڑائی ہو جائے۔ حدیث میں ہے مسلمان کی دعا قبول ہوتی ہے۔ جب تک ظلم و قطع رحم کی

---

۲۲۸) سورۃ الرعد' آیت ۱۴۔

درخواست نہ کرے۔

قال الرضاء: قطع رحم بھی ایک قسمِ اثم ہے، جسے بوجہِ شدتِ اہتمامِ احادیث، باب میں اثم پر عطف فرمایا۔ مالم یدع باثم او قطیعة رحم (۲۴۹) اس لئے مصنفِ علام قدس سرہ نے باتباعِ احادیث اسے مسئلہ جداگانہ ٹھہرایا۔

مسئلہ ۵: اللہ تعالیٰ سے حقیر چیز نہ مانگے کہ پروردگار غنی ہے۔ اگر تمام خلق کو ایک ساعت میں ان کے حوصلے سے زیادہ بخشے، اس کے خزانے میں کچھ نقصان نہ ہو۔

حضرت امام المرسلین ﷺ فرماتے ہیں۔ "جب مانگو خدا سے تو فردوس مانگو کہ وہ اوسطِ بہشت اور اعلیٰ جنت ہے اور اس کے اوپر ہے عرش رحمٰن کا اور اسی سے جاری ہوتی ہیں نہریں بہشت کی۔"

اور یہ بھی آیا ہے کہ "جب تو دعا مانگے بہت مانگ کہ تو کریم سے مانگتا ہے۔"

اے عزیز! وہ کریم ورحیم ہے۔ بے مانگے کروڑوں نعمتیں تیرے حوصلہ ولیاقت سے زیادہ تجھے عطا کرتا ہے۔ اگر تو اس سے مانگے گا، کیا کچھ نہ پائے گا۔ ولنعم ماقیل

ع آنکہ ناخواستہ عطا بخشد
گر تو خواہش کنی چہا بخشد (۲۵۰)
بادشاہ ہے ست او اگر خواہد
ہر دو عالم بیک گدا بخشد (۲۵۱)

---

(۲۴۹) "جب تک گناہ و قطع رحم کی دعا نہ کرے۔" (جیساکہ مسئلہ ۳ اور ۴ میں گزرا)۔

(۲۵۰) ع بن مانگے عطا فرماتا ہے، محروم کبھی پھیرا ہی نہیں
فریاد اگر تو کرلے کبھی پھر دیکھو عطاؤں کی بارش

(۲۵۱) ع تو بادشاہ ہے اے مرے مالک! گدا کو تو
اگر چاہے عطا کر دے دو عالم آن واحد میں
(عطاری)

اور وہ جو حدیث میں ہے کہ "جوتے کا دوال ٹوٹے تو وہ بھی خدا سے مانگ" اور بعض مخاطبات موسیٰ علیہ السلام میں ہے۔ "ہانڈی کا نمک بھی مجھ سے مانگ۔" مطلب اس کا یہ ہے کہ تمام توجہ اپنی میری طرف رکھ۔ غیر سے اصلاً تعلق نہ کر۔ جو مانگ مجھی سے مانگ۔ اگر احیاناً کسی خسیس چیز کی ضرورت ہو۔ مجھ سے سوال کر نہ یہ کہ خسیس ہی سوال کیا کر اور تحقیق یہ ہے کہ یہ امر باختلافِ احوال مختلف ہے جس وقت خدا کے عمومِ کرم و قدرت اور اپنی عاجزی و احتیاج پر نظر ہو اور باوجود اس کے خسیس حقیر چیز کی ضرورت ہو۔ دوسرے سے سوال کرنا اور غیر کے سامنے ہاتھ پھیلانا قبول نہ کرے۔ اس قسم کا سوال خدا سے مضائقہ نہیں رکھتا۔ ہاں بلا ضرورت خسیس چیز مانگنا حماقت ہے۔ عمدہ شئے مانگے کہ خدا کریم ہے اور ہر چیز پر قادر۔

قال الرضاء: دنیا ذلیل اور اس کی تمام متاعِ بآں کثرت نہایت قلیل۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ۔ (۲۵۲) وہ مسلمان کے لئے زاد مسافر ہے اور زاد بقدر حاجت درکار ہوتا ہے نہ کہ لادنے کو ولہذا اس میں زیادہ کی ہوس، کثرت کی طلب مبغوض ٹھہری۔ (۲۵۳)

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ (۲۵۴) اور بے ضرورتِ شرعیہ غیروں کے دروازے پر بھیک مانگنے کی اجازت نہیں۔ تو اب حاجت موجود اور غیر سے مانگنا نامحمود اور زیادہ کی ہوس بھی مردود۔ لاجرم (۲۵۵) نمک کی کنکری بھی رب ہی سے

---

(۲۵۲) تم فرمادو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے۔ سورۃ النساء، آیت ۷۷، ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۲۵۳) یعنی ناپسند ٹھہری۔

(۲۵۴) تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے، یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔ سورۃ التکاثر، آیت ۲،۱، ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۲۵۵) "لازمی طور پر"۔

مانگیں گے اور اس کی جگہ یہ نہ کہیں گے کہ نمک کا پہاڑ دیدے یا پیسے کی ضرورت ہے' تو کروڑ روپے دیدے کہ ایک پیسہ اور کروڑ اشرفی ذلیل و قلیل ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ یہ "کَرٌ اِلٰی مَامِنْهُ فَرٌ" (۲۵۶) ہو جائے گا۔ بخلاف نعیمِ آخرت کہ اس میں زیادت مطلوب و مقصود اور عطائے کریم غیر محدود۔ پھر کیوں کم پر قناعت کریں۔ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ (۲۵۷) ﴾

مسئلہ ۶ : رنج و مصیبت سے گھبرا کر اپنے مرنے کی دعا نہ کرے کہ مسلمان کی زندگی اس کے حق میں غنیمت ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ایک شخص شہید ہوا۔ برس دن بعد (۲۵۸) اس کا بھائی بھی مر گیا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں اس کو دیکھا کہ شہید سے بہشت میں آگے جاتا ہے۔ خواب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا اور اس کی پیش قدمی پر تعجب کیا۔ فرمایا جو پیچھے مرا' کیا اس نے ایک رمضان کا روزہ نہ رکھا؟ اور ایک سال کی نماز ادا نہ کی؟ یعنی مقام تعجب نہیں' کہ اِس کی عبادت اُس کی عبادت سے زیادہ ہے۔

اے عزیز! وہاں کے لئے کیا جمع کیا' کہ یہاں سے بھاگتا ہے۔ اگر موت کی شدت و سختی سے واقف ہو تو آرزو کرے' کاش! تمام دنیا کی تکلیف مجھ پر ہو اور چند روز موت سے مہلت ملے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ رنج کے سبب سے موت کی آرزو نہ کرو۔ اگر ناچار ہو جاؤ۔ کہو۔ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ○

---

(۲۵۶) "آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا"۔ یعنی ایک مصیبت سے چھوٹا دوسری میں جا پھنسا۔

(۲۵۷) اور خوبیاں تو سب اللہ عزوجل ہی کیلئے ہیں۔

(۲۵۸) یعنی ایک سال بعد۔

''خدایا! مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے حق میں بہتر ہے اور مجھے وفات دے جس وقت موت میرے حق میں بہتر ہو۔''

ایک شخص نے پوچھا' بہتر لوگوں کا کون ہے؟(۲۵۹) فرمایا ''جس کی عمر دراز ہو اور کام اچھے۔'' عرض کی بدتر لوگوں کا کون ہے؟ فرمایا ''جس کی عمر بڑی ہو اور کام بُرے۔''

پس نیکوکار کے واسطے زندگی نعمت اور بدکار کے لئے زندگی تہمت۔(۲۶۰) مگر تمنا موت کی اس خیال سے کہ جس قدر جیوں گا زیادہ گناہ کروں گا' ناوانی ہے۔ اگر گناہوں کو بُرا جانتا ہے۔ تو ان کے ترک پر مستعد ہو (۲۶۱) اور عمر دراز طلب کرے تاکہ عبادت و ریاضت سے ان کا تدارک کرے۔ ان الحسنات یذھبن السیئات۔ (۲۶۲)

حضرت مریم سلام اللہ علیھا کا فرمانا۔ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا۝(۲۶۳) دعا ہلاک نہیں۔ بلکہ آرزو اور تمنا زمانہ ماضی کی ہے اور رنج و مصیبت سے گھبرانے کی قید اس لئے ہم نے ذکر کی کہ یہ دعا بسبب شوقِ وصلِ الٰہی و اشتیاقِ

---

(۲۵۹) یعنی لوگوں میں سے بہتر کون ہے؟۔

(۲۶۰) یعنی سزا و بدلہ ہے اس کی بد اعمالی کا۔

(۲۶۱) یعنی گناہ چھوڑنے پر چست و کمربستہ ہو اور سچی توبہ کرے کہ آئندہ گناہوں سے باز رہوں گا۔

(۲۶۲) بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ سورۃ ھود' آیت ۱۱۴' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۲۶۳) کسی طرح میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی۔ سورۃ مریم' آیت ۲۳' ترجمہ (کنزالایمان)۔

حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے مذکورہ دعا اس سوچ کے پیشِ نظر کی تھی کہ لوگ کہیں ان کے اور ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیھما السلام سے متعلق بدگمانی و انگشت نمائی کرکے گنہگار و معصیت میں گرفتار نہ ہوں۔ کما قال فی الکبیر و روح المعانی والصاوی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

لقائے صالحین درست ہے۔

حضرت سیدنا یوسف علیه الصلوٰة والسلام دعا کرتے ہیں۔ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ O (۲۶۴) اسی طرح جب دین میں فتنہ دیکھے۔ تو اپنے مرنے کی دعا جائز ہے۔

حضور اقدس ﷺ سے منقول ہے۔ اذا اردت بقوم فتنة فاقبضنی الیك غیر مفتون (۲۶۵) حدیث میں ہے' فرماتے ہیں۔ "کوئی تم سے موت کی آرزو نہ کرے' (۲۶۶) مگر جب کہ اعتماد نیکی کرنے پر نہ رکھتا ہو۔"

قال الرضاء: خلاصہ یہ کہ دنیوی مضرتوں سے بچنے کے لئے موت کی تمنا ناجائز ہے اور دینی مضرت کے خوف سے جائز۔(۲۶۷) کما فی الدرالمختار والخلاصة وغیرهما ﴾

مسئلہ ۷: بے غرض صحیح شرعی کسی کے مرنے اور خرابی کی دعا نہ مانگے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں۔ اذا سمعتم الرجل یقول هلك الناس فهو اهلكهم۔ "جب سنو تم کسی مرد کو کہ کہتا ہے' لوگ ہلاک ہوں' (۷☆) تو وہ سب سے زیادہ

(۷☆) یعنی جو شخص اوروں کی ہلاکت و خرابی چاہتا ہے' وہ سب سے زیادہ ہلاک و خراب ہوتا ہے اور بعض هلك الناس کو جملہ خبریہ کہتے ہیں۔ یعنی جو اوروں کو ہلاکت میں مبتلا و بُرا اور اپنے آپ کو ان سے بڑا جانتا ہے۔ وہ سب سے زیادہ ہلاکت میں مبتلا اور بُرا ہے۔ واللہ اعلم بالصوب- ۱۲ منه قدس سرہ

(۲۶۴) مجھے مسلمان اٹھا اور اُن سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں۔ سورۃ یوسف' آیت ۱۰۱' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۲۶۵) اے اللہ عزوجل! جب تو کسی قوم کے ساتھ عذاب و گمراہی کا ارادہ فرمائے (ان کے اعمال بد کے سبب) تو مجھے بغیر فتنے کے اپنی طرف اٹھالے۔

(۲۶۶) یعنی تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے۔

(۲۶۷) یعنی دینی نقصان کے خوف سے موت کی تمنا جائز ہے۔

ہلاک ہونے والا ہے۔" حدیث شریف میں ہے ایک شرابی کو حضور اقدس ﷺ کے پاس حاضر لائے حضور نے حد مارنے کا حکم دیا۔ کوئی اس کے دھول مارتا' کوئی جوتے۔ فرمایا۔ "اس کو ملامت کرو۔" کسی نے کہا تجھ کو خدا کا خوف نہ آیا' کسی نے کہا تو رسول اللہ ﷺ سے نہ شرمایا' ایک نے کہا اَخزٰکَ اللہُ "خدا تجھے خوار کرے۔" فرمایا نہ کہو۔ بلکہ کہو اَللّٰھُمَّ اغفِرلَہٗ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ۔ "خدایا! اس کو بخش دے' خدایا! اس پر رحم فرما۔"

طفیل بن عمرو دوسی نے اپنی قوم کی شکایت کی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! دوس پر دعا کیجئے۔ (۲۶۸) فرمایا۔ اللھم اھد دوسا وأت بھم۔ "خدایا! دوس کو ہدایت فرما اور ان کو یہاں لے آ۔"

اسی طرح جب ثقیف (۲۶۹) کے پتھروں سے بہت مسلمان شہید ہوئے صحابہ نے گزارش کی' ان پر دعا کیجئے۔ فرمایا اللھم اھد ثقیفا۔ "خدایا! ثقیف کو ہدایت فرما۔"

جنگ اُحد میں ظالموں نے دندان مبارک سنگ ستم سے شہید کیا اور کفار طائف نے حضور کے جسم نازنین پر اس قدر پتھر مارے کہ پاشنہ مبارک خون سے آلودہ ہوئے۔ (۲۷۰) مگر ان پر بھی دعائے ہلاک و خرابی نہ کی۔ حضور اگر چاہتے' وہ سب ہلاک ہو جاتے۔

عطیہ : اِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ (۲۷۱) کی تفسیر میں کہتے ہیں۔ معتدین سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جو لوگوں کے کوسنے میں حد سے بڑھتے اور کہتے ہیں اللہ ان کو خوار کرے' اللہ ان پر لعنت کرے۔

---

(۲۶۸) دوس نامی ایک قبیلہ ہے اور طفیل بن عمرو کی مراد ان پر بددعا کرانا تھی۔ مگر رحمۃ للعٰلمین ﷺ نے ان کے حق میں بددعا نہیں بلکہ دعا فرمائی۔

(۲۶۹) یہ بھی عرب کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔

(۲۷۰) یعنی ایڑیاں مبارک خون سے آلودہ ہو گئیں۔

(۲۷۱) اللہ پسند نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو۔ سورۃ البقرۃ' آیت ۱۹۰' ترجمہ (کنزالایمان)۔

مولانا یعقوب چرخی آیہ کریمہ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَO (۲۷۲) کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ نصیب عارف کا یہ ہے کہ بلاؤں میں صبر کرے اور منکروں کے انکار سے متغیر نہ ہو بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرے کہ فرماتے تھے۔ اللھم اھد قومی فانھم لایعلمونO "خدایا! میری قوم کو ہدایت فرما کہ وہ جانتے نہیں۔"

ہاں اگر کسی کافر کے ایمان نہ لانے پر یقین یا ظن غالب ہو اور جینے سے دین کا نقصان ہو یا کسی ظالم سے امید توبہ اور ترکِ ظلم کی نہ ہو اور اس کا مرنا، تباہ ہونا خلق کے حق میں مفید ہو۔ ایسے شخص پر بددعا درست ہے۔

سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دیکھا کہ قوم کے سرکش اپنے کفر و عناد سے باز نہ آئیں گے اور ودّ و سواع و یغوث و یعوق و نسر کو نہ چھوڑیں گے۔ (۲۷۳) جنابِ الٰہی میں عرض کی رَبِّ لَاتَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًاO (۲۷۴) "خدایا! زمین پر کافروں میں سے کوئی گھر والا نہ چھوڑ۔"

اسی طرح حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبطیوں پر دعا کی۔

ربنا اطمس علی اموالھم واشدد علی قلوبھم فلایومنوا حتی یروا العذاب الالیمO (۲۷۵)

"خدایا! ان کے مال مٹادے اور ان کے دلوں پر سختی کر کہ وہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھیں۔"

---

(۲۷۲) تو اسے اس کے رب نے چن لیا اور اپنے قرب کے خاص سزاواروں میں کیا۔ سورۃ القلم، آیت ۵۰، ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۲۷۳) یہ سب ان بتوں وغیرہ کے نام ہیں کہ حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم ان کی پوجا کیا کرتی اور ان کی عبادت کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں تھی۔

(۲۷۴) سورۃ نوح، آیت ۲۶۔

(۲۷۵) سورۃ یونس، آیت ۸۸۔

اور اسی قسم کے اغراض کے واسطے ہمارے پیغمبر ﷺ سے بھی احیاناً بعض کفار پر دعا کرنا ثابت ہے۔

قال الرضاء: بعض ان میں سے حضرت مصنف علام قدس سرہ نے سُرُوْرُ الْقُلُوْبِ فِیْ ذِکْرِ الْمَحْبُوْبِ کے بابِ معجزات میں ذکر فرمائیں۔

مسئلہ ۸ : کسی مسلمان کو یہ بد دعا نہ کرے کہ تو کافر ہو جائے کہ بعض علماء کے نزدیک کفر ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اگر کفر کو اچھا یا اسلام کو برا جان کر کہے' بلا ریب کفر ہے (۷☆) ورنہ بڑا گناہ ہے کہ مسلمان کی بد خواہی حرام ہے۔ خصوصاً یہ بد خواہی' کہ سب بد خواہیوں سے بدتر ہے۔

مسئلہ ۹ : کسی مسلمان پر لعنت نہ کرے اور اسے مردود و ملعون نہ کہے اور جس کافر کا کفر پر مرنا یقینی نہیں' اس پر بھی نام لے کر لعنت نہ کرے۔ یہاں تک کہ بعض علماء کے نزدیک مستحقِ لعنت پر بھی لعنت نہ کہے۔ یوں ہی مچھر اور ہوا اور جمادات و حیوانات پر بھی لعنت ممنوع ہے۔(۸☆)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ "مسلمان بہت طعن (۹☆) کرنے والا اور لعن کرنے والا اور فحش و بیہودہ بکنے والا نہیں ہوتا۔"

دوسری حدیث شریف میں ہے۔ "بہت لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہ و شفیع نہ ہوں گے۔"

تیسری حدیث شریف میں ہے۔ "مسلمان کی لعنت مثل اس کے قتل کے

(۸☆) مگر بچھو وغیرہ بعض جانوروں پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔ ۱۲ منہ قدس سرہ

(۹☆) فی روایۃ الترمذی لایکون المؤمن لعانا وفی اخری لہ لاینبغی للمؤمن ان یکون لعانا وروی ایضا المسلم لیس بلعان وللبخاری لم یکن رسول اللہ ﷺ فاحشاً ولا لعاناً۔ ۱۲ منہ قدس سرہ

(۷☆) یعنی بلا شک و شبہ کفر ہے

ہے۔"

چوتھی حدیث میں ہے۔ "جب بندہ کسی پر لعنت کرتا ہے' وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ اس کے دروازے بند ہو جاتے ہیں' کہ یہاں تیری جگہ نہیں۔ پھر زمین کی طرف اترتی ہے' اس کے دروازے بھی بند ہو جاتے ہیں' کہ یہاں تیری جگہ نہیں۔ پھر دائیں' بائیں پھرتی ہے۔ جب کہیں ٹھکانا نہیں پاتی۔ اگر جس پر لعنت کی' لعنت کے لائق ہے تو اس پر جاتی ہے ورنہ کہنے والے کی طرف پلٹ آتی ہے۔"

اور فرماتے ہیں۔ اے عورتو! صدقہ دو' کہ میں نے تمہیں دوزخ میں بکثرت دیکھا۔ یعنی عورتیں دوزخ میں بہت پائیں۔ عرض کی' کس سبب سے؟ فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو۔

امام غزالی کیمیائے سعادت میں نقل کرتے ہیں۔ ایک شخص نے حضور اقدس ﷺ کے وقت سو بار شراب پی۔ ایک صحابی نے اس پر لعنت کی اور کہا کب تک اس کا فساد باقی رہے گا۔ حضور نے فرمایا۔ "شیطان اس کا دشمن موجود ہے۔ وہ کفایت کرتا ہے۔ تو لعنت کر کے شیطان کا یار نہ ہو۔"

اور ایک شخص نے شراب پی۔ لوگ اس کو مارتے اور لعنت کرتے۔ فرمایا "لعنت نہ کرو کہ وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے۔"

سوال: شرع شریف(۲۷۷) میں ظالموں اور بیاج کھانے والوں (۲۷۸) اور اس کے معاملے میں پڑنے والوں پر اور اس شخص پر جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے اور جو بدعتی کو جگہ دے اور جو غیر خدا کے واسطے جانور ذبح کرے اور سوا ان کے اور گنہگاروں پر لعنت وارد ہے اور اگلے پیغمبر بھی کفار پر لعنت کرتے۔

---

(۲۷۷) یعنی شریعت مطہرہ۔

(۲۷۸) یعنی سود کھانے والوں پر۔

لُعِنَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ (۲۷۹)

اور فرشتے بھی ان پر لعنت کیا کرتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمۡ اَنَّ عَلَيۡهِمۡ لَعۡنَةَ اللّٰهِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ ۝ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا۔ (۲۸۰)

جواب: لعنت لغت میں بمعنی طرد و اِبعاد کے ہے(۲۸۱) اور اہل شریعت کبھی اس سے طرد و اِبعاد رحمت الٰہی و بہشت سے (۲۸۲) اور کبھی طرد و اِبعاد جنابِ قرب اور رحمتِ خاص و درجہ سابقین سے مراد لیتے ہیں۔

پہلے معنی کافروں کے لئے خاص ہیں۔ جس شخص کا کفر پر مرنا یقینی جیسے ابو جہل، ابولہب، فرعون، شیطان، ہامان، اس پر لعنت جائز۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جن پر لعنت کرتے تھے، باِعلامِ الٰہی ان کے کافر مرنے سے واقف تھے اور فرشتے بھی انہیں پر لعنت کرتے ہیں جن کی بد انجامی سے باِعلامِ الٰہی واقف ہوتے ہیں یا انبیاء و ملائکہ کافروں پر بوصف کفر لعنت کرتے ہیں۔ یعنی فَلَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ (۲۸۳) کہتے ہیں۔

دوسری قسم گنہگاروں کو بھی شامل ہے۔ جس جگہ قرآن یا حدیث میں لفظ لعنت

(۲۷۹) لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر۔ سورۃ المائدۃ، آیت ۷۸، ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۲۸۰) اُن کا بدلہ یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی سب کی ہمیشہ اس میں رہیں۔ سورۃ آلِ عمران، آیت ۸۷، ۸۸، ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۲۸۱) یعنی لعنت کے لغوی معنی "دوری" کے ہیں۔

(۲۸۲) یعنی شرعی اصطلاح میں لعنت سے مراد اللہ عزوجل کی رحمت اور اس کی جنت سے دوری ہے۔ تو کسی پر لعنت کرنے کے معنی یہ ہوئے کہ تو اللہ عزوجل کی رحمت و جنت سے دور ہو۔

(۲۸۳) اللہ کی لعنت منکروں پر۔ سورۃ البقرۃ، آیت ۸۹، ترجمہ (کنزالایمان)۔

(—) اللہ کے بتانے سے۔

کا عصاۃ کے حق میں وارد ہے۔ وہاں دوسرے معنی مراد ہیں۔ مگر جو اس قسم کا بھی مقید بوصفِ عام مذموم ہے۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (۲۸۴) اور لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (۲۸۵) کہہ سکتے ہیں۔ کسی شخصِ خاص پر لعنت نہیں کر سکتے۔

شیخ محقق فرماتے ہیں۔ لعنت کرنا کسی پر جائز نہیں' سوا اس کے جس کے کافر مرنے کی مُخبرِ صادق نے خبر دی اور کافر مخصوص پر کہ ایمان اس کا دمِ اخیر محتمل ہو' (۲۸۶) لعنت نہ کریں۔

(-) گنہگار لوگ

۲۸۴۔ جھوٹوں پر اللہ عزوجل کی لعنت۔

۲۸۵۔ ظالموں پر خدا کی لعنت۔ سورۃ ھود' آیت ۱۸' ترجمہ (کنزالایمان)۔

۲۸۶۔ یعنی یہ احتمال ہے کہ ہو سکتا ہے فلاں کافر مرتے وقت ایمان لے آیا ہو۔

بعض مکار زمانہ اس کو بنیاد بنا کر بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ "میاں! کافر کو بھی کافر مت کہو! کیا معلوم کب مسلمان ہو جائے؟"۔

مقامِ غور تو یہ ہے کہ پہلے خود کافر کہہ چکے' پھر کہتے ہیں کافر مت کہو۔ حالانکہ خود قرآن مجید سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ کافر کو کافر ہی کہا جائے اور مؤمن کو مؤمن۔ کیا آپ غور نہیں کرتے کہ قرآن پاک میں جگہ جگہ کافروں کو یاایھا الکافرون کہہ کر پکارا گیا ہے بلکہ قرآن پاک کی ایک مکمل سورۃ کا نام ہی سورۃ الکافرون رکھا گیا ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! کوئی عاقل شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ جو شی جس وقت' جس حالت میں ہو گی اسے اس وقت اسی کی جنس سے پکارا جائے گا۔ مثلاً گندم جب تک اپنی اصل حالت پر باقی ہے اسے گندم ہی کہا جائے گا اور جب اسے پیس کر آٹا کر دیا جائے تو پھر اسے کوئی بھی گندم کہنے کو تیار نہیں ہو گا بلکہ آٹا ہی کہا جائے گا اور جب اس آٹے کی روٹی بنالی جائے تو پھر اسے آٹا نہیں بلکہ روٹی کا نام دیا جائے گا اور جب اس روٹی کو کھا کر فضلے کی شکل میں خارج کر دیا جائے تو پھر اسے روٹی نہیں بلکہ فضلہ کہا جاتا ہے۔ اس وقت ان حضرات کو یہ بات کیوں نہیں سوجھتی کہ گندم کو گندم مت کہو۔ کیا معلوم کب آٹا ہو جائے اور آٹے کو آٹا مت کہو۔ کیا معلوم کب روٹی ہو جائے وغیرہ۔ .... (بقیہ اگلے صفحہ پر)

طریقۂ محمدیہ میں ہے۔ سوا ایسے کافر کے کسی شخصِ معیّن پر لعنت جائز

......(بقیہ حاشیہ ۲۸۶)

اگر ان لوگوں کی اس بات کو مان لیا جائے کہ "کافر کو کافر مت کہو! کیا معلوم کب مسلمان ہو جائے"۔ تو اس سے لازم آتا ہے کہ پھر مسلمان کو مسلمان بھی نہ کہا جائے کہ کیا معلوم کب بد مذہب یا کافر ہو جائے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ کتنے ایمان سے غافلوں کا مرتے وقت ایمان سلب کر لیا جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالی

دراصل اس طرح کی ناسمجھی والی باتیں کرنے والوں کا ان حیلے بہانوں کو پیش کرنے سے مقصودِ اصلی یہ ہوتا ہے کہ یہ حضرات جو چاہیں اللہ و رسول عزوجل و ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتے پھریں، جس طرح چاہیں اللہ و رسول عزوجل و ﷺ کو گالیاں دیتے رہیں۔ انہیں کوئی کچھ کہنے والا نہ ہو کہ میاں! کافر کو بھی کافر مت کہو ہم تو پھر بھی کلمہ گو ہیں۔ مگر ان حضرات نے کلمہ طیبہ کے لوازمات کو بھلا دیا کہ حقیقۃً کلمہ گوئی سے مقصودِ اصلی تو وہی اللہ و رسول عزوجل و ﷺ کی شانِ والا صفات کو دل سے تسلیم کرکے ان کی توقیر بجالانا ہے۔ صرف گوشت کے لوتھڑے یعنی زبان سے کلمہ طیبہ کو رٹ لینا کافی نہیں۔ کیا دیکھتے نہیں کہ ہمارے آقا ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں منافقین بھی بظاہر کلمہ پڑھتے تھے۔ مگر ایمان سے انہیں دور کا بھی علاقہ نہیں تھا۔

اللہ و رسول عزوجل و ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں کی گستاخانہ عبارتوں کو ملاحظہ کرنے کیلئے ان کی کتاب تحذیر الناس کا مطالعہ کیجئے۔ جس میں عقیدۂ ختمِ نبوت سے انکار کیا گیا ہے۔

حفظ الایمان کا مطالعہ کیجئے۔ جس میں اللہ کے بے عیب رسول ﷺ کو علم میں جانوروں، بچوں اور پاگلوں کے مساوی ٹھہرایا گیا ہے۔

براہینِ قاطعہ کا مطالعہ کیجئے۔ جس میں اللہ عزوجل کیلئے جھوٹ ممکن بتایا گیا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالی

نہیں۔ یہاں تک کہ بہت محققین علماء(☆☆۱۰) یزید پر لعنت میں توقف کرتے ہیں باوجود اس کے کہ اس کے لشکر نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے اور اعزہ واہلبیت کو ہزاروں

(☆☆۱۰) علماء یزید کی تکفیر اور اس کی لعن کے بارے میں تین گروہ ہیں۔

امام احمدؒ اسے کافر اور لعنت اس پر جائز کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اس نے امام حسینؓ کی شہادت کے بعد کہا۔ "میں نے ان کو اس کا بدلہ دیا جو انہوں نے قریش کے بزرگوں اور سرداروں کے ساتھ جنگ بدر میں کیا تھا۔" اور یہ بات فی الواقع کفر ہے۔ سوا اس کے اور افعال واقوال اس روسیاہ سے منقول ہیں جو کفر وارتداد پر صریح دال ہوں۔ شراب اور حرام کاری اس کے وقت میں علانیہ جاری ہوئی اور بے حرمتی حرمین شریفین اور وہاں کے باشندوں کی اس کے لشکر کے ہاتھ سے واقع ہوئی۔

بعض علماء اس کی تکفیر ولعن سے انکار کرتے اور کہتے ہیں' اجازت ان حرکتوں اور امامؓ کے قتل کی اس سے بدلیل قطعی ثابت نہیں اور یہ کلمہ کہ میں نے ان سے جنگ بدر کا بدلہ لیا' بر تقدیر ثبوت' احاد کے مرتبہ سے متجاوز نہیں ہو سکتا۔ وَالْیَقِیْنُ لَایَزُوْلُ اِلَّا بِیَقِیْنٍ مثله كما تقرر فی موضعه۔

غایت کار اس کا یہ ہے کہ فاسق وفاجر تھا اور احکام شرعیہ پر قائم نہ تھا اور فاسق پر لعنت جائز نہیں۔

فاضل قونوی شرح عمدۃ النسفی میں لکھتے ہیں۔ صاحب کبیرہ پر لعنت نہ کی جائے کہ ایمان اس کا اس کے ساتھ ہے۔ ارتکاب کبیرہ سے کم نہیں ہوتا اور مسلمان پر لعنت جائز نہیں۔

ملا علیؒ قاری شرح فقہ اکبر میں قول شارح عقائد کا یعنی نحن لانتوقف فی شانه بل فی ایمانه فلعنه الله علیه وعلی انصاره و اعوانه مع اس کے دلائل کے رد کرتے ہیں اور خلاصہ وغیرہ سے نقل فرماتے ہیں کہ حجاج ویزید پر لعنت کرنا نہ چاہئے' اس لئے کہ پیغمبر ﷺ نے اہل قبلہ کی لعنت سے ممانعت فرمائی ہے اور جو کہ حضور اقدس ﷺ سے لعنت کرنا بعض اہل قبلہ پر منقول ہے' اس سبب سے ہے کہ حضور علیه الصّلوٰۃ والسّلام لوگوں کا حال جانتے تھے اور لوگ نہیں جانتے۔ شاید وہ شخص منافق ہو یا باعلام الٰہی اسکا کفر پر مرنا معلوم ہو۔

.......(بقیہ اگلے صفحہ پر)

بے رحمیوں اور سنگدلیوں کے ساتھ شہید کیا اور کوئی دقیقہ (۱۱☆) ہتکِ حرمتِ حرم کا باقی نہ چھوڑا۔

اصل اس باب میں یہ ہے کہ لعنت کرنا کسی پر ثواب نہیں۔ اگر کوئی شخص دن بھر شیطان پر لعنت کرتا رہے' کیا فائدہ حاصل ہو۔ (۱۲☆) اس سے یہ بہتر ہے کہ اس

(بقیہ ۱۰☆)......

امام غزالی احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ حکم یزید کا امام حسین ﷜ کے قتل کیلئے اصلاً ثابت نہیں اور بلا تحقیقات مسلمان کی طرف نسبت کبیرہ کی جائز نہیں الی ان قال لعنِ اشخاص میں خطر ہے پس اجتناب چاہیے اور ترک لعنِ ابلیس میں بھی خطر نہیں فضلاً عن غیرہ اور بعض علماء اس کی تکفیر و لعن میں توقف کرتے ہیں اور یہی راجح اور یہی اسلم اور یہی ہمارے ائمہ کا مذہبِ اصح و اقوم ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم- ۱۲ منہ قدس سرہ العزیز

(۱۱☆) اس خبیث نے مسلم بن عقبہ مری کو مدینہ سکینہ پر بھیج کر سترہ مہاجرین و انصار و تابعین کبار کو شہید کرایا۔ تین روز اہل مدینہ لوٹ اور قتل اور انواعِ مصائب میں مبتلا رہے اور فوج اشقیاء نے مسجد اقدس میں گھوڑے باندھے اور کسی کو وہاں نماز نہ پڑھنے دی۔ اہل حرم سے یزید کی غلامی پر بجر بیعت لی کہ چاہے بیچے' چاہے آزاد کرے۔

جو کہتا میں خدا و رسول کے حکم پر بیعت کرتا ہوں' اسے شہید کرتے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے گھر کی بے حرمتی کر چکے' خانہ خدا پر چلے۔ راہ میں مسلم بن عقبہ مر گیا۔ حصین بن نمیر نے مع فوج کثیر مکہ میں پہنچ کر بیت اللہ کو جلا دیا اور وہاں کے رہنے والوں پر طرح طرح کا ظلم و ستم کیا۔ ۱۲ منہ قدس سرہٗ

(۱۲☆) ملائکہ و انبیاء کہ حکم جناب کبریا کسی پر لعنت کرتے ہیں۔ بسبب امتثالِ امر (حکم کی جا آوری) کے مشکور و ماجور ہوتے ہیں۔ جس طرح زبانیۂ دوزخ اور وہ فرشتے جو عذاب پر مامور ہیں اپنے کام میں محمود ہیں۔ گویا یہ بھی کافروں کے حق میں ایک قسم کا عذاب ہے کہ مقبولانِ جناب احدیت اس کے ایصال پر مامور و ماجور ہوتے ہیں۔ دوسرے شخص کو کہ قیدیوں کی تعذیب پر مقرر نہیں' ان کو مارنا اور ایذا دینا موجب اجر نہیں اور آیہ کریمہ علیهم لعنة الله والملئكة والناس اجمعين (اُن پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی۔ (سورة البقرة' آیت ۱۶۱' ترجمہ کنز الایمان) اخبار ہے نہ کہ امر کہ سب آدمیوں کا مامور بہٖ ہونا ثابت ہو۔ فتفکر- ۱۲ منہ قدس سرہ

قدر وقت ذکر و تلاوت و درود میں صرف کرے' کہ ثواب عظیم ہاتھ آئے۔ اگر اس کام میں ہمارے لئے کچھ فائدہ ہوتا' پروردگارِ عالم ابلیس پر لعنت کرنے کا حکم دیتا۔ پس احتیاط اسی میں ہے کہ جس کے انجام سے اطلاع نہ ہو' اس پر لعنت نہ کرے۔ اگر وہ لائق لعنت کے ہے' تو اس پر لعنت کہنے میں تضیع وقت ہے (۲۸۷) اور جو وہ لعنت کا مستحق نہیں' تو گناہ بے لذت۔ اسی واسطے امام عبداللہ یافعی یمنی مرآۃ الجنان میں فرماتے ہیں۔ کسی مسلمان پر لعنت اصلاً جائز نہیں اور جو کسی مسلمان پر لعنت کرے' وہ ملعون ہے' اور حدیث شریف میں بھی اسی طرف اشارہ واقع ہے۔

لا ینبغی للمؤمن ان یکون لعانا رواہ الترمذی-(۲۸۸)

شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل عادت وشیوۂ اہلسنّت ترکِ سب ولعن ہے (۲۸۹)۔ المؤمن لیس بلعان۔ (۲۹۰)

بعض علماء فرماتے ہیں' اہلسنّت کی خوبیوں میں سے ہے کہ کسی پر لعنت نہیں کرتے اور کسی کو کافر نہیں کہتے اور اہل بدعت کی برائیوں سے ہے کہ بعض ان کا بعض کو کافر کہتا اور بعض ان کا بعض پر لعنت کرتا ہے۔ (۱۳☆)

(۱۳☆) شیعہ خوارج کو کافر کہتے اور ان پر لعنت کرتے ہیں اور خوارج' شیعہ کو کافر و ملعون جانتے ہیں۔ بلکہ اپنے مذہب والوں کی لعن و تشنیع میں باک نہیں کرتے۔ جو شخص ان کے حالات سے واقف ہے وہ خوب جانتا ہے کہ لعن و تکفیر تمام اہل بدعت خصوصاً شیعہ کا وظیفہ ہے۔ ۱۲ منہ قدس سرہ

(۲۸۷) یعنی وقت کو ضائع کرتا ہے۔

(۲۸۸) کسی بھی مؤمن کو یہ بات زیب نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔

(۲۸۹) یعنی اہلسنّت کا شیوہ یہ نہیں کہ وہ لوگوں کو برا بھلا کہیں یا گالی دیں یا لعنت کریں بلکہ ہم اہلسنّت کا شیوہ تو ان چیزوں سے دور رہنا ہے۔

(۲۹۰) مؤمن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔

قال الرضاء: لہذا ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ اگر کسی کے کلام میں ننانوے وجہ کفر کی نکلتی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی، تو مفتی پر واجب ہے کہ وجہ اسلام کی طرف میل کرے۔(۲۹۱) فان الاسلام یعلو ولا یعلی –(۲۹۲) ولہذا ہمارے آئمہ فرماتے ہیں۔ لا نکفر احدا من اھل القبلة– "ہم اہل قبلہ سے کسی کو کافر نہیں کہتے۔"

مگر یہاں ایک شدید فاحش مغالطہ بعض گمراہ بددین دیا کرتے ہیں کہ ان اقوال سے استدلال کر کے منکرانِ ضروریاتِ دین کی تکفیر بھی بند کرنی چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہ خود کفر ہے۔

یہی ائمہ و علماء، کہ اقوال مذکورہ لکھ چکے، جابجا تصریح فرمائی (۲۹۳) کہ "جو ضروریاتِ دین سے کسی شئے کے منکر کو کافر نہ جانے، خود کافر ہے۔" شفا شریف و وجیز امام کردری و درمختار وغیرہا کتب معتمدہ میں ہے۔

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر–

"جو ایسے کے کفر و عذاب میں شک لائے خود کافر ہو جائے۔"

ایک اور ننانوے وجہ کے یہ معنی ہیں کہ اس کے کلام میں سو پہلو نکلتے ہوں۔ ننانوے جانب کفر جاتے ہوں اور ایک طرف اسلام، تو معنی اسلام ہی پر حمل واجب، کہ باوصفِ احتمالِ اسلام، (۲۹۴) حکم کفر جائز نہیں۔ نہ یہ کہ جو ننانوے باتیں کفر کی کرے اور صرف ایک بات اسلام کی، تو اسے مسلمان کہا جائے گا۔

---

(۲۹۱) یعنی مفتی اس جانب مائل ہو اور اسی پر فتویٰ دے جس جانب اس متکلم کے کلام سے اس کے اسلام کا اور مسلمان ہونے کا پہلو نکلتا ہو۔

(۲۹۲) بے شک اسلام ہمیشہ غالب رہنے والا ہے نہ کہ مغلوب ہونے والا۔

(۲۹۳) یعنی متعدد مقامات پر صراحت و وضاحت فرمائی۔

(۲۹۴) یعنی جب تک اس متکلم کے مسلمان ہونے کا احتمال باقی ہے اس پر صورت مذکورہ میں کفر کا حکم لگانا جائز نہیں۔

حاشا..... یہ کسی مسلمان کا مذہب نہیں۔ یوں تو یہودی بھی اللہ کو ایک موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک انبیاء کو نبی' توراتِ مقدس کو کلامُ اللہ' قیامت و جنت و نار کو حق جانتے ہیں۔ یہ ایک کیا صدہا باتیں اسلام کی ہوئیں۔ پھر کیا انہیں مسلم کہا جائے گا؟ یا انہیں مسلمان کہنے والا کافر نہ ہو جائے گا؟ حاشالِلّٰہ! بلکہ ہزار ہا باتیں اسلام کی کرے اور ایک کفر کی۔ مثلاً قرآن عظیم و نماز پڑھے' روزہ رکھے' زکوٰۃ دے' حج کرے اور ساتھ ہی بت کو بھی سجدہ کرے' تو قطعاً کافر ہو گا۔

یونہی آئمہ دین و علمائے معتمدین نے تصریح فرمادی ہے کہ اہلِ قبلہ سے مراد وہ ہیں جو تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتے ہیں۔ انہیں کی تکفیر جائز نہیں اور جو ضروریاتِ دین سے ایک بات کا منکر ہو وہ اہلِ قبلہ ہی سے نہیں۔ اس کی تکفیر میں شک بھی کفر ہے نہ کہ انکار۔(۲۹۵) شرح مواقف و حاشیہ چلپی و شرح فقہ اکبر و حواشیٔ درِمختار وغیرہا میں اس کی تحقیق ہے۔ بحوالہ حضرت امام اعظمؓ کا دیا جاتا ہے کہ وہ اہلِ قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے۔ بیشک مگر وہی جو حقیقۃً اہلِ قبلہ ہیں۔ نہ فقط وہ کہ کلمہ پڑھیں اور قبلے کو منہ کریں' اگرچہ کھلے کفر بکیں۔ خود سیدنا امام اعظمؓ اپنی عقائد کی کتاب فقہ اکبر شریف میں فرماتے ہیں۔ صفاته في الازل غير محدثة ولا مخلوقة فمن قال انها مخلوقة او محدثة او وقف فيها او شك فيها فهو كافر بالله تعالى۔

"اللہ تعالیٰ کی صفتیں ازلی ہیں' نہ حادث' نہ مخلوق' تو جو انہیں مخلوق یا حادث بتائے یا ان کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے' وہ کافر ہے۔"

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ چھ مہینے مناظرے کے بعد میری اور امام ابو حنیفہؓ کی رائے اس پر مستقر ہوئی (۲۹۶) کہ جو کوئی قرآن عظیم کو مخلوق

---

(۲۹۵) یعنی جو شخص ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا بھی منکر ہو اس منکر کے کفر سے انکار تو دور کی بات ہے' اس کے کفر میں شک لانا بھی کفر ہے۔

(۲۹۶) یعنی ہم دونوں کی رائے اس مقام پر آکر متفق ہوئی۔

کے کافر ہے۔

یہ فوائد خوب یاد رکھنے کے ہیں کہ نیچری کفار اور ان کے اذناب و انظار(۲۹۷) ایسی جگہ بہت غل مچاتے ہیں اور اعلانیہ کفر کر کے مسلمانوں کو اپنی تکفیر سے روکنا چاہتے ہیں۔ واللہ الھادی ﷺ

مسئلہ۱۰: کسی مسلمان کو یہ بددعا کہ تجھ پر خدا کا غضب نازل ہو اور تو آگ یا دوزخ میں داخل ہو' نہ دے کہ حدیث شریف میں اس کی ممانعت وارد ہے۔

مسئلہ ۱۱: جو کافر مرا والعیاذ باللہ تعالیٰ اس کے لئے دعائے مغفرت حرام ہے۔

قال اللہ عزوجل: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ○ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ○ (۲۹۸)

---

(۲۹۷) یعنی دم چھلے ٹولے کہ موجودہ دور کے وہابی' دیوبندی اور غیر مقلد وغیرہ ہیں جو اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے کہلواتے ہیں حالانکہ قرآن وحدیث کی فہم و فراست سے انہیں دور کا بھی علاقہ نہیں کہ لا تقل لھما اف ولا تنھرھما(سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۲۳) پر عمل کرتے ہوئے والدین کو اف کہنے اور جھڑکنے سے تو باز رہیں' مگر جوتا مارا کریں اور دلیل میں کہیں کہ اللہ عزوجل نے اف کہنے اور جھڑکنے سے منع فرمایا ہے' جوتا مارنے سے کب منع فرمایا؟

اِن نادانوں کے اور بھی بہت سے لطیفے ہیں مگر طوالت کے خوف سے بس اسی پر انحصار کیا جاتا ہے۔

(۲۹۸) نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں' جبکہ انہیں کھل چکا کہ وہ دوزخی ہیں اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا' وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدے کے سبب جو اُس سے کرچکا تھا' پھر جب ابراہیم کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس سے تنکا توڑ دیا۔ بے شک ابراہیم ضرور بہت آہیں کرنے والا۔ سورۃ التوبہ' آیت ۱۱۳'۱۱۴' ترجمہ (کنزالایمان)۔

وقد ثبت فی الصحیحین ان سبب نزول ھذہ الایة قولہ ﷺ لابی طالب لاستغفرن لک مالم انہ عنک○(۲۹۹)

علامہ شہاب الدین قرآنی مالکی تصریح کرتے ہیں کہ کفار کے لئے دعائے مغفرت کفر ہے' کہ آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ لَایَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ (۳۰۰) میں معاذ اللہ کذبِ قولِ الٰہی چاہتا ہے۔(۳۰۱)

قال الرضاء: یعنی اگر کفار کی مغفرت اور ان کا دوزخ سے نجات پانا شرعاً جائز مانتا ہے۔ تو بیشک منکر نصوص قاطعہ ہے' ورنہ یہ کلمہ حرام و ناروا ہے' (۳۰۲) کہ اس سے انکار لازم آتا ہے۔ بلکہ عند التحقیق اسے دو سخت آفتوں کا سامنا ہے۔ شرعاً محال مان کر اب جو استدعاء کرتا ہے۔ آیا واقعی وقوع چاہتا ہے یا یونہی لفظِ بے معنی بک رہا ہے۔ اوّل میں حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے اس کی خبر کی تکذیب چاہنا (۳۰۳) اور دُوم عبث و استہزاء ہے' (۳۰۴) اور دونوں کا پہلو معاذ اللہ جانبِ کفر جھکتا ہے۔ بہر حال صورتِ

---

(۲۹۹) بخاری و مسلم میں مذکور ہے کہ مذکورہ آیت کے نزول کا سبب رسول اللہ ﷺ کا ابو طالب کے بارے میں یہ فرمانا ہے کہ میں تمہارے لئے اُس وقت تک بخشش طلب کرتا رہوں گا جب تک مجھے میرے رب کی جانب سے منع نہ کیا جائے۔

(۳۰۰) اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے۔ سورۃ النساء' آیت ۱۱۶' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۳۰۱) یعنی معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو جھوٹا ثابت کرنا چاہتا ہے' کہ اس نے تو فرمادیا کہ وہ مشرکین کو نہیں بخشے گا اور یہ چاہتا ہے کہ ان کی بخشش ہو جائے۔

(۳۰۲) یعنی اگر کفار و مشرکین کی بخشش و نجات کو شرعاً جائز سمجھتا ہے۔ تو یہ آیاتِ قرآنیہ کے انکار و تکذیب کے سبب کھلا کفر ہے اور اگر شرعاً ان کی مغفرت و نجات کو جائز نہ سمجھتے ہوئے ان کیلئے بخشش کی دعا کرتا ہے تو یہ کفر نہیں البتہ شدید حرام و سخت کبیرہ گناہ ہے اور اس سے تجدید ایمان و نکاح دونوں لازم ہیں۔

(۳۰۳) یعنی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھوٹا ثابت کرنا چاہتا ہے۔

(۳۰۴) یعنی فضول بکنا اور اللہ عزوجل کی آیتوں کے ساتھ ٹھٹھا و مزاق کرنا ہے۔

سابقہ یقیناً کفر اور ثانی اشد حرام، سخت کبیرہ جس سے توبہ و تجدیدِ اسلام و نکاح لازم۔

فافهم فان المقام مزلّة الاقدام و قد اطال الكلام ههنا العلامة الحلبی فی الحلية ولخصه فی رد المحتار وزادوا لكل غير محرز ولولا غرابة المقام لنبأتك بما لهما وعليهما وقد بيناه فيما علقناه عليهما ولعل الحق لايتجاوز عن الحكمين الذين اشرت اليهما والله سبحنه وتعالیٰ اعلم ﴾

مسئلہ ۱۲: نظر بدلیلِ سابق(۳۰۵) یہ دعا کہ خدایا! سب مسلمانوں کے سب گناہ بخش دے جائز نہیں کہ جس طرح وہاں تکذیبِ آیات لازم آتی ہے۔ اس دعا سے ان احادیث کی تکذیب ہوتی ہے، جن میں بعض مسلمانوں کا دوزخ میں جانا وارد ہوا اور ان کا آحاد ہونا اس جرأت کا مجوز نہیں(۳۰۶) اور قوله عزوجل: يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ(۳۰۷) اور فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا(۳۰۸) اَىْ مِنَ الْكُفْرِ فَيَعُمُّ الْمُسْلِمِيْنَ(۳۰۹) ان کے منافی اور اس دعا کے جواز کے لئے کافی نہیں،(۳۱۰) کہ افعال سیاق(۳۱۱) ثبوت میں

(۳۰۵) یعنی وہ دلیل جو مسئلہ ۱۱ کے تحت علامہ شہاب الدین علیہ الرحمۃ سے منقول ہوئی۔

(۳۰۶) یعنی جن احادیث میں بعض مسلمانوں کا دوزخ میں جانا وارد ہوا اگرچہ وہ احادیث خبرِ واحد (یہ حدیث کی ایک قسم ہے۔ اس کی تفصیل جاننے کیلئے فقیہ العصر شارحِ بخاری نائب مفتی اعظم، مفتی محمد شریف الحق امجدی مدظلہ العالی کی نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری کی جلد اوّل کا مقدمہ ملاحظہ فرمایئے) کے زمرے سے ہیں۔ اس کے باوجود اس بات کو کسی طور پر بھی جائز قرار نہیں دیا جاسکتا کہ سب مسلمانوں کے سب گناہوں کی ایسی بخشش طلب کرے، کہ کوئی گناہ نام کو بھی باقی نہ رہے، فرمانِ رسول ﷺ کی تکذیب کی جائے۔

(۳۰۷) زمین والوں کیلئے معافی مانگتے ہیں۔ سورۃ الشوریٰ، آیت ۵، ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۳۰۸) تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی۔ سورۃ المؤمن، آیت ۷، ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۳۰۹) یعنی جنہوں نے کفر سے توبہ کی اور یہ آیت مسلمانوں کو بھی شامل ہے۔

کے منافی اور اس دعا کے جواز کے لئے کافی نہیں '(۳۱۰) کہ افعال سیاق (۳۱۱) ثبوت میں اجماعاً عموم پر دلالت نہیں کرتے 'اور بر تقدیرِ تسلیم 'اس جگہ خصوص مراد ہے 'تاکہ قواعدِ شرع سے خلاف لازم نہ آئے۔ ہاں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ (۳۱۲) بے نیتِ تعمیم حقیقی جائز ہے۔(۳۱۳) ھذا حاصل کلام قرانی ذکرہ فی شرح المنیۃ لابن امیر الحاج۔

قال الرضاء: یہ دوسرا مسئلہ معرکۃ الآرا ہے۔ علامہ قرانی وغیرہ علماء تو عدمِ جواز کی طرف گئے اور علامہ کرمانی نے اس میں منازعت کی۔(۳۱۴) جسے شرح منیہ میں رد کردیا۔ پھر محقق حلبی نے اس بنا پر کہ مسلمانوں کے لئے خلف وعید بمعنی عطاو

---

(۳۱۰) یعنی قرآنِ پاک کی یہ مذکورہ آیات ان احادیثِ مبارکہ کے منافی نہیں کہ جن میں بعض مسلمانوں کا دوزخ میں جانا وارد ہوا اور نا ہی یہ آیاتِ کریمہ سب مسلمانوں کے سب گناہوں کی ایسی بخشش کیلئے دعا کو جائز قرار دیتی ہیں کہ اصلاً کوئی گناہ نام کو بھی باقی نہ رہے۔

(۳۱۱) یہاں افعال سے مراد وہ ہیں کہ جو فرشتوں سے صادر ہوئے یعنی تمام زمین والوں کیلئے بخشش کی دعا کرنا۔ تو اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ ان کے افعال کی طرح ہمیں بھی وہی فعل کرنا یعنی تمام مسلمانوں کے سب گناہوں کی ایسی مغفرت طلب کرنا کہ اصلاً کوئی گناہ نام کو بھی باقی نہ رہے، جائز نہیں کہ یہ انہیں کا خاصہ ہے اور اگر بالفرض یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ہمارے حق میں بھی وہ افعال جائز ہیں تو پھر ہم یہ کہیں گے کہ اس جگہ خصوص مراد ہے یعنی زمین والوں سے مراد یہاں سب زمین والے نہیں بلکہ بعض مراد ہیں اور یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ سب زمین والے ہی مراد ہیں مگر ان سب کے تمام گناہوں کی ایسی بخشش مراد نہیں کہ اصلاً کوئی گناہ نام کو بھی باقی نہ رہے بلکہ تمام مسلمانوں کیلئے فی الجملہ مغفرت طلب کی گئی ہے اور تمام مسلمانوں کیلئے فی الجملہ مغفرت اور بعض پر بعض گناہوں کے سبب عذاب ہونے میں کوئی تضاد نہیں۔

(۳۱۲) اے اللہ عزوجل! میری اور تمام مسلمانوں کی بخشش فرما۔

(۳۱۳) تعمیم حقیقی 'مثلاً یوں کہنا 'الٰہی! سب مسلمانوں کے سب گناہوں کی ایسی بخشش فرما کہ اصلاً کوئی گناہ نام کو بھی باقی نہ رہے۔

(۳۱۴) یعنی علامہ کرمانی نے اس مسئلہ میں بحث کی اور اپنی طرف سے دلائل وغیرہ پیش کئے۔

مغفرت جائز (بلکہ قطعاً واقع ہے) اور اس دعا میں برادرانِ دینی پر شفقت سمجھی جاتی ہے اور جوازِ دعا جوازِ مغفرت پر مبنی ہے' نہ کہ وقوع پر۔ تو عدمِ وقوعِ مغفرتِ جمیع کی حدیثیں اس دعا کے خلاف نہیں۔ اس کے جواز کی طرف میل کیا۔(۳۱۵)

علامہ زین نے البحرالرائق' پھر علامہ محقق علائی نے درِ مختار میں ان کی متابعت کی۔(۳۱۶)

مگر اس میں صریح خدشہ ہے کہ جواز صرف عقلی ہے۔ نہ کہ شرعی کہ حدیثِ متواترۃ المعنی سے بعض مؤمنین کی تعذیب ثابت اور نووی والی ولقانی نے اس پر اجماع نقل کیا اور جوازِ دعا کے لئے صرف جوازِ عقلی باوجود استحالۂ شرعی کافی ہونا مسلّم نہیں۔ اس طرف محقق شامی نے رد المحتار میں اشارہ فرمایا۔ رہا اظہارِ شفقت سے عذر' میں کہتا ہوں..... وہ محلِ تکذیبِ نصوص میں قابلِ سماعت نہیں(۳۱۷) فتامل۔

ثم **اقول** وباللہ التوفیق. یہاں تعمیمیں دو ہیں۔ ایک تعمیمِ مسلمین۔ دوسری تعمیمِ ذنوب۔ اگر داعی(۳۱۸) صرف تعمیمِ اول پر قناعت کرے۔ مثلاً کہے۔ **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ** (۳۱۹) یا **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ** (۳۲۰) تو

---

(۳۱۵) یعنی علامہ حلبی نے مذکورہ طریقہ پر دعا کو جائز بتایا۔

(۳۱۶) یعنی پیروی کی اور اسی جواز کی طرف میل کیا۔

(۳۱۷) جب نصوص یعنی آیات واحادیث کی تکذیب لازم آتی ہو تو اس صورت میں یہ کہنا کہ "اس طرح تعمیمِ حقیقی کے ساتھ دعا کرنے میں برادرانِ دینی پر اظہارِ شفقت ہے' لہٰذا اسے جائز قرار دینا چاہئے" یہ عذر قابلِ قبول نہیں۔

(۳۱۸) دعا کرنے والا۔

(۳۱۹) اے اللہ عزوجل! میری' میرے ماں باپ اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی بخشش فرما۔

(۳۲۰) اے اللہ عزوجل! محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کو بخش دے۔

قطعاً جائز ہے اور اس کا امام قرآنی کو بھی انکار نہیں' اور اس کے فضل میں احادیث وارد اور اس کا جواز آیات سے مستفاد اور یہ طبقہ بطبقہ مسلمین میں بلا نکیر شائع' اور اگر صرف تعمیم ثانی پر اکتفا کرے۔ مثلاً اپنے لئے کہے' الٰہی! میرے سب گناہ چھوٹے' بڑے' ظاہر' چھپے' اگلے' پچھلے معاف فرمایا کہے' الٰہی! میرے اور میرے والدین و مشائخ و احباب واصول و فروع اور تمام اہلسنّت کے لئے ایسی مغفرت کر جو اصلاً کسی گناہ کا نام نہ رکھے' جب بھی قطعاً جائز اور اس قسم کی دعا بھی حدیث میں وارد اور مسلمین میں متوارث۔ ان دونوں صورتوں کے جواز میں تو کسی کو کلام نہیں ہو سکتا کہ اس میں اصلاً کسی نص کی تکذیب نہیں۔

صورتِ ثانیہ میں تو ظاہر ہے کہ نصوص صرف اس قدر پر دال کہ بعض مسلمین معذب ہوں گے' ممکن کہ وہ داعی اور اس کے والدین و مشائخ واحباب و جمیع اہلسنّت کے سوا اور لوگ ہوں۔ اسی طرح صورتِ اولیٰ میں کوئی حرج نہیں کہ ہر مسلمان کے لئے فی الجملہ مغفرت اور بعض پر بعض ذنوب (۳۲۱) کی وجہ سے عذاب ہونے میں تنافی نہیں۔

اقول...... بعض نصوص سے نکال سکتے ہیں کہ فی الجملہ مغفرت ہر مسلمان کے لئے ہوگی۔ احادیثِ صریحہ ناطق کہ حضور اقدس ﷺ کی شفاعت سے ہر وہ شخص جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے۔ دوزخ سے نکال لیا جائے۔ تو ضرور ہے کہ یہ نکلنا قبل پوری سزا پالینے کے ہو' ورنہ شفاعت کا اثر کیا ہوا۔

اب رہی صورتِ ثالثہ یعنی داعی دونوں تعمیم کرے۔ مثلاً کہے' الٰہی! سب مسلمانوں کے سب گناہ بخش دے۔

اقول...... اس کے پھر دو معنی محتمل۔ ایک یہ کہ مغفرت بمعنی تجاوز فی

---

(۳۲۱) ذنوب' ذنب کی جمع ہے اور ذنب عربی میں گناہ کو کہتے ہیں۔

الجملہ کے لیں۔ تو حاصل یہ ہوگا کہ الٰہی! کسی مسلمان کو اس کے کسی گناہ کی پوری سزا نہ دے۔ اس کے جواز میں بھی کچھ کلام نہیں کہ مفادِ نصوص مطلقاً تعذیبِ بعض عصاۃ ہے (۳۲۲) نہ کہ استیفائے جزائے بعض ذنوب۔ بلکہ کریم کبھی استقصاء نہیں فرماتا۔ (۳۲۳) الاتری الٰی قولہ تعالیٰ: عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ (۳۲۴) جب اکرم الخلق مصطفیٰ ﷺ نے کبھی پورا مواخذہ نہیں فرمایا تو ان کا مولیٰ عزوجل تو اکرم الاکرمین ہے۔

دوسرے یہ کہ مغفرتِ تامہ کاملہ مراد لی جائے۔ یعنی ہر مسلمان کے ہر گناہ کی پوری مغفرت کر کہ کسی مسلمان کے کسی گناہ پر اصلاً مواخذہ نہ کیا جائے یہ بیشک تکذیبِ نصوص کی طرف جائے گا اور اسی کو امام قرافی ناجائز فرماتے ہیں اور بیشک یہی من حیث الدلیل راجح نظر آتا ہے اور اس طرح کی دعا کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں اور مسلمین کے حق میں خلفِ وعید کا جواز (جس سے خود حسب تصریح حلیہ و دیگر قائلانِ جواز عفو و مغفرت مراد اور وہ یقیناً اجماعاً جائز بلکہ واقع ہے) اس مسئلہ میں کیا مفید۔ کہ بعض کے لئے اس کا عدم اور وقوعِ عذاب تواتر و اجماع سے ثابت۔ تو یہاں کلامِ حلیہ محلِ کلام ہے اور مسئلہ آنہ کیا مشائخ سے بھی منقول نہیں ہے کہ دوسروں کو مجالِ سخن نہ رہے۔ پس احوط یہی ہے (۳۲۵) کہ اس صورتِ ثالثہ کے معنیِ ثانی سے

---

(۳۲۲) یعنی احادیث مبارکہ میں جو بعض مسلمانوں کے عذاب کا ذکر ہے اس کا مقصود و مراد یہ ہے کہ بعض گنہگاروں کو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا یہ نہیں کہ وہ اپنے تمام گناہوں کی پوری پوری سزا پائیں گے۔

(۳۲۳) یعنی مالک کریم عزوجل کبھی پورا مواخذہ نہیں فرماتا۔

(۳۲۴) تو نبی نے اسے کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی۔ سورۃ التحریم، آیت ۳ ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۳۲۵) یعنی سب سے محتاط ترین راستہ یہی ہے کہ ....

احتراز کرے۔ شاید مصنف علام قدس سرہ نے اسی لئے صرف کلام امام قرآئی پر اقتصار فرمایا۔ کہ رجحان واحتیاط اسی طرف ہے۔

واللہ تعالی اعلم ھذا ماظھر لی فی النظر الحاضر فتامل' لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔

مسئلہ ۱۳' قال الرضاء: اپنے اور اپنے احباب کے نفس و اہل و مال و ولد پر بددعا نہ کرے۔ کیا معلوم کہ وقت اجابت ہو اور بعد وقوع بلا پھر ندامت ہو۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ "اپنی جانوں پر بددعا نہ کرو اور اپنی اولاد پر بددعا نہ کرو اور اپنے خادم پر بددعا نہ کرو اور اپنے اموال پر بددعا نہ کرو' کہیں اجابت کی گھڑی سے موافق نہ ہو۔"

رواہ مسلم و ابو داؤد وابن خزیمۃ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اور فرماتے ہیں۔ "تین دعائیں بیشک مقبول ہیں۔ دعا مظلوم کی اور دعا مسافر کی اور ماں باپ کا اپنی اولاد کو کوسنا۔" رواہ الترمذی و حسنہ عن ابی ھریرہ ﷺ۔

تنبیہ: دیلمی وغیرہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ انی سئلت اللہ ان لایقبل دعاء حبیب علی حبیبہ۔

"بیشک میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ کسی پیارے کی پیارے پر بددعا قبول نہ فرمائے۔"

علامہ شمس الدین سخاوی اسے لکھ کر فرماتے ہیں' صحیح حدیثوں سے ثابت کہ اولاد پر ماں باپ کی بددعا رد نہیں ہوتی۔ تو اس حدیث کو ان سے توفیق دیا چاہئے۔ انتھی

اقول وباللہ التوفیق. بددعا دو طور پر ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ داعی کا قلب حقیقۃ اس کا یہ ضرر نہیں چاہتا۔ یہاں تک کہ اگر واقع ہو تو خود سخت صدمے میں گرفتار ہو۔

جیسے ماں باپ غصے میں اپنی اولاد کو کوس لیتے ہیں۔ مگر دل سے اس کا مرنا یا تباہ ہونا نہیں چاہتے اور اگر ایسا ہو تو اس پر ان سے زیادہ بے چین ہونے والا کوئی نہ ہوگا۔ دیلمی کی حدیث میں اسی قسم بددعا کے لئے وارد کہ حضور رؤف رحیم، رحمۃ للعلمین ﷺ نے اس کا مقبول نہ ہونا اللہ تعالیٰ سے مانگا۔ نظیر اس کی وہ حدیث صحیح ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے عرض کی۔ "الٰہی! میں بشر ہوں، بشر کی طرف غضب فرماتا ہوں، تو جسے میں لعنت کروں یا بددعا دوں اسے تو اس کے حق میں کفارہ و اجر و باعثِ طہارت کر۔"

دوسرے اس کے خلاف کہ داعی کا دل حقیقۃً اس سے بیزار اور اس کے اس ضرر کا خواستگار ہے اور یہ بات ماں باپ کو معاذ اللہ اسی وقت ہوگی، جب اولاد اپنی شقاوت سے عقوق (۳۲۶) کو اس درجہ حد سے گزار دے، کہ ان کا دل واقعی اس کی طرف سے سیاہ ہو جائے اور اصلاً محبت نام کو نہ رہے بلکہ عداوت آجائے۔ ماں باپ کی ایسی ہی بددعا کے لئے فرماتے ہیں کہ رد نہیں ہوتی۔ والعیاذ باللہ سبحنہ وتعالٰی هذا ماظهرلى والله تعالىٰ اعلم۔ (۳۲۷)

مسئلہ ۱۴، قال الرضاء: تحصیلِ حاصل کی دعا نہ کرے۔ مثلاً مرد کہے الٰہی! مجھے مرد کر دے، (۱۴☆) کہ یہ استہزاء ہے۔ (۳۲۸) ہاں ایسی دعا جس میں امتثالِ امر شریعت (۳۲۹) یا اظہار عجز و عبودیت یا خدا عزوجل اور رسول ﷺ سے محبت یا دین

(۱۴☆) جبکہ مرد سے یہی معنی لغوی مراد ہو اور اگر مرد بمعنی شجاع و دلیر یا مرد حقیقی، مرد راہِ خدا مراد لے تو استہزاء نہیں۔ مرد باش یا خاک پائے مرد باش۔ ۱۲ منہ حفظہ ربہ

(۳۲۶) نافرمانی، سرکشی۔

(۳۲۷) اللہ پاک وبلند ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ یہ وہ گوہر پارے ہیں کہ میرے رب عزوجل نے مجھ پر ظاہر فرمائے اور سب سے زیادہ علم والا تو اللہ عزوجل ہی ہے۔

(۳۲۸) مذاق و ٹھٹھا مسخری۔

(۳۲۹) یعنی احکام شریعت کی بجا آوری۔

واہلِ دین کی طرف رغبت یا کفر و کافرین سے نفرت وغیرہ منافع نکلتے ہیں' وہ جائز ہے۔ اگرچہ اس امر کا حصول یقینی ہو۔ جیسے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ سَیِّدَنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدَ نِالْوَسِیْلَۃَ۔ اَللّٰھُمَّ ارْضَ عَنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ بَیْتَکَ الْمُکَرَّمَ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا۔ اَللّٰھُمَّ الْعَنْ اَعْدَاءَ مُحَمَّدٍ ﷺ۔

کہ اگرچہ نبی ﷺ پر درود کا نزول اور مسلمانوں کو رشد و ہدایت تک وصول' حضور اقدس ﷺ کو وسیلہ ملنا اور اللہ تعالیٰ کا اصحابِ کرام سے راضی ہونا اور بیتِ مکرم کی عزت و کرامت اور حضور کے اعداء پر غضب و لعنت سب یقینی باتیں ہیں۔ مگر ان دعاؤں میں وہی منافع مذکورہ ہیں۔ تو فضول و استہزاء نہیں ہو سکتیں۔

اقول...... علاوہ بریں ان سب میں وہ تاویل جو انہیں طلبِ حاصل سے جدا کردے' ممکن و للتفصیل محلّ آخر۔

مسئلہ ۱۵' قال الرضاء: دعا میں حجر و تنگی نہ کرے۔ مثلاً یوں نہ مانگے کہ تنہا مجھ پر رحم فرما یا صرف مجھے اور میرے فلاں فلاں دوستوں کو نعمت بخش۔ حدیث میں ہے۔ ایک اعرابی نے دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًاo "الٰہی! مجھ پر رحم کر اور محمد ﷺ پر اپنی رحمت نازل فرما۔" فرمایا حضور اقدس ﷺ نے لَقَدْ حَجَرْتَ وَاسِعًا۔ "بیشک تو نے بڑی وسعت والی چیز کو تنگ کر دیا۔"

اے عزیز! رحمت الٰہی شاملِ انام ہے اور اس کا انعام عالم کو عام۔ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ۔(۳۳۰)

جو نیک بات اپنے لئے درکار ہو' جب تمام مسلمانوں کے لئے چاہے گا' اگر خود

---

(۳۳۰) میری رحمت ہر شئی کو گھیرے ہوئے ہے۔

مستحق نہیں' اس خیر خواہیٔ عام کی برکت سے مستحق ہو جائے گا یا یوں کہ ان میں بعض تو یقیناً ہر خیر و فلاح کے قابل ہیں' تو کسی کا طفیل ہو کر پائے گا۔ بخلاف اس صورت کے کہ صرف اپنے یا اور بعض احباب کے لئے چاہی' باقی کے لئے پسند نہ کی' تو ایک تو عام مؤمنین کی بد خواہی' دوسرے کمالِ ایمان کا نقصان۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں۔ لایؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ۔

"تم میں کوئی مومن کامل نہیں ہوتا' جب تک اپنے بھائی مسلمان کیلئے وہی نہ چاہے جو خود اپنے لئے چاہتا ہے۔"

اور فرماتے ہیں۔ الدین النصح لکل مسلم۔ "دین ہر مسلمان کی خیر خواہی کا نام ہے۔" لہٰذا احادیث میں تعمیم دعا (۳۳۱) کے بہت فضائل وارد ہوئے۔

کما اسلفناہ فی فصل الاداب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (۳۳۲) ﴾

---

(۳۳۱) دعا کو عام کرنا یعنی اپنی دعا میں سب مسلمانوں کو شامل کر لینا۔

(۳۳۲) جیسا کہ ہم نے فصل آداب میں ذکر کیا اور اللہ عزوجل ہی حق کو زیادہ جاننے والا ہے۔

فصل ہشتم

ان لوگوں کے بیان میں جنکی دعا قبول ہوتی ہے

قال الرضاء: وہ انیس ۱۹ ہیں۔ آٹھ حضرت مصنف قدس سرہ نے ذکر فرمائے اور گیارہ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے زائد کئے۔

اوّل ۱: مضطر۔(۳۳۳)

قال الرضاء: اس کی طرف تو خود قرآن عظیم میں اشارہ موجود۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ (۳۳۴)

دُوُم ۲: مظلوم اگرچہ فاجر ہو اگرچہ کافر ہو۔

قال الرضاء: حدیث میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے۔ وعزتی لا نصرنك ولو بعدحین۔ "مجھے اپنی عزت کی قسم بیشک ضرور میں تیری مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر کے بعد"۔

سِوُم ۳: بادشاہ عادل۔ **چھارم ۴:** مرد صالح۔

پنجم ۵: ماں باپ کا فرمانبردار۔ **ششم ۶:** مسافر۔

قال الرضاء: رواہ ابن ماجه والعقیلی والبیهقی عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ والبزار وزاد حتی یرجع والضیاء عن انس واحمد والطبرانی عن عقبة بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنهم.

---

(۳۳۳) بے چین و پریشان حال۔

(۳۳۴) یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے، جب اسے پکارے اور دُور کردیتا ہے برائی۔ سورۃ النمل آیت ۶۲ ترجمہ (کنزالایمان)۔

متعدد احادیث میں ارشاد ہوا کہ "اس کی دعا ضرور مستجاب ہے' جس میں کچھ شک نہیں۔"

رواہ احمد والبخاری فی الادب المفرد و ابوداؤد والترمذی عن ابی هريرة ومنها حديث ابن ماجة والضياء المذكوران۔

بزار کے یہاں حدیثِ ابو ہریرہ ان الفاظ سے ہے۔ "تین شخص ہیں کہ اللہ عزوجل پر حق ہے کہ ان کی کوئی دعا رد نہ کرے۔ روزہ دار تا اِفطار اور مظلوم تا انتقام اور مسافر تا رجوع (۳۳۵)"

ھفتم ۷: روزہ دار۔

قال الرضاء: خصوصاً وقتِ اِفطار (۳۳۶)۔

ھشتم ۸: مسلمان' کہ مسلمان کے لئے اس کی غیبت میں دعا مانگے۔

قال الرضاء: حدیث شریف میں ہے۔ "یہ دعا نہایت جلد قبول ہوتی ہے۔" فرشتے کہتے ہیں۔ امین ولك بمثل ذالك۔

"اس کے حق میں تیری دعا قبول اور تجھے بھی اسی طرح کی نعمت حصول۔"

دوسری حدیث میں فرمایا۔ "یہ دعا حاجی و غازی و مریض و مظلوم کی دعاؤں سے بھی زیادہ جلد قبول ہوتی ہے۔"

البيهقى فى الشعب بسند صالح عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنهما خمس دعوات يستجاب لهن فذكرهن وقال اسرع هذه الدعوات اجابة دعوة

---

(۳۳۵) یعنی جب تک سفر سے واپس گھر لوٹ نہ جائے۔

(۳۳۶) اِفطار کی دعا عموماً قبل از افطار پڑھنے کا رواج ہے۔ مگر مجددِ اعظم امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۴' ص ۶۵۱' مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی میں اپنی تحقیق یہ پیش فرمائی کہ دعا افطار کے بعد پڑھی جائے۔

الاخ لاخيه بظهر الغيب۔

بعدہ تیسری حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ "اس سے زیادہ جلد قبول ہونے والی کوئی دعا نہیں۔"

رواہ الترمذی عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونحوہ للطبرانی وغیرہ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

چوتھی حدیث شریف میں آیا۔ "یہ دعا رد نہیں ہوتی۔" البزار عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

نہم۹' قال الرضاء: والدین کی دعا اپنی اولاد کے حق میں۔ ایک حدیث شریف ذکر کی جاتی ہے کہ "یہ دعا امت کے لئے دعائے نبی کے مثل ہوتی ہے۔"

رواہ الدیلمی عن انس رضی اللہ عنہ۔

دہم۱۰' قال الرضاء: اولاد کی دعا والدین کے حق میں۔

ابو نعیم عن واثلة بن الاسقع رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ اربع دعوتهم مستجابة الامام العادل والرجل يدعو لاخيه بظهر الغيب ودعوة المظلوم ورجل يدعو لوالديه○(۳۳۷)

یازدہم۱۱' قال الرضاء: حاجی کی دعا جب تک اپنے گھر پہنچے۔ حدیث شریف میں ہے۔ جب تو حاجی سے ملے' اسے سلام کر اور مصافحہ کر اور درخواست کر کہ وہ تیرے لئے استغفار کرے' قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو' کہ وہ مغفور ہے۔

اخرجه الامام احمد عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

---

(۳۳۷) ابو نعیم' واثلہ بن اسقع سے اور وہ مصطفیٰ کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ چار آدمیوں کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ بادشاہ عادل' وہ شخص کہ اپنے مسلمان بھائی کی غیر موجودگی میں اس کیلئے دعا کرے اور مظلوم کی دعا اور وہ شخص جو اپنے والدین کیلئے دعا کرے۔

دوسری حدیث شریف میں ہے "حاجی کی دعا رد نہیں ہوتی' جب تک پلٹے"۔ البیهقی والدیلمی وباقی.

دوازدهم ۱۲' قال الرضاء: عمرہ کرنے والا۔ حدیث شریف میں ہے "حج و عمرہ والے خدا کے مہمان ہیں۔ دیتا ہے انہیں جو مانگیں اور قبول فرماتا ہے' جو دعا کریں۔" رواہ البیهقی۔

سیزدهم ۱۳' قال الرضاء: مریض' کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں۔ "جب بیمار کے پاس جاؤ' اس سے اپنے لئے دعا چاہو کہ اس کی دعا مثلِ دعائے ملائکہ ہے۔ رواہ ابن ماجة عن عمر رضی اللہ عنہ۔

دوسری حدیث شریف میں ہے۔ "مریض کی دعا رد نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ اچھا ہو۔" رواہ ابن ابی الدنیا و نحوہ عند البیهقی والدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

چهاردهم ۱۴' قال الرضاء: ہر مومن مبتلائے بلا۔ یعنی بلائے دنیوی و جسمانی۔ یہ مریض سے عام ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ سلمان رضی اللہ عنہ سے ارشاد ہوا۔ "اے سلمان! بیشک مبتلاء کی دعا مستجاب ہے۔" الدیلمی عنہ رضی اللہ عنہ۔

دوسری حدیث شریف میں ہے۔ "مومن مبتلاء کی دعا غنیمت جانو۔" ابو الشیخ عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ۔

پانزدهم ۱۵' قال الرضاء: جو یادِ خدا بکثرت کرتا ہو۔ حدیث شریف میں ہے۔

"تین شخصوں کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا۔ ایک وہ کہ خدا کی یاد بکثرت کرے اور مظلوم اور بادشاہِ عادل۔ رواہ البیهقی عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ۔

شانزدهم ۱۶' قال الرضاء: جو تنہا جنگل میں (جہاں اسے اللہ کے سوا کوئی نہ

دیکھتا ہو) کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔ ابن مندة وابو نعیم فی الصحابة عن ربیعة بن وقاص ﷺ عن النبی ﷺ ثلاثة مواطن لاترد فیها دعوة عبد رجل یکون فی بریة بحیث لایراه احد الا الله فیقوم فیصلی الحدیث۔ (۳۳۸)

ہفدہم ۱۷ قال الرضاء: غازی کہ غزائے کفار کے لئے نکلے (۳۳۹) جب تک واپس آئے۔

الدیلمی عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما اربع دعوات لاترد دعوة الحاج حتی یرجع ودعوة الغازی حتی یصدر الحدیث۔ (۳۴۰) وللبیهقی عنه باسناد متماسك خمس دعوات یستجاب لهن فذکر نحوه۔

خصوصاً جب کہ معاذ اللہ اور ساتھی بھاگ جائیں اور یہ ثابت قدم رہے وهو فی تتمة حدیث ربیعة النماز۔

ہژدہم ۱۸ قال الرضاء: جس شخص پر کسی نے احسان کیا۔ اپنے محسن کے حق میں اس کی دعا رد نہیں ہوتی۔ الدیلمی عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما عن النبی ﷺ دعاء المحسن الیه للمحسن لایرد۔

نوزدہم ۱۹ قال الرضاء: جماعت مسلمانان کہ مل کر دعا کریں۔ بعض دعا

---

(۳۳۸) ابن مندہ و ابو نعیم حضرت ربیعہ بن وقاص ﷺ سے اور وہ پیارے مصطفیٰ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تین مقامات ایسے ہیں کہ ان میں بندے کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ ان میں سے ایک وہ آدمی جو جنگل میں ہو کہ اسے اس کے رب عزوجل کے سوا کوئی نہ دیکھتا ہو اس حالت میں وہ کھڑا ہو اور نماز ادا کرے۔ (الحدیث)

(۳۳۹) یعنی کفار سے جہاد کرنے کیلئے نکلے۔

(۳۴۰) دیلمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ چار دعائیں کہ رد نہیں کی جاتیں۔ حاجی کی دعا جب تک کہ لوٹ نہ آئے اور غازی کی دعا یہاں تک کہ واپس ہو۔ (الحدیث)

کریں، بعض آمین کہیں۔ الطبرانی والحاکم والبیھقی عن حبیب بن سلمۃ الفھری ﷺ لا یجتمع ملاء فیدعو بعضھم ویؤ من بعضھم الا اجابھم اللہ تعالٰی۔

یہ گیارہ کہ فقیر نے ذکر کئے ان میں سوائے نہم و دہم کے باقی تو صاحبِ حصنِ حصین سے بھی رہ گئے۔ فالحمدللہ علی حسن التوفیق (۳۴۱)﴾

---

(۳۴۱) میں اچھی توفیق پر اپنے رب عزوجل کی حمد بجالاتا ہوں۔

فصل نہم

ان اعمال صالحہ میں جن کے

کرنے والے کو کسی دعا کی حاجت نہیں

قال الرضاء: یہ فصل اگرچہ اس رسالے میں نہیں۔ مگر اس مضمون کو حضرت مصنف علام قدس سرہ نے کتاب الجواہر میں افادہ فرمایا۔ فقیر غفرَ اللہُ تعالیٰ لہٗ بوجہ جلالتِ فائدہ وعظمتِ عائدہ اسے یہاں ذکر کرتا ہے۔ وہ تین چیزیں ہیں۔

اول: درود شریف۔

امام احمد و ترمذی وحاکم باسانید صحیحہ جیدہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ جب چہارم شب گذرتی تھی' رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر فرماتے۔ "اے لوگو! خدا کی یاد کرو' خدا کی یاد کرو۔ آئی راجفہ (۳۴۲) اس کے بعد آتی ہے۔ رادفہ (۳۴۳) آئی موت ان چیزوں کے ساتھ جو اس میں ہیں۔" میں نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ! میں دعا بہت کیا کرتا ہوں اس میں سے حضور کے لئے کس قدر مقرر کروں۔ فرمایا "جتنی چاہے"۔ میں نے عرض کی چہارم۔ فرمایا "جس قدر چاہے' اور زیادہ کرے' تو تیرے لئے بہتر ہے"۔ میں نے عرض کی نصف۔ فرمایا "جتنی چاہے' اور زیادہ کرے' تو تیرے لئے بہتر ہے۔" میں نے عرض کی' اپنی کل دعا حضور کے لئے کردوں۔ یعنی اپنی کل دعا کے عوض حضور پر درود بھیجا کروں۔ فرمایا۔ "ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے سب مہمات کفایت کرے گا اور تیرے گناہ بخش دے گا۔"

---

(۳۴۲) صور اسرافیل کا پہلا نفخہ' یعنی پہلی بار صور پھونکنا کہ جس سے قیامت قائم ہوگی۔

(۳۴۳) صور اسرافیل کا دوسرا نفخہ' یعنی دوسری بار پھونکنا کہ جس سے مخلوق دوبارہ اٹھائی جائے گی اور حشر برپا ہوگا۔

احمد و طبرانی باسنادِ حسن راوی' وھذا حدیث الطبرانی کہ ایک شخص نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی تہائی دُعا حضور کے لئے کروں۔ فرمایا "اگر تو چاہے۔" عرض کی دو تہائی۔ فرمایا "ہاں"۔ عرض کی کُل دعا کے عوض درود مقرر کروں۔ فرمایا "ایسا کرے گا' تو خدا تیرے دنیا و آخرت کے سب کام بنا دیگا"۔

اور بیشک درود سرورِ عالم ﷺ کے لئے دُعا ہے اور جس قدر اس کے فوائد و برکات مصلی (۳۴۴) پر عائد ہوتے ہیں ہرگز ہرگز اپنے لئے دُعا میں نہیں بلکہ ان کے لئے دُعا تمام اُمّتِ مرحومہ کے لئے دُعا ہے کہ سب انھیں کے دامنِ دولت سے وابستہ ہیں۔

ع سلامتِ ہمہ آفاق در سلامتِ تُست (۳۴۵)

دُوُم: ذکرِ الٰہی۔

بیہقی نے شعب الایمان میں بحیر بن عتیق' انھوں نے سالم بن عبداللہ' انھوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ' انھوں نے اپنے والد حضرت فاروق اعظمؓ' انھوں نے حضور سیّد المرسلین ﷺ، حضور نے ربّ العزّت ذی الجلال تقدّست اسماؤہ سے روایت کی کہ فرماتا ہے۔

من شغله ذكرى عن مسئلتي اعطيته افضل ما اعطى السائلين۔ "جسے میری یاد میرے مانگنے سے باز رکھے۔ میں اسے بہتر اس عطا کا بخشوں جو مانگنے والوں کو دُوں۔"

اِسی واسطے حضرت سالم بن عبداللہ نے تمام مدّت وقوف میں ذکرِ الٰہی پر اقتصار کیا اور تا غروبِ آفتاب لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

---

(۳۴۴) یعنی درود شریف پڑھنے والا۔

(۳۴۵) ع میں کیا بتاؤں تمنائے زندگی کیا ہے
حضور آپ سلامت رہیں کمی کی ہے

بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥ (٣٣٦) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّ اٰبَائِنَا الْاَوَّلِيْنَ

(٣٣٧) کہتے رہے۔

سِوُم : تلاوتِ قرآن مجید۔

نبی ﷺ اپنے ربِ جلیل تبارک و تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں۔

من شغله القرآن عن ذکری ومسئلتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین وفضل کلام الله علی سائر الکلام کفضل الله علی خلقه۔

" جسے تلاوتِ قرآنِ مجید میرے ذکر اور میرے سوال سے روک دے اسے افضل اس کا دوں جو تمام سائلین کو عطا کروں۔" پھر فرمایا "اور بزرگی کلامِ الٰہی کی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے بزرگیٔ ربُّ العزت جلّ جلالہٗ اس کی تمام مخلوق پر۔" قال الترمذی حدیث حسن والله سبحنهٗ وتعالیٰ اعلم بالصواب ﴾ "

(٣٣٦) اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اس کیلئے ہے ساری بادشاہت اور سب خوبیاں اسی کو اسی کے دستِ قدرت میں ہیں ساری بھلائیاں اور وہ ہر شی پر قادر ہے۔

(٣٣٧) اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو ہمارا رب اور ہمارے اگلے باپ داداؤں کا پروردگار ہے۔

فصل دہم

مبحث دعا کے متعلق

چند نفیس سوال وجواب میں

سوال اوّل ا : اپنی عاجزی اور پروردگار تبارک وتعالیٰ کی رحمت پر نظر کر کے دعا و سوال بہتر ہے یا قضا پر راضی ہو کر ترک' اولیٰ ہے؟

جواب : بعض علماء ترکِ دعا کو اولیٰ جانتے ہیں۔ امام واسطی فرماتے ہیں۔ جو خدائے تعالیٰ نے تیرے لئے ٹھہرادیا' وہ اس سے بہتر ہے جو تو مانگتا ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بلا کے وقت دعا نہ مانگی۔ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا۔ کچھ حاجت ہے؟ فرمایا۔ ہاں' مگر نہ تم سے۔ کہا خدا سے عرض کیجئے۔ فرمایا' حسبی من سوالی (۱۵☆) علمہ بحالی۔ (۳۴۸)

ع　　خدا واقف کہ حافظ را غرض چیست

وعلمُ اللہ حسبی عن سوالی (۳۴۹)

علماء کہتے ہیں۔ جو چیز بے مانگے ملتی ہے' اس سے کہ مانگنے سے حاصل ہو' بہتر ہوتی ہے۔ دیکھو! حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مغفرت کی طلب اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہدایت کی تمنا کی۔ حضرت محمد ﷺ کو یہ

(۱۵☆) ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں کہ اس کلمہ کی برکت سے جلنے سے محفوظ رہے۔ سات دن یا چالیس دن آگ میں رہے اور اس وقت سولہ برس کے تھے۔ ۱۲ منہ قدس سرہ

(۳۴۸) مجھے سوال کرنے کی حاجت نہیں' وہ میرے حال سے اچھی طرح واقف ہے۔

۳۴۹۔ ع　　خدا تو جانتا ہے حال کیا ہے اس کے بندے کا
نہیں حاجت میرے معروض کی اس ربِ اعلم کو

(عطاری)

دونوں رحمتیں حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ علیهما الصلوٰۃ والسلام سے بہتر و افضل حاصل ہوئیں۔

قال الرضاء: قال سیدنا ابراهیم علیه الصلوٰۃ والتسلیم : وَالَّذِیْ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَلِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ○ وقال : وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ○

وقال موسیٰ الکلیم علیه الصلوٰۃ والتسلیم : اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ○

وقال تعالیٰ لمحمد ﷺ : لِیَغْفِرَلَكَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ الاٰیه○ وقال تعالیٰ : یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ○ وقال تعالیٰ : وَیَهْدِیَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا (۳۵۰)

حدیث قدسی میں ہے۔ من شغله ذکری عن مسئلتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین○

"جسے میری یاد مجھ سے دعا مانگنے کی فرصت نہ دے' اسے مانگنے والے سے بہتر دوں۔" اور یہ بھی حدیث میں وارد کہ

---

(۳۵۰) سیدنا ابراہیم علیه الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب سے عرض کی۔ "اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا" سورۃ الشعراء' آیت ۸۲' ترجمہ (کنزالایمان)۔

"اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے"۔ سورۃ الشعراء' آیت ۸۷' ترجمہ (کنزالایمان)۔

موسیٰ کلیم اللہ علیه الصلوٰۃ والسلام نے کہا "میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں' اب وہ مجھے راہ دے گا"۔ سورۃ الصّٰفّٰت' آیت ۹۹' ترجمہ (کنزالایمان)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا "تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے"۔ سورۃ الفتح' آیت ۲' ترجمہ (کنزالایمان)۔

"جس دن اللہ رسوانہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو"۔ سورۃ التحریم' آیت ۸' ترجمہ (کنزالایمان)۔

"اور تمہیں سیدھی راہ دکھاوے"۔ سورۃ الفتح' آیت ۲' ترجمہ (کنزالایمان)۔

"خدا بھائی یوسف علیہ السلام پر رحم کرے۔ اگر بادشاہ سے اس بات کی کہ مجھے خزانوں پر مقرر کر' درخواست نہ کرتے' اسی وقت مقرر کرتا۔ درخواست کے سبب برس دن تک مقرر نہ ہوئے۔" (۳۵۱)

قال الرضاء: امام وقوقی کا قصدِ کنارِ دریا' دور سے چند ابدال کو مختلف شکلوں میں متشکل ہوتے دیکھنا۔ پھر ان کے قریب آکر نماز میں انہیں امام بنانا' ایک جہاز ڈوبتا دیکھ کر ان کا دعا کرنا' خلاص پانا' ابدال کا اقتدا سے جدا ہو جانا' کہ تمہیں کارخانہ قضاء میں دخل دینے کا کیا منصب ہے؟ س معروف و مشہور اور مثنوی شریف حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی میں مذکور ہے۔

بعض علماء دعا و سوال بنظر ان فوائد کے جو سابق مذکور ہوئے' بہتر سمجھتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں بہتر یہ ہے کہ زبان سے دعا کرے اور دل سے خدا کے حکم و قضاء پر راضی رہے تاکہ دونوں فائدے ہاتھ آئیں۔

بعض کہتے ہیں جس بات میں حظِ نفس کو دخل ہے' (۳۵۲) وہاں سکوت و ترک دعا افضل ہے اور جس میں دین و شرع کی ترقی یا کسی دوسرے مسلمان کا فائدہ ہے' اس کا مانگنا مناسب۔

بعض علماء فرماتے ہیں' جس وقت دل دعا کی طرف اشارہ کرے اور اس سے کشودِ کار نظر آئے' (۳۵۳) دعا بہتر ہے اور جب سکوت کی طرف اشارہ کرے' سکوت اولیٰ' اور یہ قول اصح اقوال ہے۔ (۳۵۴)

---

(۳۵۱) یعنی ایک سال تاخیر سے مقرر ہوئے۔

(۳۵۲) یعنی جس بات میں لذتِ نفس اور ذاتی مفاد شامل ہو وہاں دعا کو ترک کرتے ہوئے راضی برضائے مولیٰ رہنا افضل ہے۔

(۳۵۳) یعنی اپنا مقصود و مطلوب حاصل ہوتا دکھائی دے۔

(۳۵۴) یعنی یہ قول تمام اقوال سے صحیح تر ہے۔

اکثر امور، خصوصاً مباحات و مندوبات میں دل کا فتویٰ اعتبار تمام رکھتا ہے۔ اسی واسطے کہتے ہیں۔ دعا و ترک میں ترجیح وقت پر ظاہر ہوتی ہے۔

قال الرضاء: یہ جو حضرت مصنف قدس سرہ نے ارشاد فرمایا' حکم اصلی ہے۔ مگر اس کا مورد صرف اولیاء ہیں۔ جن کی نسبت اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ (۳۵۵) وارد۔ عوام مؤمنین' کہ فتوائے قلب و طغوائے نفس و اغوائے دیو (۳۵۶) میں تمیز نہیں کر سکتے۔ ان کے لئے راہ یہی ہے کہ دعا میں کبھی تقصیر نہ کریں (۳۵۷) کہ فی نفسہٖ عبادت بلکہ مغز عبادت ہے۔ لہذا قرآن و حدیث میں مطلقاً اس کی طرف ترغیب فرمائی' کہ احکامِ شرعیہ میں کثیر غالب ہی پر لحاظ ہوتا ہے۔

ثم اقول..... محلِ نزاع اَدْعِیۂ خاصّہ (۳۵۸) وقتِ حاجاتِ حادثہ ہیں' ورنہ مطلق دعا باجماعِ امتِ مرحومہ ہر روز کم از کم بیس بار واجب ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ○ (۳۵۹) کیا دعا نہیں اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○ (۳۶۰) سب سے افضل دعا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ افضل الذکر لا الٰہ الا اللّٰہ وافضل الدعاء الحمد اللّٰہ (۳۶۱) رواہ الترمذی وحسنہ والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان و

(۳۵۵) یعنی اولیائے کرام علیھم الرضوان کیلئے ہی کہا گیا کہ "اپنے دل سے فتویٰ پوچھئے"۔

(۳۵۶) عام مسلمانوں کیلئے اس بات میں تمیز کرنا مشکل ہے کہ ابھی میرے دل میں جو بات آرہی ہے' آیا یہ میرے دل کی جانب سے ہے یا نفس کی سرکشی کے باعث یا پھر شیطان کے بہکاوے سے ہے۔

(۳۵۷) یعنی عام مسلمانوں کے حق میں مناسب یہی ہے کہ دعا میں کبھی کوتاہی سے کام نہ لیں۔

(۳۵۸) دعا کی جمع ہے۔ یعنی علماء کا جو اختلاف گزرا وہ اس وقت ہے کہ جب اچانک کوئی مشکل یا مصیبت آئے اور دعا کی جائے' ورنہ مطلق دعا میں کوئی اختلاف نہیں۔

(۳۵۹) ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ سورۃ الفاتحہ' آیت ۵' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۳۶۰) سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔ سورۃ الفاتحہ' آیت ۱' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۳۶۱) سب سے افضل ذکر لا اِلٰہ الا اللّٰہ ہے اور سب سے افضل دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہے۔

الحاکم وصححه عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

درود شریف بھی دعا ہے کہ باجماعِ امتِ مرحومہ عمر میں ایک بار ہر مسلمان پر فرضِ قطعی اور عندالمحققین ہر بار کہ ذکر شریف حضور پُر نور ﷺ آئے واجب ہے۔

یوں ائمہ شافعیہ کے نزدیک ہر روز انتالیس ۳۹ بار دعا فرض ہو گی، کہ شبانہ روز میں سترہ ۱۷ رکعتیں فرض ہیں ہر رکعت میں فاتحہ فرض۔ ہر فاتحہ میں دوبار دعا اور ہر قعدۂ اخیرہ میں درود فرض۔

احادیثِ سابقہ (۳۶۲) جن میں ارشاد ہوا کہ جو دعا نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے، ترکِ مطلق ہی پر محمول یا معاذ اللہ اپنے کو بارگاہ عزت عزوجل سے بے نیاز جاننا، اس کے حضور تضرع و زاری سے پرہیز رکھنا، کہ اب صریح کفر و موجبِ غضب ابدی ہے۔ ولہذا اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (۳۶۳) کے متصل ہی ارشاد ہوا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ۠ (۳۶۴) بالجملہ مطلق دعا میں ہرگز کسی مسلمان سے نزاع معقول نہیں اور خود بعد امر صریح اُدْعُوْنِیْ و فرمان وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ (۳۶۵) گنجائش کلام کیا ہے۔ فافہم واللہ تعالیٰ اعلم ﴾

سوال دُوم ۲: دعا تفویض (۳۶۶) کے منافی ہے۔ جو شخص اپنا کام کسی کے سپرد کرتا ہے، آپ اس میں دخل نہیں دیتا۔

---

(۳۶۲) وہ حدیث کہ فصلِ دُوم میں ادب ۳۰ کے تحت مذکور ہوئی۔

(۳۶۳) مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ سورۃ المؤمن، آیت ۶۰، ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۳۶۴) بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے ہیں، عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔ سورۃ المؤمن، آیت ۶۰، ترجمہ (کنزالایمان)۔ (یہاں عبادت سے مراد دعا ہے)

(۳۶۵) اور اللہ سے اس کا فضل مانگو۔ سورۃ النساء، آیت ۳۲، ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۳۶۶) تفویض کے معنی ہیں اپنا معاملہ کسی کے سپرد کر دینا۔ تو مطلب یہ ہوا کہ جب بندہ اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر چکا، تو پھر دعا کیوں کرتا ہے کہ مجھے فلاں بھلائی عطا کر دے۔ وہ جو چاہے کرے۔

جواب: تفویض کے یہ معنی' کہ بندہ جس کام کے نفع نقصان سے واقف نہ ہو' اسے اپنے مولیٰ کو کہ حکیم و کریم و علیم ہے' سپرد کرے۔ وہ مصلحت اس کی اُس سے بہتر جانتا ہے۔ نہ یہ کہ جو بات قطعاً اس کے حق میں بہتر ہے' مانند بہشت و ایمان و محبتِ خدا کے' اس کی طلب نہ کرے یا جو بات بالیقین مضر ہے' مثل کفر و شرک و معصیت و دوزخ کے' اُس سے پناہ نہ چاہے۔ بلکہ جس بات کا انجام معلوم نہیں۔ اس کی طلب بھی مع استثناء و شرطِ خیر و صلاح' منافیِ تفویض نہیں۔ دعائے اِستخارہ میں وارد' "الٰہی! یہ کام اگر میرے دین و دنیا و انجام میں بہتر ہے' تو مجھے اس کی توفیق دے۔ ورنہ مجھ کو اس سے باز رکھ اور میرا دل اس سے پھیر۔"

البتہ جس چیز میں مضرت یقینی ہے' اس کی طلب کرنا یا جس کا نفع نقصان معلوم نہیں بغیر شرط خیر و صلاح کے مانگنا تفویض کے منافی و بے جا ہے۔

امام غزالی کے شیخ فرماتے ہیں' استثناء اور شرط خیر و صلاح قطعیات میں بھی لوٹی' کہ کبھی خیر و صلاح مفضول میں ہوتی ہے۔ مثلاً ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور وقت تنگ ہو گیا ہے اور ایک اندھا کنوئیں میں گرا پڑتا ہے۔ بچانا اس کا اس کے حق میں بہتر ہے۔ اگرچہ نماز فی نفسہ افضل ہے اور اکثر ہوتا ہے کہ افضل کی طلب میں آدمی ہلاک ہو جاتا ہے اور مفضول بے ضرر ہاتھ آتا ہے۔ جیسے ماء الشعیر (۳۶۷) بعض مریضوں کے حق میں مفید اور شربت اگرچہ افضل ہے' مضر۔ پس ایسا مفضول افضل سے اصلح و بہتر ہے۔ تو بندے کو لائق کہ اپنے مالک سے عرض کرے۔ الٰہی! میری صلاح و بہبود افضل میں رکھ اور اس کی توفیق دے۔ قطعاً جزماً بلا شرطِ صلاح' افضل کی درخواست نہ کرے' کہ کبھی مضر ہوتی ہے۔

---

(۳۶۷) یعنی جو کا وہ پانی جو ابھی شراب نہ بنایا گیا ہو۔

قال الرضاء: اس کلام سے مقصود سلبِ عموم ہے۔ یعنی سب قطعیات (۳۶۸) ایسے نہیں کہ ضمِ استثناء و شرطِ خیر سے بے نیاز ہوں۔ نہ عمومِ سلب کہ سب قطعیات میں اس کی حاجت ہو۔ محبتِ خدا و رسول جل جلالہ و ﷺ و بہشت و دیدارِ الٰہی و شفاعتِ رسالت پناہی ﷺ و توفیقِ طاعت کی طلب اور کفر و بدعت و دوزخ و غضبِ الٰہی و ناراضیِ حضور رحمتِ عالم ﷺ سے تعوذ (۳۶۹) اصلاً محتاج شرط و استثناء نہیں کہ ان امور میں کسی صورت دوسرا پہلو متصور نہیں اور جہاں دوسرا پہلو پیدا ہوگا' وہاں بھی شرط و استثناء نظر بحسبِ ذات افضل ہوں گے کہ افضل فی نفسہ کبھی بوجہ عارض مفضول ہوسکتا ہے۔ جیسے آفاقیوں کے لئے نماز و طواف۔ (۳۷۰) ورنہ مفضول' من حیث ھو مفضول (۳۷۱) ہرگز اصلح نہیں ہوسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ﴿

---

(۳۶۸) قطعیات سے مراد یہاں وہ امور ہیں جن کا نفع یا نقصان یقینی ہے اور ان میں دوسرا پہلو نہ پایا جائے۔ مثلاً محبتِ خدا و رسول عزوجل و ﷺ کی طلب اور غضبِ الٰہی و ناراضیِ رسالت پناہی ﷺ سے پناہ۔

یعنی بعض امورِ یقینیہ ایسے ہیں کہ جن سے متعلق دعا کرتے وقت استثناء و خیر کی شرط لگانے کی حاجت نہیں کہ "الٰہی! اگر یہ کام میرے دین و دنیا و انجام میں بہتر ہے تو مجھے اس کی توفیق دے' ورنہ مجھ کو اس سے باز رکھ اور میرا دل اس سے پھیر۔"

بعض امورِ یقینیہ ایسے ہیں کہ جن سے متعلق دعا کرتے وقت خیر و استثناء کی شرط لگانا ہی بہتر ہے جیسا کہ ماء الشعیر والی مثال گزری۔

(۳۶۹) پناہ مانگنا۔

(۳۷۰) تفصیلی معلومات کیلئے **بہارِ شریعت**' حصہ ۶ اور رفیق الحرمین کا مطالعہ کیجئے۔

(۳۷۱) یعنی جس چیز پر کسی دوسری چیز کو فضیلت حاصل ہو وہ پہلی چیز اپنی ذات کے اعتبار سے اس دوسری چیز سے زیادہ مفید و بھلی نہیں ہوسکتی۔

سوال سوم ۳: جو مقدر ہے' ہوگا۔ پھر دعا سے کیا فائدہ؟

جواب: دعا سے بلا رد ہوتی ہے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں۔ "قضاء دعا کے سوا کسی چیز سے رد نہیں ہوتی اور سوا نیکی کے کوئی چیز عمر کو زیادہ نہیں کرتی۔"

دوسری حدیث میں ہے۔ "دعا اس چیز سے کہ نازل ہوئی اور اس سے کہ ہنوز نازل نہ ہوئی' (۲۷۲) فائدہ بخشتی ہے اور بیشک بُلا نازل ہوتی ہے اور دعا اس کو مل جاتی ہے۔ تو دونوں آپس میں مدافعت کرتی رہتی ہیں۔"

یعنی بلا اترنا چاہتی ہے اور دعا اس کو روکتی ہے۔ یہاں تک کہ قیامت تک نہیں اترنے دیتی۔

مگر یہ رد بھی قضاء کے موافق ہے جس طرح وجود ہر شئے کا کسی سبب سے مربوط ہے۔ (۲۷۳) اسی طرح ہر چیز کے روکنے اور دفع کرنے کے لئے بھی ایک سبب مقرر ہے۔ سپر حربہ روکنے کا ایک سبب ہے اور دعا سببِ دفع بلا۔ سپر لینا قضاء کے خلاف نہیں' دعا کیونکر منافی ہوسکتی ہے۔

تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ قضاء دو قسم ہے۔ مبرم کہ جف القلم بما هو کائن۔ (۲۷۴) اس کا بیان ہے اور معلّق کہ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖ (۲۷۵) اس کا نشان ہے۔ مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ بعض اسباب سے

---

(۲۷۲) جو ابھی تک نازل نہ ہوئی۔

(۲۷۳) یعنی ہر شئی کا وجود کسی سبب کے رابطے سے ہوتا ہے۔

(۲۷۴) یعنی جو ہونا تھا اسے لکھ کر قلم خشک ہوگیا۔ مراد یہ کہ اللہ عزوجل کے لکھے میں تبدیلی ممکن نہیں' جو لکھ دیا گیا وہ ہو کر رہے گا۔

(۲۷۵) اور جس بڑی عمر والے کو عمر دی جائے یا جس کسی کی عمر کم رکھی جائے۔ سورۃ فاطر: آیت ۱۱ ترجمہ (کنزالایمان)۔

عمر میں کمی زیادتی ہوتی ہے اور وہ بھی لوح محفوظ میں لکھی ہے۔ پس قضاء میں تغیر' قضاء کے مطابق روا ہے۔ مثلاً مقدر ہے کہ زید کی عمر ساٹھ برس کی ہوگی اور جو حج کرے گا' اسی ۸۰ برس زندہ رہے گا۔

تنبیہ : قال الرضاء: یہ قضاء میں تغیر نہیں مقضی بہ (۳۷۶) کا تغیر ہے' اور مقضی کی بھی ذات بدلی نہ اس کے مقضی ہونے کی حیثیت۔ اسے اس اعتبار سے جو نظر عامۂ عباد میں ظاہر ہوتا ہے' احادیث و کلمات علمائے کرام میں رد و تغیر قضاء فرمایا ہے۔ اس کا بیان عنقریب آتا ہے۔ پہلے یہ جانیے کہ یہاں بعض اشخاص کو قول حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ میں کہ "سب اولیاء قضائے معلق کو روکتے ہیں اور میں قضائے مُبرم کو رد فرماتا ہوں" او کما قال رضی اللہ عنہ "شبہ گزرتا ہے کہ قضائے مُبرم کیونکر قابل رد ہو سکتی ہے؟

اقول..... شاید ان صاحبوں کو حدیث ابی الشیخ فی کتاب الثواب عن انس رضی اللہ عنہ نہ پہنچی' کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں۔ اکثر من الدعاء فان الدعاء یرد القضاء المبرم۔

"دعا بکثرت مانگ کہ دعا قضائے مُبرم کو رد کر دیتی ہے۔"

حدیث ابن عساکر عن نمیر بن اوس مرسلا و حدیث الدیلمی عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ موصولا۔ کہ حضور پُر نور ﷺ فرماتے ہیں۔ الدعاء جند من اجناد اللہ مجند یرد القضاء بعد ان یبرم۔

---

(۳۷۶) مقضی بہ سے مراد یہاں وہ شئ ہے جو تقدیر میں لکھی گئی ہو جیسا کہ ابھی مثال گزری کہ "مقدر ہے کہ زید کی عمر ساٹھ ۶۰ برس کی ہوگی اور اگر حج کرے گا تو اسی ۸۰ برس زندہ رہے گا۔" تو اس مثال میں زید کی عمر مقضی بہ ہے جو کہ ساٹھ ۶۰ سے بدل کر اسی ۸۰ تک بڑھا دی جائے گی۔

(۳۷۷) یعنی ہر طرح کے جنگی سامان سے لیس ہے۔

"دعا اللہ تعالیٰ کے لشکروں سے ایک لام باندھا لشکر ہے (۳۷۷) کہ قضاء کو رد کر دیتا ہے بعد مُبرَم ہونے کے۔"

تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ قضائے معلق دو قسم ہے۔ ایک معلق محض' جس کی تعلیق کا ذکر لوحِ محو و اثبات یا صُحُفِ ملائکہ میں بھی ہے۔ عام اولیاء جن کے علوم اس سے متجاوز نہیں ہوتے۔ ایسی قضاء کے دفع پر دعا کی ہمت فرماتے ہیں کہ انہیں بوجہ ذکرِ تعلیق اس کا قابلِ دفع ہونا معلوم ہوتا ہے۔

دوسری معلق شبیہ بالمبرم کہ علم الٰہی میں تو معلق ہے۔ مگر لوحِ محو و اثبات و دفاترِ ملائکہ میں اس کی تعلیق مذکور نہیں۔ وہ ان ملائکہ اور عام اولیاء کے علم میں مُبرَم ہوتی ہے۔ مگر خواص عباد اللہ جنہیں امتیاز خاص ہے۔ بالہامِ ربانی بلکہ بروئیتِ مقامِ ارفع' حضرت مخدع (۳۷۸) اس کی تعلیقِ واقعی پر مطلع ہوتے ہیں' اور اس کے دفع میں دعا کا اذن پاتے ہیں اور یا عام مؤمنین جنہیں الواح و صحائف پر اطلاع نہیں' حسبِ عادت دعا کرتے ہیں اور وہ بوجہ اس تعلیق کے جو علمِ الٰہی میں تھی' مندفع ہو جاتی ہے۔ یہ وہ قضائے مُبرَم ہے جو صالح رد ہے (۳۷۹) اور اسی کی نسبت حضور

---

(۳۷۸) بہجۃ الاسرار شریف میں حضور سیدنا غوث اعظمؓ سے منقول کہ "میں لوگوں کے حالات سے علیحدہ ہوں۔ میں ان کی عقلوں سے علیحدہ ہوں۔ تمام مردانِ خداجب تقدیر تک پہنچتے ہیں تو رک جاتے ہیں۔ مگر میں وہاں تک پہنچتا ہوں اور میرے لئے ایک کھڑکی کھل جاتی ہے' اس میں داخل ہوتا ہوں اور تقدیراتِ حق سے حق کے ساتھ حق کیلئے منازعت کرتا ہوں"۔ اسی مقام کو مَخدَع کہتے ہیں۔

قصیدۂ غوثیہ میں کہ جو آپ پر پروردگار عالم عزوجل کی جانب سے الہام کیا گیا' فرماتے ہیں۔

اَنَا الحَسَنِیُّ وَالمَخدَعُ مَقَامِی ✧ وَاَقدَامِی عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

"میں حضرت امام حسنؓ کی اولاد سے ہوں اور میرا مرتبہ مَخدَع ہے اور میرے قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہیں"

(۳۷۹) یعنی یہ وہ قضائے مُبرَم ہے جو رد کی صلاحیت رکھتی ہے۔ یعنی اس میں تبدیلی ممکن ہے۔

غوثیت کا ارشاد امجد۔

ولهذا فرماتے ہیں۔ "تمام اولیاء مقام قدر پر پہنچ کر رک جاتے ہیں' سوا میرے کہ جب میں وہاں پہنچا' میرے لئے اس میں ایک روزن (۳۸۰) کھولا گیا۔ جس سے داخل ہو کر نزعت اقدار الحق بالحق للحق۔

"میں نے تقدیراتِ حق سے حق کے ساتھ حق کے لئے منازعت کی۔ مرد وہ ہے جو منازعت کرے' نہ وہ کہ تسلیم۔"

رواه الامام الاجل سیدی ابو الحسن علیّ نور الدین اللخمی قدس سره فی البهجة المبارکة بسندین صحیحین ثلاثیین عن الامام الحافظ عبدالغنی المقدسی والامام الحافظ ابن الاخضر رحمهما الله تعالیٰ سمعا سیدنا الغوث الاعظم ﷺ وارضاه وحشرنا فی زمرة من تبعه و والاه امین٥

نظیر اس کی احکامِ ظاہریہ شرعیہ ہیں۔ وہ بھی تین طرح آتے ہیں۔ ایک معلق ظاہر التعلیق کہ حکم کے ساتھ ہی بیان فرما دیا کہ ہمیشہ کو نہیں۔ ایک مدت خاص کے لئے ہے۔ کقوله تعالیٰ : حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا٥ (۳۸۱)

دوسرے وہ کہ علم الٰہی میں تو ان کے لئے ایک مدت ہے' مگر بیان نہ فرمائی گئی۔ جب وہ مدت ختم ہوتی اور دوسرا حکم آتا ہے' بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حکم اوّل بدل گیا' حالانکہ ہرگز نہ بدلا۔ لَاتَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰهِ٥ بلکہ اس کی مدت یہیں تک تھی۔ گو ہمیں خبر نہ تھی۔ ولہذا ہمارے علماء فرماتے ہیں۔ نسخ تبدیلِ حکم نہیں بلکہ بیانِ مدت کا نام ہے۔

---

(۳۸۰) روشندان۔

(۳۸۱) یہاں تک کہ انہیں موت اٹھالے یا اللہ ان کی کچھ راہ نکالے۔ سورۃ النسآء' آیت ۱۵' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۳۸۲) اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ سورۃ یونس' آیت ۶۴' ترجمہ (کنزالایمان)۔

تیسرے وہ کہ علمِ الٰہی میں ہمیشہ کے لیے ہیں۔ جیسے نماز کی فرضیت' زنا کی حرمت' یہ اصلاً صالحِ نسخ نہیں' (۳۸۳) یہ قضائیں بھی بصورت امر ہوتی ہیں۔ مثلاً فلاں وقت فلاں کی روح قبض کرو' فلاں روز فلاں کو یہ دو' یہ چھین لو۔ نہ بصیغۂ خبر' کہ خبرِ الٰہی میں تخلّف محال بالذات ہے۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (۳۸۴) واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال چہارم ۴: دعا مقامِ رضا و تسلیم کے خلاف ہے۔ جب بندہ اپنے مقدر پر راضی ہو گیا' تو دعا سے کیا کام رہا؟

جواب: دعا خلافِ رضا نہیں ہو سکتی ہے کہ حصولِ مدعا یا نجات از بلا دعا پر مقدر ہو۔

قال الرضاء: یہ سوال' سوال دوم کا غیر ہے۔ وہاں بربنائے تفویض سوال تھا۔ یہاں بربنائے رضا و تسلیم اور تفویض و رضا میں فرق بیّن ہے۔ رضا کا مرتبہ تفویض کے درجہ سے اعلیٰ ہے۔

تفویض یہ کہ اپنے کام دوسرے کے سپرد کیجیے۔ اب چاہے وہ سیاہ و سپید کچھ کرے' اصلاً دخل نہ دیجیے۔ عام ازیں کہ اپنے دل کو بھائے یا ناپسند آئے۔ جیسے مدعی و مدعا علیہ کسی کو اپنے معاملے کا حکم (۳۸۵) بنا دیتے ہیں۔ جی تو ہر ایک کا یہی [illegible] ہے کہ میرے موافق کرے۔ پھر اس کے سپرد کر دیتے ہیں کہ جو تیری سمجھ میں

---

(۳۸۳) یعنی نماز کی فرضیت اور زنا کی حرمت وغیرہا' یہ ایسے احکام ہیں کہ کسی طرح منسوخ نہیں ہو سکتے۔

(۳۸۴) اور پوری ہے تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں۔ اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہی ہے سنتا جانتا۔ سورۃ الانعام' آیت ۱۱۵' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۳۸۵) قاضی' جج' فیصلہ کرنے والا۔

آپ کو سپرد کردے' اور **رِضا و تسلیم** یہ کہ اپنا ارادہ اس کے ارادے میں فنا ہو جائے۔ جو کچھ وہ چاہے' اپنا دل بھی اسی کو پسند کرے اور اس کے خلاف کی خواہش نہ رکھے ولہٰذا قرآن عظیم میں فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ (۳۸۶) پر اکتفانہ فرمایا۔ "یعنی قسم تیرے رب کی' وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک تجھے حکم نہ بنائیں اس جھگڑے میں جو ان کے آپس میں ہو" کہ فقط اس قدر تو ہر حکم و حکم کے ساتھ ہوتا ہے۔ نبی علیہ السلام کے حضور اس کے ساتھ یہ بھی ضرور کہ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (۳۸۷) "یعنی پھر نہ پائیں اپنے دلوں میں اصلاً تنگی تیرے حکم سے اور تسلیم کرلیں مان کر۔"

اب تسلیم و تفویض کا فرق اور دونوں سوالوں میں مغایرت کھل گئی اور جواب کہ حضرت مصنف علام قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ اکثر حبس مدعا یا انزالِ بلاء اس لئے ہوتا ہے کہ بندے ہمارے حضور الحاح و زاری کریں اور عاجزانہ بیکسانہ گڑگڑاتے منہ اور تھرتھراتے ہاتھ ہماری بارگاہ میں لائیں۔ وہ خود فرماتا ہے۔

فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا ۔ (۳۸۸)

"تو کیوں نہ ہوا کہ جب ان پر ہماری طرف سے سختی آئی تھی گڑگڑائے ہوتے"

اور وارد کہ فرماتا ہے۔ مَنْ لَّا يَدْعُوْنِيْٓ اَغْضَبْ عَلَيْهِ "جو مجھ سے دعا نہ کرے گا' میں اس پر غضب فرماؤں گا" اور گزرا کہ کبھی عطائے مراد میں دیر اس لئے کرتے ہیں کہ ہمارے حضور زیادہ گڑگڑائے' تو ثابت ہوا کہ الحاح و زاری میں مصروف ہونا عین رضائے مولیٰ ہے نہ کہ اس کے خلاف۔

---

(۳۸۶) سورۃ النساء' آیت ۶۵۔

(۳۸۷) سورۃ النساء' آیت ۶۵۔

(۳۸۸) سورۃ الانعام' آیت ۴۳۔

بلبلے برگ گلے خوش رنگ در منقار داشت
واندراں برگ و نوا خوش نالہائے زار داشت
گفتمش در عین وصل ایں نالہ وفریاد چیست
گفت مارا جلوۂ معشوق دریں کار داشت

﴿فافهم واللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ اعلم﴾

سوال پنجم ۵: صوفیائے کرام فرماتے ہیں۔ جب تک بندہ اپنی خواہش سے دست بردار نہیں ہوتا گردِ اس دولت کی اس کے دامن کو نہیں چھوتی۔ اگر ایک ذرہ مراد و آرزو کا باقی رہے' اس دشت خونخوار میں قدم نہ رکھ سکے۔

جواب: حکم تصوف کا مانندِ حکمِ فقہ کے عام نہیں۔ بلکہ باختلافِ احوال و مواجید واذواق مختلف ہوتا ہے۔ اسی لئے حکم فقہ کا صوفی پر جاری ہے اور انکار صوفی کا فقہ پر صحیح نہیں۔ صوفی کو رجوع بفقہ ضرور ہے اور فقیہ کو رجوع بتصوف فرض نہیں۔(۱۶☆) امام مالک فرماتے ہیں۔ جو فقہ حاصل کرے اور تصوف سے واقف نہ ہو' متکلف ہے' اور جو تصوف حاصل کرے' اور علم فقہ سے غافل ہو' زندیق ہے(۳۸۹) اور جو دونوں جمع کرے' محقق ہے۔

تصوف ہر چند برتر و افضل ہے' مگر فقہ اسلم واشمل ہے۔(۳۹۰) اسی واسطے کہتے ہیں۔ باطن ظاہر پر مقدم نہ کیا جائے۔ نہ تحصیل میں نہ احکام کی تعمیل میں کہ تحصیلِ فقہ بعد از تعمّق فی التصوف مشکل ہے۔(۳۹۱) بخلاف العکس۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ

(۱۶☆) یعنی احکام میں۔ ۱۲ منہ قدس سرہ

(۳۸۹) بے دین ہے۔

(۳۹۰) یعنی علوم کی تمام راہوں میں سب سے زیادہ سلامت اور اکثر علوم کو اپنے احاطے میں لئے ہوئے ہے۔

فقیہا صوفیا ولاتکن صوفیا فقیہا۔ (۳۹۲) پس یہ حکم صاحبِ مقامِ فنا کے لئے مخصوص ہے۔ جسے یہ مقام حاصل' اس کے حق میں ترکِ دعا افضل۔

قال الرضاء: بلکہ اس سے صدورِ دعا مشکل﴾

اس تقریر پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیشوائے مریدان و سردارانِ مراداں ہیں۔ کوئی ولی و نبی ان سے آگے قدم نہیں بڑھا سکتا۔

قال الرضاء: یعنی ان کی باندھی ہوئی حدوں سے تجاوز نہیں کر سکتا' کہ سب ان کے زیرِ حکم اور ان کے اتباع پر مامور ہیں﴾

خدائے تعالیٰ ان کو حکم دیتا ہے۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِo (۳۹۳) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِo (۳۹۴) قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًاo (۳۹۵) قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَo (۳۹۶)

پھر کسی کا کیا رتبہ ہے کہ اپنی خواست و مراد سے انقطاعِ کلی کرے اور دعا اور

---

(۳۹۱) یعنی زاہد لوگ تصوف کی گہرائی میں اترنے کے بعد تحصیلِ فقہ میں مشغول رہے۔

(۳۹۲) فقیہ صوفی بن، صوفی فقیہ مت بن۔ یعنی پہلے علمِ فقہ کی تحصیل کر پھر تصوف میں قدم رکھ۔

(۳۹۳) تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے۔ سورۃ الفلق" آیت ۱ ترجمہ (کنز الایمان)۔

(۳۹۴) تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب۔ سورۃ الناس" آیت ۱ ترجمہ (کنز الایمان)۔

(۳۹۵) اور عرض کرو کہ اے میرے رب! مجھے علم زیادہ دے۔ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۱۴ ترجمہ (کنز الایمان)۔

(۳۹۶) اور تم عرض کرو اے میرے رب! بخش دے اور رحم فرما اور تو سب سے برتر رحم کرنے والا۔ سورۃ المؤمنون' آیت ۱۱۸ ترجمہ (کنز الایمان)۔

سوال کو چھوڑ دے۔ علماء فرماتے ہیں جو شخص نبی ﷺ سے بڑھ کر کوئی بات نکالے اس کے منہ پر ماری جائے۔

قال الرضاء: بڑھنا یہ ہے کہ بے اذنِ حضور اقدام کرے اور یہ نہ ہو گا مگر مخالفت میں ورنہ ارشاد اقدس حضور پُر نور ﷺ۔ من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ کان لہ اجرھا واجر من عمل بھا الی یوم القیامۃ لاینقص من اجورھم شیئا۔

"جو اسلام میں اچھی راہ پیدا کرے اس کا اور قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب اسے ملتا ہے اور ان عاملوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہو۔" خود حضور پُر نور ﷺ کا اذنِ عام ہے۔ سیدی علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرّہ القدسی' حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ میں فرماتے ہیں۔

ان النبی ﷺ قال من سن سنۃ حسنۃ فسمی المبتدع للحسن مستنا فادخلہ النبی ﷺ فی السنۃ وضابطۃ السنۃ ماقررہ وفعلہ النبی ﷺ ودوام علیہ ومن جملۃ قولہ ﷺ لانہ تقریر و اذن فی ابتداع السنۃ الحسنۃ الی یوم الدین وانہ ماذون لہ بالشرع فیھا وماجور علیہ مع العاملین لھا بدوامھا۔

"یعنی نبی ﷺ نے من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فرما کر بدعتِ حسنہ کو سنت میں داخل فرمالیا اور اس کے ایجاد کرنے والے کو سنی قرار دیا کہ سنت کا ضابطہ یہ ہے کہ جس بات کو نبی ﷺ نے مقرر رکھا یا جو کام حضور نے بمداومت و اظہار کے ساتھ کیا اور حضور کا وہ ارشاد بھی حضور کا فعل ہے کہ اس میں قیامت تک بدعتِ حسنہ نکالنے کا اذن اور اسے برقرار رکھنا اور بتا دینا ہے کہ اسے شرعاً اس کی اجازت ہے اور قیامت تک جو اس پر عمل کریں ان سب کے ساتھ اجر و ثواب ہے"۔

ایک شخص نے کسی فقیر سے بشر حافی کا حال بیان کیا کہ انہوں نے جوتا پہننا چھوڑ دیا تھا کہ زمین فرشِ خدا ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰھَا فَنِعْمَ

الْمَاهِدُوْنَ٥ (۳۹۷) "زمین کو ہم نے فرش کیا تو کیا اچھا بچھانے والے ہیں ہم۔" جب کہ ہم امیروں اور بادشاہوں کے فرش پر جوتا پہن کر نہیں جاسکتے۔ خدائے تعالیٰ کے فرش پر جوتا پہن کر کس طرح پھریں۔ فقیر نے کہا۔

"اے عزیز! جو شخص نبی ﷺ سے بڑھ کر کوئی امر اختیار کرے اپنے کام میں خجالت اٹھائے۔ بشر حافی نے اگر یہ سمجھ کر جوتا پہننا چھوڑا' پاخانے پیشاب کے لئے کس جگہ کو مقرر کیا۔ آیت کے یہ معنی نہیں' بلکہ یہ مراد ہے کہ جس بادشاہ کے فرش پر جوتا پہن کر پھریں یا پاخانہ پیشاب کریں' خراب و ناپاک ہو جائے۔ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ٥ زمین کو ہم نے فرش کیا پس کیا اچھے ہیں ہم بچھانے والے کہ ہمارے فرش پر تمام جہان چلتا پھرتا پاخانہ پیشاب کرتا ہے' مگر خراب نہیں ہوتا۔ جس وقت نجاست خشک ہو کر زائل ہوتی ہے' بے دھوئے اس پر نماز جائز ہوتی ہے۔

قال الرضاء: اس حکایت کے ایراد سے (۳۹۸) مقصودِ حضرت مصنف قدس سرہ صرف اس قدر کہ جو دقیقہ سنت نے نامعتبر رکھا' دوسرا اس کا اعتبار نہیں کر سکتا۔ ولہذا حضرت سیدنا امام زین العابدین ؓ کو جب یہ خیال آیا کہ پاخانے جانے میں نجاست کی مکھیاں کپڑوں پر بیٹھتی ہیں۔ نماز کے لئے لباس جداگانہ چاہئے۔ فوراً اس سے رجوع فرمائی کہ صحابہ کرام' ائمہ دین تھے۔ جب انہوں نے یہ امر روا رکھا' دوسرا کون اسے معیوب کہہ سکتا ہے؟

رہا اُن ولی اللہ کا اعتراض وہ اس وجہ پر متوجہ ہے۔ جو بیان کرنے والے نے ذکر کی۔ نہ معاذ اللہ حضرت حافی قدس سرہ الصافی کی برہنہ پائی پر۔ ان کی برہنہ پائی کی وجہ وہ

---

(۳۹۷) اور زمین کو ہم نے فرش کیا' تو ہم کیا ہی اچھے بچھانے والے ہیں۔ سورۃ الذاریات' آیت ۴۸' ترجمہ (کنز الایمان)۔

(۳۹۸) یعنی اس حکایت کو یہاں ذکر کرنے سے مقصود ....

تھی جو خود انہوں نے بیان فرمائی۔ اور امام یافعیؒ نے روض الریاحین میں ذکر کی کہ وہ امیر کبیر تھے' رئیسانہ عیش و عشرت میں بسر کرتے۔ ایک دن اپنی مجلس عیش میں تھے' کہ دروازے پر کسی فقیر نے آواز دی۔ کنیز گئی فقیر نے پوچھا۔ تیرا آقا کیا کرتا ہے؟ اس نے بیان کیا۔ کہا تیرا آقا بندہ ہے یا آزاد؟ کہا آزاد۔ کہا سچ کہتی ہے۔ بندہ ہوتا تو بندگی میں ہوتا۔ یہ آواز حضرت بشرؒ کے گوش مبارک میں پڑی۔ فوراً حال متغیر ہوا۔ بیتابانہ ننگے پاؤں دوڑے۔ فقیر کو نہ پایا۔ دنیا چھوڑی' محبت مولیٰ کے رنگ میں رنگے گئے۔ مگر اس دن سے جوتا نہ پہنا۔ اگر کوئی پوچھتا' فرماتے۔ میرے مولیٰ نے مجھ سے اسی حالت پر صلح کی۔ یعنی جس وقت جذب الٰہی نے مجھے اپنی طرف کھینچا۔ میں اس وقت ننگے پاؤں ہی تھا۔ لہذا اسی حال پر رہنا چاہتا ہوں۔ اب ان کی قدر برہنہ پائی دیکھیے جب تک زندہ رہے تمام جانوروں نے راستوں میں لید' گوبر' پیشاب کرنا چھوڑ دیا کہ حافیؒ کے پاؤں خراب نہ ہوں۔ ایک دن کسی نے بازار میں لید پڑی دیکھی کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ (۲۹۹) پوچھا گیا' کیا ہے؟ کہا حافیؒ نے انتقال کیا۔ تحقیق کے بعد یہی امر نکلا۔ رضی اللہ تعالٰی عن اولیائہ ونفعنا ببرکاتھم فی الدنیا والدین امین (۳۰۰)

جواب: اس شبہ کا تین وجہ سے ہے۔

پہلی وجہ: پیغمبر خدا ﷺ خلق کی ہدایت و رہنمائی کے لئے تشریف لائے۔ بعض اوقات حضور اولیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار فرماتے۔ تاکہ لوگ اس کے جواز سے واقف ہوں۔ یہ مفضول ان کے لئے ہزار افضل اور یہ ادنیٰ لاکھ اعلیٰ سے اولیٰ تھا۔

---

(۲۹۹) ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔ سورۃ البقرہ' آیت ۱۵۶' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۳۰۰) اللہ عزوجل اپنے اولیاء سے راضی ہو اور ہمیں ان مقدس حضرات کی برکتوں سے دین و دنیا میں نفع پہنچائے۔ آمین

حضور کا یہ فعل بھی اسی قسم سے ہے۔ تاکہ لوگ سمجھیں کہ دعا و سوال ہمارے لئے ہے۔ ترک خواست خواص کے لئے خاص ہے۔

قال الرضاء: حضور اقدس ﷺ شارع ہیں۔ حضور کا فعل عام امت کی اقتدا کے لئے ہے۔ حضور اگر اپنے مقام عالی سے عامۂ خلق کے لئے تنزل نہ فرمائیں' اتباعِ سنت تمام جہان کو محال ہو جائے۔ ولہذا تمام رات شب بیداری اور رمضان مبارک کے سوا پورے مہینے کے روزے کبھی حضور رحمت عالم ﷺ سے منقول نہیں۔ شب کو قیام بھی فرماتے اور آرام بھی۔ نفلی روزے بھی رکھتے اور افطار بھی۔ ایک بار استنجاء فرمایا۔ فاروق اعظم پانی حاضر لائے۔ ارشاد ہوا۔ یہ کیا ہے؟ عرض کی۔ حضور کے وضو کو پانی۔ فرمایا مجھے حکم نہ دیا گیا کہ ہر پیشاب کے بعد وضو فرماؤں۔ ولو فعلت لکانت سنة۔ "اور میں ایسا کرتا تو سنت ہو جاتا۔"

اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہر وقت باوضو رہنا افضل نہیں۔ یا اکابر بندگانِ خدا کا تمام رات عبادت میں گزارنا' ایام محرمہ (۲۰۱) کے سوا نفلی روزے رکھنا خلاف سنت ہے۔ یہ مقاصدِ شارع سے محض ناواقفی وجہالت ہے۔

دوسری وجہ: انسان ہر وقت ایک مقام پر نہیں رہتا' ورنہ کارخانۂ ہدایت و نصیحت میں فتور واقع ہو۔ ایک روز حضرت حنظلہ' صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہنے لگے۔ حنظلہ منافق ہوگیا۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے حال پوچھا۔ کہا جب تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہتا ہوں۔ اپنے دل میں ذوق و شوق پاتا ہوں۔ جب مجلس اقدس سے جدا ہوا اور اہل و عیال سے ملا' وہ ذوق و شوق نہیں رہتا۔ فرمایا اپنا بھی یہی حال ہے۔ چلو حضور سے یہ حال عرض کریں۔ عرض کی۔ فرمایا۔ "آدمی ایک حال پر نہیں رہتا۔ اگر تم ایک حال پر رہو تو کپڑے پھاڑ کر نکل جاؤ اور عورتوں اور بچوں سے

---

(۲۰۱) وہ ایام کہ جن میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ وہ سال کے پانچ دن ہیں۔ چار دن عید الاضحیٰ کے اور ایک دن عید الفطر کا۔

کنارہ کرو اور فرشتے تم سے مصافحہ کریں"۔

منقول ہے، کسی نے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا۔ آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بوئے پیراہن مصر سے سونگھی اور کنعان کے کنوئیں میں ان کی خبر نہ لی۔ فرمایا ہمارا حال یکساں نہیں رہتا۔

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

پس سید عالم ﷺ کا بعض احوال میں دعا فرمانا، بعض دیگر احوال میں اولویت ترک کے منافی نہیں۔ (۳۰۲) اسی واسطے کہتے ہیں، بعض وقت دعا اور بعض وقت اس کا ترک اولیٰ ہے اور صفت اس کی باشارۂ قلب اسی وقت معلوم ہوتی ہے۔

قال الرضاء: مگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے توارد احوال حالات اہلِ تلوین (۳۰۳) سے پاک و منزہ ہیں۔ وہ سرداران اصحاب تمکین ہیں اور احوالِ متعاقبہ ادھر کی تجلیاتِ گوناگون کے آئینہ ہیں۔ وہاں جو کچھ ہے افضل و اکمل و احسن و اجمل احوال ہے۔ خصوصاً سید الانبیاء علیہ و علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء۔

قال تعالیٰ: وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ○ (۳۰۴) "جو آن آتی ہے، تیرے لئے گزشتہ آن سے افضل و اعلیٰ ہے"۔ فاحفظ واستقم (۳۰۵)

---

(۳۰۲) یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام علیہم الرضوان کے حق میں افضل و اولیٰ تو ترکِ دعا ہے۔ اس کے باوجود اللہ عزوجل کے پیارے محبوب ﷺ کا بعض احوال میں دعا فرمانا، اس افضل و اولیٰ کے منافی نہیں۔ اس لئے کہ ان کا ہر فعل امت کی تعلیم کیلئے ہے۔

(۳۰۳) اہلِ تلوین ایسے لوگوں کو کہا جاتا ہے جو تذبذب اور غیر مستقل مزاجی کا شکار ہوتے ہیں چنانچہ فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے حالات ایسی طبیعت سے پاک و منزہ ہیں۔

(۳۰۴) سورۃ الضحیٰ، آیت ۴۔

(۳۰۵) اسے یاد کر لیجئے اور اسی پر استقامت کے ساتھ جمے رہیے۔

تیسری وجہ: کہ اصح و افضل وجوہ ہے' (۲۰۶) یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مقامِ بقا' کہ اس مقامِ فنا سے ہزاروں درجے ارفع و اعلیٰ ہے' حاصل تھا۔ اس مقام میں دعا و سوال و توجہ خلق و تمیز بین الصلاح والفساد (۲۰۷) جائز بلکہ لازم ہے اور شفاعت و عذر خواہی اپنے متعلقوں اور متوسلوں کی طرف سے واجب۔

قال الرضاء: قال اللہ تعالیٰ: وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ۔ (۲۰۸)

حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اسی طرف اشارہ فرمایا فالرجل ھو النازع للقدر لا الموافق لہ کما تقدم۔ (۲۰۹)

آخر اپنے رب عزوجل کو نہ سنا' کہ اپنے خلیل جلیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نسبت کیا فرماتا ہے۔

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ (۲۱۰)

---

(۲۰۶) یعنی مذکورہ اعتراض کا جواب مصنف علام قدس سرہ نے تین طرح سے دیا ان میں سب سے افضل و صحیح تر جواب یہ ہے۔

(۲۰۷) یعنی بھلائی اور برائی کے مابین فرق کرنا۔

(۲۰۸) اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔ سورۃ محمد' آیت ۱۹' ترجمہ (کنز الایمان)۔

(۲۰۹) مرد وہ ہے جو تقدیرات حق میں حق ہی کی اجازت سے اس کے حضور منازعت کرے نہ کہ تسلیم۔

(۲۱۰) پھر جب ابراہیم کا خوف زائل ہوا اور اسے خوشخبری ملی' ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ بے شک ابراہیم تحمل والا' بہت آہیں کرنے والا' رجوع لانے والا ہے۔ سورۃ ھود' آیت ۷۴' ۷۵' ترجمہ (کنز الایمان)۔

یعنی کلام و سوال کرنے لگا اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مجادلہ یہ تھا کہ آپ نے فرشتوں سے فرمایا کہ (بقیہ اگلے صفحے پر.....)

جواب ثانی: اس بیان سے عدمِ جوازِ دعا و سوال نہیں سمجھا جاتا۔ اس لئے کہ دعا بھی مرادِ محبوب ہے سائلین پر تقاضا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ مولیٰ چاہتا ہے ہمارا بندہ ہمارے حضور التجاء لائے اور عجز و بیچارگی اپنی ظاہر کرے۔

حدیث میں ہے، خدائے تعالیٰ پچھلی رات کو آسمانِ دنیا پر تجلی خاص کرتا اور صبح تک ارشاد فرماتا ہے۔ "کون ہے جو مجھ کو پکارے' میں اسے جواب دوں۔ کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے' میں قبول کروں۔"

حدیث قدسی میں ہے۔ "اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو' مگر جسے میں کھلاؤں۔ مجھ سے کھانا مانگو' میں کھانا دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو' مگر جسے میں پہناؤں۔ مجھ سے کپڑا مانگو' میں کپڑا دوں گا۔"

سرورِ عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ "جس کو دعا کی توفیق دی جائے دروازے بہشت کے اس کے لئے کھولے جائیں۔"

دوسری حدیث شریف میں ہے "جو مسلمان کسی دعا میں خدائے تعالیٰ کی طرف اچھی طرح متوجہ ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ اس کی دعا اسے عطا کرتا ہے' یا دنیا میں دیتا ہے یا آخرت کے لئے ذخیرہ فرماتا ہے۔ والحمدللہ رب العلمین٥

(بقیہ حاشیہ ۳۱۰) ..... قوم لوط کی بستیوں میں اگر پچاس ایماندار ہوں تو بھی انہیں ہلاک کرو گے؟ فرشتوں نے کہا نہیں۔ فرمایا' اگر چالیس ہوں؟ انہوں نے کہا جب بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا' اگر تیس ہوں؟ انہوں نے کہا جب بھی نہیں۔ آپ اس طرح فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا' اگر ایک مرد مسلمان موجود ہو' تب بھی ہلاک کرو گے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا' اس میں لوط علیہ السلام ہیں۔ اس پر فرشتوں نے کہا' ہمیں معلوم ہے جو وہاں ہیں' ہم حضرت لوط علیہ السلام کو اور ان کے گھر والوں کو بچائیں گے' سوائے ان کی عورت کے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ آپ عذاب میں تاخیر چاہتے تھے تاکہ اس بستی والوں کو کفر و معاصی سے باز آنے کیلئے ایک فرصت اور مل جائے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی صفت میں ارشاد ہوتا ہے کہ بے شک ابراہیم تحمل والا' بہت آہیں کرنے والا' رجوع لانے والا ہے۔

(خزائن العرفان حاشیہ کنزالایمان)۔

تذییل

غیر خدا سے سوال قبیح لذاتہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ "سوال فواحش سے ہے اور فواحش حرام۔" پیغمبر خدا ﷺ نے ابو بکر اور ثوبان اور ابو ذرؓ سے اس بات پر بیعت لی کہ سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی سے سوال نہ کریں۔ یہاں تک کہ اگر کوڑا گر جاتا' گھوڑے سے اتر کر اٹھالیتے۔ مگر کسی سے نہ کہتے کہ ہمیں کوڑا اٹھادے۔

اللہ پاک اصحابِ صفہ کی تعریف کرتا ہے۔ لَایَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا (۳۱۱)

علماء فرماتے ہیں "ترکِ سوال ہر حال میں اولیٰ ہے کہ خدائے تعالیٰ ہر شخص کے رزق کا کفیل ہے۔"

حدیث شریف میں ہے۔ "بھوکا اور حاجت مند اگر اپنی حاجت لوگوں سے چھپائے۔ خدائے تعالیٰ رزق حلال سال بھر تک اسے عنایت کرے۔"

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا۔ (۳۱۲) نَحْنُ نَرْزُقُھُمْ وَاِیَّاکُمْ۔ (۳۱۳)

بشر حافی کہتے ہیں۔ "جو کسی کو برا نہ کہے اور کسی کے دروازے پر نہ جائے اور کسی سے سوال نہ کرے' دنیا و آخرت میں باآبرو رہے"۔

بعض (وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ) (۳۱۴) کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ اپنے رب ہی سے مانگ۔ دوسرے سے سوال نہ کر۔ اور (اِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَۃَ وَالْاُوْلٰی ○) (۳۱۵) کے تحت میں

---

(۳۱۱) لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے۔ سورۃ البقرۃ' آیت ۲۷۳' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۳۱۲) اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ سورۃ ہود' آیت ۶' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۳۱۳) ہم انہیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی ۔سورۃ بنی اسرائیل' آیت ۳۱' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۳۱۴) اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو۔ سورۃ الانشراح' آیت ۸' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۳۱۵) بے شک آخرت اور دنیا دونوں کے ہمیں مالک ہیں۔ سورۃ اللیل' آیت ۱۳' ترجمہ (کنزالایمان)۔

تحریر کرتے ہیں۔ فمن طلبه من غیرنا فقد اخطاء. "تو جو اسے ہمارے غیر سے طلب کرے وہ خطا پر ہو۔"

موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے "جانور کے واسطے گھاس اور ہانڈی کے لئے نمک بھی مجھی سے مانگ۔"

علماء فرماتے ہیں۔ "خدائے تعالیٰ سے سوال کرنا عزت اور غیروں سے مانگنا موجب ذلت ہے۔"

بیت

راز گویم خلق و خوار شوم
باتو گویم بزرگ وار شوم (۳۱۶)

جو شخص آدمی سے سوال کرتا ہے، تین خرابیوں میں پڑتا ہے۔

پہلی خرابی: خلق کی نگاہ میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔ ہر ایک کے سامنے عاجزی کرنی پڑتی ہے۔ بندے کو لائق نہیں کہ اپنے نفس کو بلا ضرورت خوار کردے اور سوائے خدائے تعالیٰ کے اور کے سامنے تذلّل کرے۔(۳۱۷)

دوسری خرابی: محتاجی ظاہر کرنا مولیٰ کی شکایت ہے۔ جو غلام براہ احسان فراموشی و نمک حرامی اپنے مولیٰ کے انعام و عطا پر قناعت نہ کرے اور دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ گویا زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ میرا مولیٰ مجھے ننگا بھوکا رکھتا ہے اور بقدر رفع احتیاج نہیں دیتا۔

---

(۳۱۶) ع تو سب کو راز کہہ کر ہی ذلیل و خوار ہوتا ہے
خدا واحد کہ سب کے راز کو وہ راز رکھے ہے
(عطاری)

(۳۱۷) یعنی بندے کو لائق نہیں کہ سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی اور کے سامنے ذلت و خواری اٹھائے۔

نقل ہے' ایک عابد کسی پہاڑ پر رہتا۔ وہاں انار کا درخت تھا۔ ہر روز تین انار اس میں آتے۔ انہیں کھاتا اور عبادت کرتا۔ حق عزوجل کو امتحان منظور ہوا۔ ایک روز انار نہ لگے۔ صبر کیا۔ دو روز اور یہی ماجرا گزرا۔ تیسرے دن گھبرا کر پہاڑ سے نیچے اترا۔ اس کے نیچے ایک نصرانی رہا کرتا تھا۔ اس سے سوال کیا۔ نصرانی نے چار روٹیاں دیں۔ اس کا کتا بھونکنے لگا۔ عابد نے ایک روٹی ڈال دی۔ کتے نے کھا کر پھر پیچھا کیا۔ دوسری روٹی ڈال دی' کتے نے وہ بھی کھائی مگر پیچھا نہ چھوڑا۔ جب چاروں کھالیں اور بھونکنے سے باز نہ آیا۔ عابد نے کہا۔ اے حریص ناحق کوش! (۳۱۸) تجھے شرم نہیں آتی کہ میں تیرے گھر سے بھیک مانگ کر لایا اور تو نے مجھ سے سب چھین لیں۔ اب بھی پیچھا نہیں چھوڑتا۔ کتے نے کہا۔ "میں تجھ سے زیادہ بے شرم نہیں کہ جس مالک نے برسوں بے محنت و مشقت ایسا نفیس رزق تجھے کھلایا' تین روز نہ دینے پر اتنا گھبرا گیا کہ اس کے دشمن کے گھر بھیک مانگنے آیا۔"

تیسری خرابی: جس سے سوال کرتا ہے' اسے ناحق رنج دیتا ہے کہ اگر وہ سوال رد کردے تو لوگوں سے شرمندگی و ندامت ہو اور جو خلق سے شرما کر دے تو دل پر گراں گزرے اور آخرت میں مفید نہ ہو۔ بلکہ بسبب ریاکاری کے مضر ہو۔ ایسے شخص سے سوال کرنا گویا مصادرہ اور ڈانڈ طلب کرنا ہے۔ (۳۱۹) صوفیائے کرام کہتے ہیں۔ "جس کو جانے کہ یہ لوگوں کی شرم سے دیتا ہے۔ اس سے لینا ممنوع ہے" اور جو سوال سے خوش ہوتا اور بطیب خاطر دیتا ہے' (۳۲۰) بعض اوقات سوال اس پر بھی ناگوار گزرتا ہے۔ خصوصاً اس شخص کا جو بہت سوال کیا کرتا ہے۔ پس بندے کو لائق ہے کہ خدا ہی سے سوال کرے کہ وہ مانگنے سے ناخوش نہیں ہوتا۔ نہ بار بار عرض کرنے سے

---

(۳۱۸) یعنی ناحق بات میں کوشش کرنے والا۔

(۳۱۹) یعنی تاوان طلب کرنا ہے۔

(۳۲۰) یعنی خوش دلی کے ساتھ دیتا ہے۔

ناراض، بلکہ اور زیادہ راضی ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔ "جس کے پاس بقدر کفایت ہو اور وہ سوال کرے، قیامت کے دن اس کے منہ کا گوشت گل کر گر پڑے گا کہ ہڈی کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا۔"

دوسری حدیث شریف میں آیا ہے کہ وہ جو کچھ لیتا ہے، دوزخ کی آگ ہے۔ اب چاہے بہت لے یا تھوڑی۔ کسی نے عرض کی۔ یارسول اللہ! کس قدر رکھتا ہو تو سوال نہ کرے۔ فرمایا صبح و شام کا کھانا اور ایک روایت میں پچاس درم کہ ایک آدمی کو سال بھر کفایت کرتے ہیں اور وجہ تطبیق یہ ہے کہ موسم صدقات جہاں سال بھر میں ایک بار آتا ہے۔ اگر ان دنوں بقدر سدِ رمق (۳۲۱) ایک سال کا قوت (۳۲۲) نہیں رکھتا یا سال بھر کے لائق کپڑا موجود نہیں اور اس عرصے میں نہ ملنے کی امید، نہ کسب پر قدرت۔ تو اس کو سوال درست ہے اور جو ہر روز سوال کرتا ہے، اسے دوسرے دن کے لئے بھی سوال کرنا جائز نہیں۔ اصل یہ ہے کہ سوال بقدر حاجت درست ہے اور حاجت باختلافِ اشخاص و اوقات و احوال و امصار مختلف۔

پس غیر خدا سے سوال فی نفسہٖ قبیح ہے اور اس کی اجازت بوجہ ضرورت۔ اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ (۳۲۳) جو شخص بقدرِ سدِ رمق کے قوت یا بقدر ستر

(۱۷☆) اگر قدرتِ کسب رکھتا ہو تو کسب کرے اور سوال سے باز رہے۔ مگر طالب علم۔ اگر کسب معاش، طلب علم میں خلل ڈالے۔ بخلاف عابد کہ وہ کسب کرے، اگرچہ عبادت میں حرج ہو۔

قال الرضا: وجہ فرق ظاہر ہے کہ کسبِ حلال خود افضلِ عبادات سے ہے۔ تو اس میں دونوں مقصود حاصل۔ بخلاف علم کہ اس سے جو مطلوب ہے، کسب سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ مع ھذا طلب علم فرض عین ہے یا فرضِ کفایہ اور عباداتِ نافلہ کیلئے تفرُّغ (فراغت) اصلاً فرض نہیں ﴾

اسی طرح اس دینی کتب کو جس کی حاجت رکھتا ہے فروخت کرنا ضرور نہیں۔ ہاں جس کتاب کی حاجت نہ ہو اور جانماز اور اسی قسم کا اسباب کہ حاجت سے زیادہ ہو، بیچ ڈالے اور سوال نہ کرے۔

۱۲ منہ قدس سرہٗ

(۳۲۱) یعنی اتنا کھانا جس سے زندگی قائم ہے۔

(۳۲۲) خوراک۔

(۳۲۳) یعنی ضرورتیں ممنوعہ اشیاء کو مباح یعنی جائز کر دیتی ہیں۔

عورت کے لباس یا سونے بیٹھنے کے لائق گھر نہیں رکھتا اور کسب (۱۷☆) سے بھی نہیں حاصل کر سکتا اسے کئی شرط سے سوال کرنا درست ہے۔

پہلی شرط: خدائے تعالیٰ کی شکایت نہ کرے اور ناشکری کا کلمہ زبان پر نہ لائے۔

دوسری شرط: حتی الوسع اپنے عزیز اور دوست اور سخی عالی ہمت سے مانگے کہ اس پر سوال گراں نہ گزرے گا اور وہ اسے بنظرِ حقارت نہ دیکھے گا۔

تیسری شرط: پارسائی کو حیلۂ دنیا طلبی و سوال کا نہ کرے' کہ دین کو دنیا سے بیچنا کمال نادانی ہے۔

چوتھی شرط: جماعت میں ایک شخص کو معین کر کے سوال نہ کرے' کہ اگر نہ دے' شرمندہ ہو اور جو دے اس کے جی پر گراں گزرے۔ مگر صاحب زکوٰۃ سے مستحق کے واسطے اور جو خود مستحق ہو' تو اپنے لئے سوال بتعیین مضائقہ نہیں رکھتا۔ اگرچہ اس کو ناگوار ہو اور اسی طرح تعیین سوال کہ مجھے ایک روپیہ یا دو روپے دے' نہ چاہئے۔

پانچویں شرط: قدر حاجت سے زیادہ نہ مانگے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اصل حاجتیں تین ہیں۔ روٹی' کپڑا' گھر' اور حدیث شریف میں ہے کہ "آدمی کو تین چیزوں کے سوا دنیا میں کچھ حق نہیں۔ چند لقمے کہ اس کی پیٹھ کو سیدھا کریں اور ایک ٹکڑا کپڑا کہ ستر چھپائے اور چھوٹا گھر' جس میں جھک کر داخل ہو سکے۔" اسی طرح جو چیزیں گھر کیلئے لَابُدّ ہیں۔ (۲۲۴) وہ بھی حاجت میں داخل ہیں۔

قال الرضاء: یہ حاجاتِ ضروریہ عامہ ہیں۔ جن کی طرف سب کو احتیاج ہے' اور اہل و عیال والے کو ان کے نفقہ کی بھی حاجت ہے۔ اگر بی بی یا غیر مالدار بچوں یا حاجت مند ماں باپ اور ان کے مثل ان کے لئے جن کا نفقہ شرعاً اس پر واجب ہے۔ قدرِ کفایت نہ پاس ہے' نہ وقتِ حاجت تک کسب سے حاصل کر سکتا ہے۔ تو ان کے لئے بھی سوال جائز' بلکہ واجب ہے۔

فان مالا یحصل الواجب الابه یکون واجباً کمثله فی رد المحتار عن

۲۲۴۔ یعنی ضروری ہیں۔

الذخيرة ان قدر على الكسب تفرض النفقة عليه فيكتسب وينفق عليهم وان عجز لكونه زمنا او مقعداً يتكفف الناس وينفق عليهم كذا فی نفقات الخصاف ـ (۳۲۵)

غرض اصل کلی وہی ہے کہ جو حاجت و ضرورت واقعی شرعی ہو اور طریقہ تحصیل، سوا سوال کے دوسرا نہ ہو۔ اس کے لئے بقدر حاجت، تاوقتِ حاجت سوال جائز ہے، ورنہ حرام۔

آج کل اکثر لوگ بیٹی کے بیاہ کے لئے بھیک مانگتے ہیں اور اس سے مقصود رسوم مرّوجہ ہند کا پورا کرنا ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ رسمیں اصلاً حاجت شرعیہ نہیں۔ تو ان کے لئے سوال حلال نہیں ہو سکتا۔ ہاں مسلمانوں کو خود مناسب ہے کہ حاجت مند بیٹی والے کی اعانت کریں۔ حدیث میں اس کی مدد کرنے، اسے قرض دینے کی طرف ارشاد ہوا ہے۔

بعضے بھیک مانگتے ہیں کہ حج کو جائیں گے، یہ بھی حرام اور انہیں دینا بھی حرام۔ ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ ـ (۳۲۶) فقیر کو حج نفل ہے اور سوال حرام۔ نفل کے لئے حرام اختیار کرنا کس نے مانا؟

چھٹی شرط: اسے تنعّم و تجملِ نفس و عیال (۳۲۷) میں صرف نہ کرے۔ بلکہ وسیلہ

---

(۳۲۵) جو شخص واجب کے حصول پر سوال کئے بغیر قدرت نہیں رکھتا اس پر سوال کرنا واجب ہے۔ جیسا کہ اسی کی مثل رد المحتار میں الذخیرہ سے منقول کہ اس پر نفقہ واجب ہے اور اگر کسب پر قدرت رکھتا ہے تو کسب کرے اور ان پر خرچ کرے جن کا نفقہ اس پر واجب ہے اور اگر لنجا یا اپاہج ہونے کے سبب کسب پر قدرت نہیں رکھتا تو لوگوں سے مانگے اور ان پر خرچ کرے جن کا نفقہ اس پر واجب ہے اور اسی طرح الخصاف کے باب النفقہ میں بھی مذکور ہے۔

(۳۲۶) جس شی کو لینا حرام، اس کا دینا بھی حرام۔

(۳۲۷) یعنی جو مال مانگ کر حاصل ہوا اسے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے عیش و عشرت اور بناؤ سنگھار میں خرچ نہ کرے۔

عبادت و مباح میں خرچ کرے۔

قال الرضاء: مال' غادی و رائح ہے، (۳۲۸) صبح آتا اور شام جاتا۔ شام جاتا اور صبح آتا ہے۔ نانِ شبینہ کے محتاج آنکھوں دیکھتے دیکھتے صاحبانِ تخت و تاج ہو گئے۔ اب اگر کسی نے ضرورت کے لیے سوال سے مال حاصل کیا۔ ابھی خرچ نہ ہوا تھا کہ مال حلال کسی دوسری وجہ سے مل گیا تو اسے اگرچہ اس مال سوال کا واپس دینا شرعاً ضرور نہیں' کہ اس وقت محتاج ہی تھا۔ مگر اولیٰ یہی ہے کہ واپس کر دے۔ تاکہ ذلت سوال کی تلافی اور شکر و اظہارِ نعمت الٰہی ہو۔ پھر بھی اگر صرف کرے تو اسی حاجت و ضرورت ہی کے امور میں کہ جس کے لیے مانگا تھا' اس کے خلاف نہ ہو۔ **هذا ما ظهر فی شرح هذا الکلام الشریف فافهم واللہ تعالیٰ اعلم**

ساتویں شرط: منعم حقیقی (۳۲۹) کا شکر بجا لائے اور جس نے دیا اس کا بھی شکر ادا کرے کہ واسطہ وصولِ نعمت ہے اور اس کے حق میں دعا کرے۔ حدیث شریف میں ہے۔ "جو بھلائی کرے اس کو بدلا دو' نہ ہو سکے تو اس کیلئے دعا کرو۔"

مگر صدقہ دینے والے کو چاہیے کہ اگر فقیر اس کے سامنے اسے دعا دے۔ تو وہی دعا فقیر کو دیدے۔ تاکہ دعا کا عوض دعا ہو جاوے اور صدقہ بے عوض رہے۔ اس کے عوض ثواب آخرت ملے۔

آٹھویں شرط: کسی سے بار بار سوال نہ کرے کہ اس حرکت سے وہ تنگ ہوگا۔ وہ اس کو حریص سمجھے گا۔

نویں شرط: اگر دینے والا تنگ ہو کر یا لوگوں سے شرما کر یا مال مشتبہ یا حرام اس کو دے' قبول نہ کرے کہ اگر خدا کے واسطے ایسے مال سے اجتناب کرے گا' خدا اپنے

---

(۳۲۸) یعنی مال' بادل و ہوا کی مانند آنی جانی شئی ہے۔

(۳۲۹) یعنی پروردگارِ عالم عزوجل کہ حقیقۃً وہی اپنے بندوں پر نعمتوں کی بارش فرمانے والا ہے۔

فضل و کرم سے اسے بہتر عنایت فرمائے گا۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ (۳۳۰)

دسویں شرط: لوجہ اللہ سوال نہ کرے۔ یعنی یہ کلمہ' کہ خدا کے واسطے مجھے کچھ دو' نہ کہے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں۔ "جو شخص لوجہ اللہ سوال کرے' ملعون ہے۔"

ایک بزرگ کوفے کے بازار میں چڑیا ہاتھ پر بٹھائے کہتے تھے۔ اس چڑیا کے لئے مجھے کچھ دو۔ کسی نے کہا' یہ کیا کہتے ہو۔ فرمایا' دنیائے دُوں (۳۳۱) کے لئے خدا کا واسطہ نہیں لا سکتا۔ اس کا شفیع بھی حقیر چاہیے۔

سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ لایسئل لوجہ اللہ الا الجنۃ۔ "لِوَجْہِ اللہ کہہ کر جنت کے سوا کوئی چیز نہ مانگی جائے۔"

گیارہویں شرط: جس قدر دیا جائے بطیب خاطر قبول کرے۔ (۳۳۲) زیادہ پر اصرار سے نہایت باز رہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ "جو مال' دینے والے کی ناگواری کے ساتھ لیا جاتا ہے' اس میں برکت نہیں ہوتی۔"

یہ زیادہ کے لئے اس واسطے اصرار کرتا ہے' کہ زیادہ کام آئے گا اور وہاں اس سے برکت اٹھالی گئی کہ اس تھوڑے کی قدر بھی بکار آمد نہ ہوگا۔ اگر قناعت کرتا' اللہ جل جلالہ خیر و برکت عطا فرماتا ہے۔

بارہویں شرط: لازم ہے کہ عیب صدقے کا پوشیدہ رکھے۔

---

(۳۳۰) اور جو اللہ سے ڈرے' اللہ اس کیلئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا' جہاں اس کا گمان نہ ہو۔ سورۃ الطلاق' آیت ۲'۳' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۳۳۱) یعنی بے قیمت و حقیر دنیا کیلئے خدا کا واسطہ نہیں لا سکتا۔

(۳۳۲) یعنی خوش دلی کے ساتھ قبول کرے۔

قال الرضاء: جیسے دینے والے کو چاہئے کہ ناقص چیز صدقے میں نہ دے کہ اللہ عزوجل غنی ہے۔ صدقہ پہلے اس غنیِ مطلق جلّ و علا کے دستِ قدرت میں پہنچتا' اس کے بعد فقیر کے ہاتھ میں جاتا ہے۔ اب آدمی دیکھے کہ غنی کی سرکار میں کیا پیش کش کرتا ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۝ (۳۳۳)

"ہرگز نیکی نہ پاؤ گے جب تک اپنی پیاری چیزوں میں سے ہماری راہ میں خرچ نہ کرو۔" اور فرماتا ہے۔ لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ۔ (۳۳۴)

"تمہیں ایسی چیز دی جائے' تو نہ لوگے۔ مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ۔"

ایسے ہی صدقہ لینے والے پر لازم ہے کہ ناقص پر ناراض نہ ہو اور اس کی مذمت و شکایت نہ کرے کہ آخر اس کی طرف سے نعمت ہے اور نعمت کا معاوضہ شکر ہے نہ کہ شکایت۔ اس کا کوئی قرض نہ آتا تھا کہ شکایت کرتا ہے ﴾

تیرھویں شرط: جو شخص مالِ ظلم یا مالِ ربا (۳۳۵) دے' ہرگز نہ لے کہ خبیث سے سوا خبث کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

قال الرضاء: اگر معلوم ہو کہ جو کچھ یہ دیتا ہے' عین حرام ہے تو ہر طرح لینا حرام ہے۔ خواہ ہدیہ میں' خواہ صدقہ میں' خواہ اجرت میں' خواہ قرض میں' خواہ کسی طرح' ورنہ جائز۔

مالم نعرف شيئًا حرامًا بعينه به ناخذ قاله محرر المذهب محمد رحمه الله تعالىٰ وقد فصلنا المسئلة بوجوهها في مجموعتنا المباركة ان شاء الله تعالىٰ العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية (۳۳۶) ﴾

---

(۳۳۳) سورۃ آل عمران' آیت ۹۲۔

(۳۳۴) سورۃ البقرۃ، آیت ۲۶۷۔

(۳۳۵) یعنی سود کی کمائی سے حاصل شدہ مال۔

(۳۳۶) جب تک کسی معین شئ کا حرام ہونا ہمیں معلوم نہ ہو' اسے لے سکتے ہیں۔ یہ فقہ حنفی کو تحریری صورت میں پیش کرنے والے امام اعظم کے شاگرد امجد' امام محمد کا فرمان ہے اور اس مسئلے کو ہم نے بہت تفصیل کے ساتھ ہمارے بابرکت مجموعہ فتاویٰ اَلْعَطَايَا النَّبَوِيَّة فِي الْفَتَاوٰى الرَّضَوِيَّة میں ذکر کر دیا ہے۔

چودھویں شرط: صدقے کو تھوڑا اور حقیر نہ جانے۔ جیسے دینے والے کو چاہیے بہت دے اور تھوڑا سمجھے۔ والکثیر فی جنب اللّٰہ قلیل۔(۲۳۷) حدیث صحیحین سے ثابت کہ صدقہ کو حقیر نہ جانو اگرچہ بکری کا جلا ہوا کھر ہو۔

قال الرضاء: اس کے مخاطب صدقہ دینے والے بھی ہو سکتے ہیں۔ یعنی اگر ایسی ہی چیز کی استطاعت ہے۔ تو یہی دو اور اسے حقیر نہ جانو کہ آخر امتثالِ امر ہے (۲۳۸) اور محتاج کے کچھ تو کام آئے گی۔ وہاں انھیں دو باتوں پر نظر ہے۔ نہ کہ تمہارے قلیل و کثیر پر، کہ یوں تو تمام متاعِ دنیا شرق سے غرب تک کے سارے خزینے دفینے ہر قلیل سے قلیل تر، ہر ذلیل سے ذلیل تر ہیں اور جب اس وقت ناقص ہی چیز پر ہاتھ پہنچتا ہے۔ تو اب وہ آیۂ کریمہ وارد نہ ہو گی۔ جو ہم نے زیرِ شرط ۱۲ تلاوت کی کہ اس میں لَاتَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ (۲۳۹) فرمایا ہے۔ "بالقصد ناقص چیز نہ دو" کہ ناقص و کامل دونوں پر دسترس ہے اور قصداً ناقص دو۔ ورنہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰھَا سَیَجْعَلُ اللّٰہُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا (۲۴۰)

نیز حدیث میں اس طرف بھی اشارہ ممکن کہ صدقہ دینے میں تھوڑی چیز کو بھی حقیر نہ جانو۔ اگرچہ زیادہ کی استطاعت بھی ہو۔ ہاتھ پہنچتا ہے، مگر شیطان روکتا ہے، نفس آڑے آتا ہے۔ ایک شیطان کیا ستر شیطان صدقے سے باز رکھتے ہیں۔

حدیث شریف میں ارشاد ہوا "صدقہ ستر شیطانوں کے جبڑے چیر کر نکلتا ہے۔" تو ایسی حالت میں تھوڑا ہی دے اور اسے حقیر جان کر بالکل دست کش نہ ہو

---

(۲۳۷) کثیر بھی اللہ کے حضور قلیل ہے۔

(۲۳۸) یعنی شریعت کے حکم کی بجا آوری ہے۔

(۲۳۹) سورۃ البقرۃ، آیت ۲۶۷۔

(۲۴۰) اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا، مگر اسی قابل جتنا اسے دیا ہے۔ قریب ہے اللہ دشواری کے بعد آسانی فرمادے۔ سورۃ الطلاق، آیت ۷، ترجمہ (کنز الایمان)۔

کہ آخر محتاج کے بکار آمد ہوگا اور عقل کی جز دل پر جمنے میں کچھ تو کمی آئے گی۔ مالا یدرك كله لا يترك كله (۴۴۱) اور یہاں بھی وہ آیہ کریمہ وارد نہیں کہ اس میں لَاتَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ فرمایا نہ کہ لا تَیَمَّمُوا الْقَلِیْلَ (۴۴۲) خبیث و قلیل میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پاؤ بھر کھرے گیہوں قلیل ہیں خبیث نہیں اور دس من گھنے ہوئے کہ گل کر آٹا ہوگئے خبیث ہیں نہ کہ قلیل۔

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سخاوت اس درجہ تھی کہ ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کے تصرفات مجور کردیے تھے۔ (۴۴۳) ہزارہا روپے ایک جلسے میں محتاجوں کو تقسیم فرمادیتیں۔

ایک بار امیر معاویہ نے لاکھ روپے نذر بھیجے۔ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کنیز کو حکم دیا' ہزار فلاں کو دے آؤ' سو فلاں کو۔ یہاں تک کہ ایک پیسہ نہ رکھا اور خود حضرت ام المؤمنین کا روزہ تھا۔ کنیز نے عرض کی حضور کا روزہ ہے اور گھر میں افطار کو بھی کچھ نہیں۔ فرمایا پہلے سے کہتی تو کچھ رکھ لیا جاتا۔

ام المؤمنین نے ایک بار سائل کو ایک دانہ انگور کا دیا۔ دیکھنے والے نے تعجب کیا۔ فرمایا کم تری فیھا من مثاقیل ذرۃ۔ "اس میں کتنے ذرے نکل سکیں گے" اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ۔ (۴۴۴) "جو ایک ذرہ برابر بھلائی کرے گا اس کا اجر دیکھے گا۔"

---

(۴۴۱) جو کل کو پا نہیں سکتا وہ کل کو ترک بھی نہ کرے۔ (کہ بالکل نہ ہونے سے کچھ ہونا بہتر ہے۔)

(۴۴۲) خاص قلیل کا ارادہ نہ کرو۔

(۴۴۳) یعنی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے مالی تصرف کے اختیارات لے لیے تھے کہ حاکم اسلام کو اس بات کا اختیار ہے۔

(۴۴۴) سورۃ الزلزال' آیت ۷۔

هذا کلہ ما ظہرلی و ارجو ان یکون صوابا واللہ تعالی اعلم۔ (۴۴۵)

خیر یہ چودہ شرائط حضرت مصنف قدس سرہ نے ذکر فرمائے۔ چھ فقیر ذکر کرتا ہے کہ بیس کا عدد کامل ہو۔

پندرھویں شرط: مسجد میں سوال نہ کرے کہ حدیث شریف میں اس سے ممانعت آئی اور اسے دینا بھی نہ چاہئے کہ شنیع پر اعانت ہے۔ (۴۴۶) علماء فرماتے ہیں' مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے' تو ستر پیسے اور درکار ہیں' جو اس دینے کا کفارہ ہوں۔ کما فی الهندية والحديقة الندية وغيرهما اور اگر ایسی بدتمیزی سے سوال کرتا ہے کہ نمازیوں کے سامنے گزرتا ہے یا بیٹھے ہوؤں کو پھاند کر جاتا ہے تو اسے دینا بالاتفاق ممنوع۔

وهو المختار علی مافی الدر المختار من الحظر وقد جزم فی الصلوٰة باطلاق الحظر وعبر عن هذا بقیل۔

اقول..... وان فرق بمن تعود فیمنع عطاؤه مطلقاً او ورد غریباً کئیبا لایعرف الناس فیباح ان لم یتخط لم یعد و کان توفیقاً واللہ تعالیٰ اعلم۔

سولھویں شرط: سوال میں زیادہ تملّق و چاپلوسی نہ کرے (۴۴۷) کہ شان اسلام کے خلاف ہے۔ حدیث شریف میں آیا' "مسلمان خوشامدی نہیں ہوتا" اور جھوٹی جھوٹی تعریفیں اس سے بھی بدتر' کہ ایک تو تملّق' دوسرے کذب' تیسرے اس شخص کا نقصان کہ منہ پر تعریف کرنے کو حدیث میں گردن کا کاٹنا فرمایا اور ارشاد ہوا'

---

(۴۴۵) یہ سب وہ گوہر پارے ہیں کہ میرے رب عزوجل نے مجھ پر ظاہر فرمائے اور میں امید کرتا ہوں کہ یہی توجیہ جو میں نے اوپر حدیث سے متعلق بیان کی' درست ہے اور سب سے زیادہ جاننے والا تو اللہ ہی ہے۔

(۴۴۶) یعنی برائی پر مدد دینا ہے۔

(۴۴۷) یعنی خوشامد و چاپلوسی نہ کرے۔

"مداحوں کے منہ میں خاک جھونک دو" خصوصاً اگر ممدوح فاسق ہو' کہ حدیث میں فرمایا۔ "جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے' رب تبارک و تعالیٰ غضب فرماتا اور عرش الرحمٰن ہل جاتا ہے۔"

سترہویں شرط: مال حاصل کرنے کے لئے جس قدر صلاح اپنے میں ہے' اس سے زیادہ ظاہر نہ کرے۔ خواہ وہ اظہار زبان قال سے ہو یا زبان حال سے ہو' کہ ایک تو زور ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے۔ "جو لوگوں کو اس سے زیادہ خوف خدا دکھائے جتنا اس کے پاس ہے' منافق ہے۔"

دوسرے دھوکا دینا۔ حدیث شریف میں ہے۔ "ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمیں فریب دے۔"

تیسرے وہ مال کہ اس کے عوض لے گا' ناجائز ہوگا۔ کما فی الطریقة المحمدیة. کہ دینے والا اگر ایسا نہ جانتا نہ دیتا یا اتنا نہ دیتا۔

اٹھارہویں شرط: کسی سچے عمل دینی کے ذریعے سے بھی دنیا نہ مانگے کہ معاذ اللہ دین فروشی ہے۔ جیسے بعض فقراء کہ حج کر آتے ہیں' جگہ جگہ اپنا حج بیچتے پھرتے ہیں۔ پھر بھی بک نہیں چکتا۔ حدیث شریف میں آیا۔ "جو آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرے' اس کا چہرہ مسخ کر دیا جائے اور اس کا ذکر مٹا دیا جائے اور اس کا نام دوزخیوں میں لکھا جائے۔"

امام حجۃ الاسلام فرماتے ہیں۔ ایک غلام و آقا حج کر کے پلٹے۔ راہ میں نمک نہ رہا' نہ خرچ تھا کہ مول لیتے۔ ایک منزل پر آقا نے کہا' بقال (۲۲۸) سے تھوڑا نمک یہ کہہ کر لے آ کہ ہم حج سے آتے ہیں۔ وہ گیا اور کہا' میں حج سے آتا ہوں' قدرے نمک دے' لے آیا۔ دوسری منزل میں آقا نے پھر بھیجا۔ اس بار یوں کہا کہ میرا آقا حج سے آتا ہے' تھوڑا نمک دے' لے آیا۔ تیسری منزل میں آقا نے پھر بھیجنا چاہا۔ غلام نے

---

(۲۲۸) دال' نمک' آٹا وغیرہ بیچنے والا۔

کہ حقیقۃً آقا بننے کے قابل تھا' جواب دیا۔ پرسوں نمک کے چند دانوں پر اپنا حج بیچا'
کل آپ کا بیچا' آج کس کا بیچ کر لاؤں۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کے یہاں دعوت میں تشریف لے گئے۔ میزبان نے خادم سے کہا ان برتنوں میں کھانا لاؤ جو میں دوبارہ کے حج میں لایا ہوں۔ امام نے فرمایا' "مسکین تو نے ایک کلمہ میں اپنے دو حج ضائع کیے" جب مجرد اظہار پر یہ حال ہے' تو اسے ذریعۂ دنیا طلبی بنانا کس درجہ بدتر ہوگا۔ والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ۔

اسی میں داخل ہے وعظ کا پیشہ، کہ آج کل نہ کم علم بلکہ بہت نرے جاہلوں نے کچھ الٹی سیدھی اردو دیکھ بھال کر' حافظہ کی قوت' دماغ کی طاقت' زبان کی طلاقت' (۳۴۹) کو شکار مردم کا جال بنایا ہے۔ عقائد سے غافل' مسائل سے جاہل' اور وعظ گوئی کے لیے آندھی۔ ہر جامع' ہر مجمع' ہر مجلس' ہر میلے میں غلط حدیثیں' جھوٹی روایتیں' الٹے مسئلے بیان کرنے کو کھڑے ہو جائیں گے اور طرح طرح کے حیلوں سے جو مل سکا کمائیں گے۔ اول تو انہیں وعظ کہنا حرام قطعی۔

او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ من قال فی القران بغیر علم فلیتبوء مقعدہ فی النار۔ "جو بے علم قرآن کے معنی میں کچھ کہے۔ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے" رواہ الترمذی و صححہ عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما۔

دوسرے ان کا وعظ سننا حرام سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ۔ (۳۵۰) تو سارے جلسے کا وبال ایسے واعظ کی گردن پر ہے۔ من غیر ان ینقص من اوزارھم شیئا۔ (۳۵۱)

---

(۳۴۹) زبان کی تیزی۔

(۳۵۰) بڑے جھوٹ سننے والے۔ سورۃ المائدہ' آیت ۴۱' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۳۵۱) بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کچھ کمی ہو۔

تیسرے وعظ و پند کو جمع مال یا رجوعِ خلق کا ذریعہ بنانا گمراہی مردود و سنت نصاریٰ و یہود ہے۔

دُرمختار میں ہے۔ التذکیر علی المنابر للوعظ والاتعاظ سنة الانبیاء والمرسلین ولرئاسة ومال و قبول عامة من ضلالة الیهود والنصاریٰ۔ (۳۵۲)

خلاصہ و تاتارخانیہ و ھندیہ میں ہے۔ الواعظ اذا سئل الناس شیئاً فی مجلس لنفسه لایحل له ذلك لانه اکتساب الدنیا بالعلم O (۳۵۳)

امام فقیہ ابو اللیث نے اگر حالِ زمانہ دیکھ کر کہ سلطنتوں نے علماء کی کفالت چھوڑ دی۔ بیت المال میں ان کا حق' کہ ہمیشہ ان کے اور ان کے متعلقین کے تمام مصارف کی کفایت کی جائے' انہیں نہیں پہنچتا۔ وہ کسبِ معاش میں مصروف ہوں تو عوام کو ہدایت کا دروازہ مسدود ہوتا ہے' (۳۵۴) اذان و امامت و تعلیم باجرت پر فتوائے متاخرین کی طرح قولِ جمہور اور خود اپنے قولِ سابق سے رجوع فرماکر عالم کو اجازت دی کہ وعظ و پند کے لئے مفصلات میں جائے' اور نذور لے۔ تو وہ مجبوری کی اجازت بحالتِ حاجت' خاص عالمِ دین کے لئے ہے۔ جو اہلِ وعظ و تذکیر ہے' نہ جاہلوں یا ناقصوں کے واسطے کہ انہیں وعظ کہنا ہی کب جائز ہے۔ جو اس کی ضرورت کیلئے اس محظور (۳۵۵)

---

(۳۵۲) منبروں پر واعظ کرنا تاکہ توبہ کرانے والی اور اصلاحِ اخلاق پر رانگیختہ کرنے والی باتیں کی جائیں اور لوگ نصیحت قبول کریں' یہ انبیاء و مرسلین علیهم الصلوٰة والتسلیم کی سنت ہے اور لوگوں پر اپنی بڑائی جتلانے اور حصولِ مال و شہرت کا ذریعہ بنانے کیلئے ایسا کرنا یہود و نصاریٰ کی گمراہی ہے۔

(۳۵۳) وعظ و نصیحت کرنے والا جب لوگوں سے مجلس میں اپنے لئے کچھ مانگے یہ اس کیلئے حلال نہیں اس لئے کہ یہ علم بیچ کر دنیا خریدنا ہے۔

(۳۵۴) یعنی علماء اگر معاشی مصروفیات میں پڑ جائیں تو پھر عوام کی ہدایت اور وعظ و نصیحت کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

(۳۵۵) محظور اسے کہتے ہیں جسے شریعتِ مطہرہ نے ممنوع قرار دیا ہو۔

کی اجازت ہو۔ پھر اس کے لئے بھی صرف حالِ حاجت' بقدرِ حاجت اجازت ہوگی۔ لان ماکان بضرورۃ تقدر بقدرھا(۳۵۶) نہ کہ بلا حاجت یا خزانہ بھرنے کے لئے۔ پھر آگے مدار نیت پر ہے۔ اللہ عزوجل کہ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ(۳۵۷) ہے' اس کی حالت جانتا ہے' کہ اصل مقصود ہدایت ہے' نہ جمع مال۔ جب تو اس مجبوری کے فتوے سے نفع پاسکتا ہے۔ ورنہ دانائے سر واخفاء (۳۵۸) کے حضور جھوٹا حیلہ نہ چلے گا اور دنیا بخر اور دین فروش ہی نام پائے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ'۔

انیسویں شرط: کسی جھوٹے حیلے سے دھوکا نہ دے۔ مثلاً مسجد ہوائی ہے' مدرسے کو درکار ہے۔ وغیرہ وغیرہ' کہ اگر سرے سے بے اصل تھا۔ تو جھوٹ ہوا' اور اگر مسجد و مدرسہ واقعی تھے۔ ان کے نام سے لے کر خود کھایا تو خیانت ہوئی اور ہر حال میں فریب بھی ہوا اور جو ملا مال حرام ہوا اور ایک سخت ناپاک تر دھوکا وہ ہے کہ بعض احمق جاہل خدا نا ترس مال حرام حاصل کرنے کو" غلہ تا ارزاں شود اسمال سید میشوم" پر عمل کرتے ہیں۔ ایسے گناہ کبیرہ سے دور بھاگے۔

صحیح حدیث شریف میں حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ "جو نسب میں اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے کو نسبت کرے' اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور آدمیوں' سب کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل" اور بعض سفہائے بے عقل جن کا باپ شیخ یا اور قوم سے ہے' صرف ماں کے سیدانی ہونے پر سید بن بیٹھتے ہیں اور اس بنا پر اپنے آپ کو سید کہتے کہلاتے ہیں۔ یہ بھی محض جہالت و معصیت اور وہی دوسرے باپ کو اپنا باپ بنانا ہے۔ شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا

---

(۳۵۶) اس لئے کہ جو شئے کسی ضرورت کے تحت ثابت ہو وہ بقدر ضرورت ہی جائز رہتی ہے۔

(۳۵۷) وہ تو دلوں کی جانتا ہے۔ سورۃ الملک' آیت ۱۳' ترجمہ (کنزالایمان)۔

(۳۵۸) یعنی رب تبارک وتعالیٰ' کہ وہی ہر پوشیدہ و ظاہر کا جاننے والا ہے۔

جاتا ہے نہ ماں سے۔ قال اللہ تعالیٰ: وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ۔ (۳۵۹)

امام خیر الدین رملی نے فتاویٰ خیریہ پھر علامہ شامی نے رد المحتار اور دیگر علماء نے اپنے اسفار میں تصریح فرمائی کہ جس کی ماں سیدانی ہو' اگرچہ اس وجہ سے وہ ایک فضیلت رکھتا ہے۔ مگر زنہار سیّد نہ ہوجائے گا۔ (۳۶۰) علامہ سیّدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقۂ ندیہ میں ارشاد فرمایا کہ ایسا شخص اگر اپنے آپ کو سیّد کہے' تو اسی وعید میں داخل ہے کہ اس پر خدا و ملائکہ و ناس کی لعنت اور اس کی عبادتیں مردود اور اکارت۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

بیسویں شرط: اگر واقعی سیّد یا شیخ' علوی یا عباسی غرض ہاشمی ہے۔ تو مال زکوٰۃ لینے کے لئے اپنا ہاشمی ہونا نہ چھپائے کہ دینے والے نے انجانی میں دے دیا۔ تو اسے تو لینا حلال نہ ہوگا اور اگر چھپانے کے لئے اپنی دوسری قوم ظاہر کی' تو اسی وعید شدید کا مورد ہے۔ (۳۶۱) والعیاذ باللہ تعالیٰ ﷺ

سوال: سابق مذکور ہوا کہ ترکِ سوال بہر حال اَولیٰ ہے۔(۳۶۲) حالانکہ بعض اکابر دین و مشائخ طریقت نے سوال کیا ہے۔ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری اپنے مکتوبات

---

(۳۵۹) اور جس کا بچہ ہے۔ سورۃ البقرہ' آیت ۲۳۳ ترجمہ (کنزالایمان)۔

یعنی والد۔ اس انداز بیان سے معلوم ہوا کہ نسب باپ کی طرف سے چلتا ہے۔ (خزائن العرفان حاشیہ کنز الایمان)

(۳۶۰) یعنی ہرگز سیّد نہ ہوجائے گا۔

(۳۶۱) یعنی وہی حدیثِ سابق کہ فرمایا ﷺ: "جو نسب میں اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے کو نسبت کرے' اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل"۔

(۳۶۲) یعنی بہتر ہے کہ سوال نہ کرے۔

میں لکھتے ہیں۔ شیخ ابو سعید خراز فاقے کے وقت لوگوں سے سوال کرتے اور خواجہ ابو حفص حداد مغرب و عشاء کے بیچ میں بقدر ضرورت ایک دو دروازے سے مانگ لیتے۔

خواجہ سفیان ثوری بھی سفر میں سوال کرتے اور خواجہ ابراہیم ادہم جبکہ جامع بصرہ میں معتکف تھے، تین دن بعد افطار فرماتے، اس روز سوال کرتے۔

قال الرضاء: ان حضراتِ عالیہ قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُمْ کے یہ احوال علامہ مناوی نے بھی تیسیر شرح جامع صغیر میں زیر حدیث من سئل من غیر فقر فانما یسئل الجمر (۴۶۳) ذکر کیے، اور حضرت ابو سعید خراز کی نسبت کہا۔ ہنگامِ فاقہ ہاتھ پھیلا کر شَیْئًا لِلّٰہ فرماتے۔

جواب: مشائخ عظام و اولیائے کرام کبھی مفضول کو اختیار فرماتے ہیں۔ ان کے تمام اعمال و افعال و انواعِ احوال میں اغراضِ عالیہ ہیں۔ بزرگوں نے وقتِ لاحت شرعیہ سوال میں تین فائدے تجویز کیے ہیں۔ بنظر ان فوائد کے کبھی سوال کیا اور اپنے مریدوں کو اس کا اذن دیا ہے۔

پہلا فائدہ: ریاضتِ نفس۔ خواجہ شقیق بلخی کے ایک مرید خواجہ بایزید کے پاس آئے۔ آپ نے ان کے پیر کا حال دریافت فرمایا۔ عرض کی خلق سے فارغ اور خدا پر متوکل ہو کر بیٹھ گئے ہیں۔ فرمایا، میری طرف سے شقیق سے کہنا، دو روٹیوں کے واسطے خدا کو نہ آزماؤ۔ نامہ توکل کا طے کر کے بھوک کے وقت بھیک مانگ لیا کرو۔ کہیں اس فعل کی شامت سے وہ ملک زمین میں نہ دھنس جائے۔

قال الرضاء: اللہ عزوجل پر توکل فرضِ عین ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: وَ عَلَی اللّٰہِ

---

(۴۶۳) جس نے بغیر فقر کے مانگا تو اس نے انگارہ مانگا۔

(۴۶۴) سورۃ المائدہ آیت ۲۳۔

فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَO (۲۶۴) "اللہ ہی پر توکل کرو' اگر مسلمان ہو۔" اور فرماتا ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَO (۲۶۵) "اگر تم خدا پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو' اگر مسلمان ہو۔" خصوصاً تصوف کہ انقطاع عن الغیر (۲۶۶) بلکہ فناعن الغیر (۲۶۷) بلکہ نفی مطلقِ غیر ہے۔ اس میں نامہ توکل کیونکر طے کرنے کا حکم ہو سکتا ہے۔ ہاں! توکل قلب سے طرح اسباب ہے نہ کہ عمل میں ترکِ اسباب۔ (۲۶۸) خود حکم فرماتا ہے۔ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِO (۲۶۹) "زمین میں پھیل جاؤ اور اس کا فضل ڈھونڈو۔" ولہذا جب ایک صحابی نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! اپنا ناقہ چھوڑ دوں اور خدا پر توکل کروں۔ فرمایا۔ بلکہ قید وتوکل۔ "اس کا پاؤں باندھ دے اور توکّل کر" یعنی خدا پر بھروسہ کر۔

رواہ البیھقی فی الشعب بسند جید عن عمرو بن امیۃ الضمری والترمذی

---

(۲۶۵) سورۃ یونس' آیت ۸۴۔

(۲۶۶) یعنی غیر خدا سے لاتعلق ہو جانا۔

(۲۶۷) یعنی غیر خدا کی نفی کر دینا۔

(۲۶۸) یعنی توکّل کے معنی یہ نہیں کہ اسباب کو ترک کرکے بیٹھ رہے اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے کہ' اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قدرت رکھتا ہے چنانچہ وہ مجھے بغیر کوشش کے بھی روزی وغیرہ دیگا۔

بلاشبہ اللہ عزوجل قادر مطلق ہے اور ایسا کرنا اس کیلئے کچھ مشکل نہیں۔ مگر بندے کا مذکورہ سوچ کے پیش نظر کوشش نہ کرتے ہوئے بیٹھ جانا' اپنے رب کریم عزوجل کی مشیت کے خلاف ہے کہ عالم اسباب یعنی دنیا میں رہ کر ترکِ اسباب گویا حکمتِ الٰہیہ کو باطل کرنے کے مترادف ہے۔ ہاں! توکل کے معنی یہ ہیں کہ ان اسباب کو اصل نہ سمجھے اور نہ ہی ان پر بھروسہ کرے بلکہ اسی پر بھروسہ کرے کہ جو ان اسباب کا پیدا کرنے والا اور مسبب حقیقی ہے۔

(۲۶۹) سورۃ الجمعۃ' آیت ۱۰۔

بلفظ اعقلها وتوکل عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

بر توکل پائے اشتر را ببند

عالم اسباب میں رہ کر ترکِ اسباب گویا ابطالِ حکمتِ الٰہیہ ہے۔ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ (۴۷۰) "جیسے کوئی ہتھیلیاں پانی کی طرف پھیلائے ہوئے کہ وہ اس کے منہ میں پہنچ جائے اور وہ پہنچنے والا نہیں۔"

سیدنا بایزید بسطامی نے اسی کو منع فرمایا۔ رہا اوّل سوال۔

اقول......اللہ عزوجل کے جس طرح کچھ فرائض و محرمات ہیں۔ جیسے نماز و زنا ویسے ہی قلب پر بھی ہیں اور ان کی فرضیت و حرمت اسی طرح یقینی قطعی ضروریاتِ دین سے ہے جیسے صبر و شکر و تواضع و اخلاص کی فرضیت، جزع (۴۷۱) و کفران و تکبر و ریا کی حرمت۔

عوام اگر بہت متوجہ تقویٰ و طاعت ہوئے۔ انہیں فرائض و محرمات بدنیہ پر قناعت کرتے اور فرائض و محرمات قلبیہ سے اصلاً کام نہیں رکھتے۔ پڑھیں نماز اور کریں تکبر اور رب عزوجل فرمائے۔ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ۝ (۴۷۲) "کیا جہنم میں ٹھکانا نہیں متکبروں کا۔"

اربابِ قلب بشدت متوجہ قلب ہوتے ہیں۔ ظاہری باطنی دونوں فرائض بجا لاتے اور دونوں کے تمام محرمات سے احتراز فرماتے ہیں۔ پھر ظاہری صلاح سہل ہے (۴۷۳)

---

(۴۷۰) سورۃ الرعد، آیت ۱۴۔

(۴۷۱) بے صبری و واویلا پن۔

(۴۷۲) سورۃ الزمر، آیت ۶۰۔

(۴۷۳) یعنی اعمال ظاہری کو درست کرلینا ان میں اصلاح کرلینا آسان ہے۔

(۴۷۴) بدن کے اعضائے ظاہری۔

اور باطنی اس سے بہت مشکل کہ جوارح (۴۷۴) کو نیک کام میں لگانا‘ بد سے بچانا ایک ہمت کا کام ہے اور قلب سے رذائل دھو دینا‘ فضائل سے آراستہ کر لینا کارے دارد۔ یہ منہ کا نوالہ نہیں بلکہ بدن بھی تابع قلب ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وهي القلب۔ ”بیشک بدن میں ایک گوشت پارہ ہے۔ وہ سنور جائے تو سب بدن بن جائے اور جب وہ بگڑ جائے تو سب بدن خراب ہو جائے۔ سنتے ہو! وہ دل ہے۔“

خلق کی کثرتِ مخالطت (۴۷۵) اعمالِ ظاہر میں بھی بہت مخل ہوتی ہے۔ ہزاروں گناہ جسمانی تو وہ ہیں کہ تنہائی میں ہو ہی نہیں سکتے اور جو ہو سکتے ہیں وہ بھی بحال مخالطت زائد ہوتے ہیں اور صحبتِ عوام قلب کے لئے تو بہت ہی خطرناک ہے۔ مگر بضرورتِ شرعیہ جیسے مفتی شرع و قاضی حق و مدرسِ دین و واعظِ ہدیٰ اور غیر مالدار کے طرقِ کسب (۴۷۶) تجارت‘ زراعت‘ نوکری‘ مزدوری ہیں اور ان سب میں مخالطتِ ناس کی حاجت اور اصلاح نفس کے لئے عدمِ فراغت ہے اور تصحیح فرائض و اجتناب محرمات اہم ضروریات دینیہ سے ہے اور ضرورت دینی کے وقت سوال حلال۔ یہ معنی ہیں ان کے اذن اور حضرت مصنف علام قدس سرہ کے ارشاد ’ریاضتِ نفس کے‘ نہ وہ جو آج کل کے مڑچڑے جوگیوں نے اختیار کیا ہے کہ اچھے خاصے جوان تندرست اور بھیک مانگنے کا پیشہ اور اصلاح قلب درکار‘ اصلاح ظاہر سے برکنار اور منع کیجئے تو شرع مطہر سے معارضے کو تیار‘ کہ بھیک مانگنا بھی ریاض ہے۔ والکاسب حبیب اللہ (۴۷۷) یہ حرام قطعی ہے اور شرع کا مقابلہ اور سخت تر۔

---

(۴۷۵) یعنی لوگوں سے زیادہ میل جول‘ ملنا ملانا وغیرہ۔

(۴۷۶) یعنی غیر مالدار کا معاشی ضروریات کے لئے مختلف طریقے و ذرائع اپنانا۔

(۴۷۷) کسب حلال کیلئے کوشش کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہے۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ﴾

دوسرا فائدہ: اپنی قدر و قیمت پر متنبہ ہونا۔ جب شبلی مرید ہوئے۔ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "اے ابو بکر تو ملک شام کا امیر الامراء تھا۔ جب تک بازار میں بھیک نہ مانگے گا' دماغ تیرا نخوت سے خالی نہ ہو گا (۲۷۸) اور اپنی قدر و قیمت نہ جانے گا"۔ ابتداء ابتداء میں تو لوگوں نے رئیس جان کر بہت کچھ دیا۔ آخر رفتہ رفتہ ہر روز بازار ان کا سست ہوتا جاتا۔ ایک سال کے بعد یہ نوبت پہنچی کہ صبح سے شام تک پھرتے' کوئی کچھ نہ دیتا۔ پیر سے حال عرض کیا۔ فرمایا' قدر تیری یہ ہے کہ کوئی تجھے کوڑی کو نہیں پوچھتا۔

قال الرضاء: سوال بے ضرورتِ شرعیہ اپنے لئے حرام ہے اور مسکین و حاجت مند مسلمانوں کے لئے مانگنا حلال بلکہ سنت سے ثابت ہے اور جب مسئولین پر ظاہر نہ کیا جائے کہ سوال دوسروں کے لئے ہے تو ضرور وہ اپنے ہی لئے سوال جانیں گے اور جو حالت نفس پر وہاں طاری ہوتی' یہاں بھی ہو گی۔ خصوصاً بازار میں دکان دکان گدیہ گروں کی طرح مانگتے پھرنا' خصوصاً جب کہ روزانہ ایک مدت دراز تک ہو' کہ اب تو اگر یہ کہہ کر بھی ہوتا کہ اوروں کے لئے مانگتے ہیں جب بھی شدہ شدہ وہی نوبت پہنچتی کہ کوئی کچھ نہ دیتا۔ مگر اس کے عدمِ ذکر میں کسر نخوت بدرجہ اتم ہے۔ (۲۷۹) اس دوسرے طریقہ سوال میں جب کہ خود ضرورتِ شرعیہ نہ ہو۔ حضرات عالیہ یہی صورت ملحوظ رکھتے ہوں گے کہ سوال کیا اور خلق سے چھپ کر خفیہ تصدق فرمادیا۔ مساکین کی حاجت روائی ہوئی' مخلوق نے تصدق کی فضیلت پائی' خود علاوہ تصدق اس

---

(۲۷۸) یعنی تیرے دماغ سے گھمنڈ و غرور نہ جائے گا۔

(۲۷۹) یعنی لوگوں کو یہ نہ بتاتے ہوئے مانگنا کہ دوسرے مسکینوں کیلئے مانگتا ہوں بلکہ بظاہر اپنے لئے ہی مانگتا ہو' اس طرح مانگنے میں تکبر کی کاٹ زیادہ ہوتی ہے۔

تکبر شکنی کی دولت ملی۔ هذا ما عندی واللّٰہ تعالیٰ اعلم ﴾

تیسرا فائدہ: رعایت ادب کہ مال سب خدا کا ہے۔ خلق صرف وکیل و نگہبان ہے۔ خود بادشاہ سے حقیر چیز مانگنا اور گاہ بیگاہ اسی سے ہر قسم کا سوال کرنا زیب نہیں دیتا۔ یحییٰ رازی نے اپنی ماں سے کچھ مانگا۔ کہا خدا سے مانگ۔ فرمایا' اے مادرِ مہربان! مجھے شرم آتی ہے کہ ایسی چیز خدا تعالیٰ سے مانگوں' اور جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ بھی خدائے تعالیٰ کا جانتا ہوں۔ یعنی یہ سوال بھی در حقیقت خدا سے ہے۔ مگر ایسی حقیر چیز بلا واسطہ اس سے مانگنا نہیں چاہتا۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

قال الرضاء: اس کے متعلق بعض کلام مسئلہ ترک دعا میں مسطور(۲۸۰) اور اصل یہ ہے کہ جب حاجت متحقق اور طرق کسب کی وہ حالت کہ اوپر مذکور اور ترکِ مطلقِ سبب کی اجازت نہیں' تو رجوع الی السوال آپ ہی ضرور۔ مگر لازم ہے کہ خلق پر نظر ظاہر ہو اور حقیقتِ نظر مالک و معطیٔ حقیقی عزوجل پر مقصور۔ ایسی حالت میں محض ابطالِ اسباب چاہ کر یا اللہ! ٹکڑا دے' یا اللہ! پیسہ دے' کہتا رہنا آپ ہی ادب شرع سے دور۔ هذا ما ظهر لی فافهم واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

پھر یہ بھی وہاں سے جہاں مانگنا سوال ہو۔ محلِ انبساطِ تام میں کہ باہم اتحاد ہو۔(۲۸۱) ایک دوسرے کے مال میں ایسی مغایرت نہ ہو کہ مانگنے کو ذلت و ننگ و عار یا مانگنا سمجھیں۔ جیسے ماں' باپ' اولاد' زوج و زوجہ کہ اسی عدم مغایرت کے باعث انہیں دینے سے شرعاً زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی' کہ یہ دینا نہ ہوا بلکہ گویا اپنے صندوقچے کے

---

(۲۸۰) اس بعض کلام کو جاننے کیلئے فصلِ هفتم کے مسئلہ ۵ نیز فصلِ دهم کا مطالعہ فرمایئے۔

(۲۸۱) یعنی ایسا مقام کہ جہاں اپنی اشیاء کے استعمال یا ان میں تصرف کا خوش دلی سے دوسرے کو اختیار دیا جائے اور بالکل دل تنگی محسوس نہ کی جاتی ہو۔ مثلاً ایک گھر کے افراد کا آپس میں ایک دوسرے کی اشیاء کو استعمال میں لانا۔

ایک خانے سے نکال کر دوسرے میں رکھ دینا۔ تو وہاں متعارف انبساط کا عملدر آمد اصلاً سوالِ نہی عنہ (۲۸۲) میں داخل نہیں۔ بلکہ حدیث شریف میں وارد ہے اور فقہ بھی اس کے جواز پر شاہد ہے۔ فتاویٰ ھندیہ میں ملتقط سے ہے۔

عن الثوری رحمہ اللہ تعالی انہ سئل عن الاستمداد من خبز غیرہ قال ھو مال غیرہ فلیستاذنہ ولا احب لہ ان یفعل من غیر استئذان ولا اشارۃ ومھما امکن لایستأذن لانہ سوال الا ان یکون بینھما انبساط۔

مریدوں سے شیخ کی فرمائش اسی اصل کے نیچے آسکتی ہے۔ جبکہ انبساط محقق ہو اور حالت' عدم بار پر ناطق۔ ورنہ سوال سے بدتر ہے کہ سائل مجبور نہیں کرسکتا اور یہاں آدمی لحاظ کے باعث مجبور ہو جاتا ہے۔ حال ناگواری جو کچھ لیا' وہ سوال ہی نہیں' بلکہ ظلم و غصب و مصادرہ ہے۔ یہ دقیقہ واجب اللحاظ ہے کہ بہت متصوفہ زمانہ اس میں مبتلا ہیں۔ انہیں اس کا لحاظ فرض ہے اور مریدین کو لازم کہ اپنا مال و جان سب اپنے پیر کی ملک سمجھیں۔ پیر' کہ شرائط پیری کا جامع ہو' نائب رسول اللہ ﷺ ہے اور ائمہ دین فرماتے ہیں جو اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی ملک نہ جانے' حلاوتِ سنت اس کے مذاق جان تک نہ پہنچے۔ (۲۸۳)

قالہ الامام سھل التستری نقلہ الامام القسطلانی فی المواھب وغیرہ۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ ھَلْ اَنَا وَمَالِیْ اِلَّا لَکَ یَارَسُوْلَ اللہِ!

"میں اور میرا مال حضور کے سوا کس کے ہیں؟ یارسول اللہ!"

واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم

(۲۸۲) نہی عنہ اسے کہا جاتا ہے جس سے شریعتِ اسلام میں ممانعت وارد ہوئی ہو۔ تو مطلب یہ ہوا کہ ایسے مقام پر سوال کرنا شرعاً مذموم نہیں۔

(۲۸۳) یعنی وہ سنت کی لذت سے محروم رہے گا۔

خاتمہ

چند ترکیب نمازِ حاجت میں

ترکیب اوّل ۱: وضوے تازہ اچھی طرح کرے، دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ بعد سلام عرض کرے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فَیَقْضِیْ حَاجَتِیْ (۳۸۳) اور اپنی حاجت ذکر کرے۔ یہ دعا صحیح حدیث میں تعلیم فرمائی۔

قال الرضاء: ایک نابینا خدمت اقدس حضور سید عالم ﷺ میں حاضر ہو کر اپنی نابینائی کا شاکی ہوا۔ حضور نے یہ نماز و دعا ارشاد فرمائی۔ انہوں نے مسجد میں جا کر پڑھی۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ دونوں آنکھیں کھل گئیں، گویا کبھی اندھے نہ تھے۔ یہ حدیث ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و طبرانی و حاکم و بیہقی نے روایت کی۔ امام ترمذی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ حاکم نے کہا، بخاری و مسلم دونوں کی شرطوں پر صحیح ہے۔ امام ابو القاسم طبرانی، پھر امام بیہقی، پھر امام منذری وغیرہم ائمہ نے فرمایا، صحیح ہے۔

اقول...... حدیث میں یامحمد ہے۔ مگر اس کی جگہ یارسول اللہ کہنا چاہئے کہ صحیح مذہب میں حضور اقدس ﷺ کو نام لے کر ندا کرنا ناجائز ہے۔ علماء فرماتے ہیں، اگر روایت میں وارد ہو جب بھی تبدیل کرلیں۔ یہ مسئلہ ہمارے رسالہ "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" میں مفصل و مشرح مذکور ہے۔ ولہذا حضرت مصنف علام قدس سرّہ نے یارسول اللہ فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۳۸۳) الٰہی! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں، ہمارے نبی محمد ﷺ کے وسیلے سے جو مہربانی والے نبی ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت بر آئے۔

ثم اقول..... اس دعا کے اوّل و آخر حمد الٰہی و درود رسالت پناہی صَلَوَاتُ اللہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ اور آمین پر ختم اور شروع میں اللہ تعالیٰ کو اسمائے طیبہ سے ندا وغیر ذلک جو آدابِ دعا گزرے' ضرور بجالائے' اور یونہی تمام ترکیبات میں سمجھے۔ دلبِ عام ہے (۴۸۵) کہ جن امور کی تفصیل اور کسی امرِ عام میں مطلقاً ان کی حاجت دوسری جگہ سے معلوم ہو' خاص معیّن میں ان کے ذکر کی حاجت نہیں سمجھی جاتی۔

ترکیب دُوم ۲: نمیرتی و ابن بشکوال' وہیب بن ورد سے روایت کرتے ہیں۔ جو بعدہ بارہ رکعت' ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ و آیۃ الکرسی و سورئہ اخلاص پڑھے پھر سجدے میں یہ کلمات کہے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ لَبِسَ الْعِزَّ وَقَالَ بِہٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ تَعَطَّفَ بِالْمَجْدِ وَ تَکَرَّمَ بِہٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ بِعِلْمِہٖ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَایَنْبَغِیْ التَّسْبِیْحُ اِلَّا لَہٗ سُبْحَانَ ذِی الْمَنِّ وَالْفَضْلِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزِّ وَالْکَرَمِ سُبْحَانَ ذِی الطَّوْلِ وَالنِّعَمِ اَسْئَلُکَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِکَ وَمُنْتَھَی الرَّحْمَۃِ مِنْ کِتَابِکَ وَبِاسْمِکَ الْعَظِیْمِ الْاَعْظَمِ وَجَدِّکَ الْاَعْلٰی وَکَلِمَاتِکَ التَّامَّاتِ کُلِّھَا لَایُجَاوِزُھُنَّ بَرٌّ وَّلَافَاجِرٌ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) (۴۸۶)

---

(۴۸۵) یعنی یہ ایک عام قاعدہ اور لوگوں کا معمول ہے۔

(۴۸۶) پاک ہے وہ ذات کہ اسی کیلئے عزت کا لباس ہے اور جس نے عزت کے ساتھ کلام فرمایا' پاک ہے وہ ذات جس نے بزرگی کے ساتھ احسان فرمایا اور اسی کے ساتھ کرم فرمایا' پاک ہے وہ ذات جو اپنے علم کے ساتھ کائنات کی ساری اشیاء کو گھیرے ہوئے ہے' پاک ہے وہ ذات کہ اس کے غیر کی حقیقی پاکی بیان کرنا زیب نہیں۔ پاکی ہے اسے کہ صاحبِ فضل و احسان ہے' پاکی ہے اسے کہ صاحبِ عزت و کرم ہے' پاکی ہے اسے کہ صاحبِ قدرت و غنا اور انعام فرمانے والا ہے۔ الٰہی! میں تجھ سے تیرے عرش کی دائمی عزت کے وسیلے سے اور تیری کتاب یعنی قرآن پاک جو کہ رحمت کا منتہیٰ ہے' اس کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں اور تیرے اسم اعظم اور تیری اعلیٰ بزرگی اور تیرے سب کلماتِ تامہ کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ جن سے کوئی نیکوکار اور کوئی عصیاں شعار ذرہ برابر انحراف نہیں کر سکتا کہ تو تیرے محبوب محمد ﷺ پر درود بھیج۔

پھر خدائے تعالیٰ سے وہ سوال کرے جس میں گناہ نہیں۔ مثلاً کہے۔ اَنْ تَقْضِیَ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ (۲۸۷) اور اس حاجت کا ذکر کرے۔ اللہ تعالیٰ روا فرمائے۔

وہب کہتے ہیں ہمیں پہنچا ہے کہ یہ ترکیب اپنے بیوقوفوں اور ابلہوں (۲۸۸) کو نہ سکھاؤ کہ گناہوں پر دلیری نہ کریں۔

ترکیب سوم ۳ : عبدالرزاق نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ "جو شخص خدا سے کچھ حاجت رکھتا ہو' تنہاء مکان میں باوضوئے کامل چار رکعت پڑھے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ دس بار' (۲۸۹) دوسری میں بیس بار' تیسری میں تیس' چوتھی میں چالیس بار پڑھے۔ پھر پچاس بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور ستر مرتبہ لاحول پڑھے۔ (۲۹۰) اگر اس پر قرض ہو' ادا ہو جائے اور جو وطن سے دور ہو' خدا تعالیٰ اسے گھر پہنچائے اور جو آسمان کے برابر گناہ رکھتا ہو' اور استغفار کرے خدا اس کے گناہ بخشے' اور جو اولاد نہ رکھتا ہو' خدا اسے اولاد دے اور جو دعا کرے' خدا اس کی دعا قبول فرمائے' اور جو خدا سے دعا نہیں کرتا' خدا اس سے ناراض ہوتا ہے۔

عبداللہ فرماتے ہیں۔ اپنے احمقوں کو یہ دعا نہ سکھاؤ کہ اس سے نافرمانی پر استعانت کریں گے۔ (۲۹۱)

ترکیب چہارم ۴ : امام احمد اپنی مسند میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے راوی' میں نے حضور سید عالم ﷺ کو فرماتے سنا۔ جو وضو کامل طور پر کرے۔ یعنی مراعاتِ سنن و آداب۔ (۲۹۲) پھر دو رکعتیں پورے طور پر پڑھے۔ یعنی باستجماعِ سنن و مستحبات و

---

(۲۸۷) میری یہ حاجت بر آئے۔

(۲۸۸) یعنی اپنے بے وقوفوں اور مکاروں کو نہ سکھاؤ۔

(۲۸۹) قل ھو اللہ احد سے مراد پوری سورۃ الاخلاص ہے۔

(۲۹۰) یعنی لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۲۹۱) یعنی نافرمانی پر مدد چاہیں گے۔

(۲۹۲) یعنی سنن وآداب وضو کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔

حضورِ قلب' (۲۹۳) پھر جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگے' عاجل یا آجل' اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائے۔

امام حافظ ابن حجر عسقلانی پھر امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔ "اس کی سند حسن ہے۔"

اقول...... لفظ حدیث میں یوں ہے۔ **اعطاہ اللہ ماسأل معجلا اومؤخرا۔**

اور اس کے دو معنی محتمل' ایک یہ کہ دنیا و آخرت کی جو چیز اللہ تعالیٰ سے مانگے' اللہ عزوجل عطا فرمائے۔ دوسرے یہ کہ جو کچھ مانگے' اللہ تعالیٰ عطا کرے' جلد یا دیر میں۔ لہٰذا فقیر نے ترجمہ بھی ایسے لفظوں سے کیا جو دونوں معنوں کو محتمل رہیں۔

ترکیب پنجم ۵ : ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم' حضرت انس ﷜ سے راوی' کہ ان کی والدہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دن صبح کو خدمت اقدس حضور سید المرسلین ﷺ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی حضور! مجھے کچھ ایسے کلمات تعلیم فرمادیں کہ میں اپنی نماز میں کہا کروں۔ ارشاد فرمایا' دس بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ' دس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ دس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ' پھر جو چاہے مانگ' اللہ عزوجل فرمائے گا' نَعَمْ نَعَمْ "اچھا اچھا۔"

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔ ابن خزیمہ و ابن حبان التزاماً فرماتے ہیں' صحیح ہے۔ حاکم نے کہا بر شرطِ احادیثِ صحیح مسلم' صحیح ہے **والحمد للہ رب العلمین**o

اقول...... اس کا طریقہ یوں ہو کہ دو رکعت نفل بوضوئے تازہ و حضورِ قلب پڑھے۔ قعدے میں بعد درود شریف اَللّٰہُ اَکْبَرُ' سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ دس دس بار کہہ کر دعائے مقصود ایسے لفظوں سے کرے جو مخل نماز نہ ہوں۔

---

(۲۹۳) یعنی سنن و مستحبات اور حضورِ قلب' ان سب چیزوں کو جمع کرتے ہوئے۔

مثلاً اَسْئَلُکَ اَنْ تَقْضِیَ لِیْ حَاجَاتِیْ کُلَّھَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مَا کَانَ مِنْھَا لِیْ خَیْرًا وَّلَکَ رِضًا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اٰمِیْن ۔ (۴۹۴)

ترکیب ششم ۶ : ترمذی و ابن ماجہ و حاکم، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے راوی، حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ "جسے اللہ تعالیٰ یا کسی آدمی کی طرف حاجت ہو۔ چاہئے کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعتیں پڑھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف ثناء کرے اور نبی ﷺ پر درود بھیجے، پھر کہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ ۝ سُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ ۝ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝" (۴۹۵)

ترکیب ہفتم ۷ : اصبہانی، انس رضی اللہ عنہ سے راوی، حضور سید عالم ﷺ نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے فرمایا اے علی! کیا میں تمہیں وہ دعا نہ بتاؤں کہ جب تمہیں کوئی غم یا پریشانی ہو، اسے عمل میں لاؤ۔ تو باذن اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول اور غم دور ہو۔ وضو کے بعد دو رکعت نماز پڑھو، اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور اپنے نبی ﷺ پر درود

---

(۴۹۴) الٰہی! میں سوال کرتا ہوں کہ دنیا و آخرت میں میری ساری حاجتیں کہ میرے لئے بھلائی اور تیری رضا کا باعث ہوں، پوری فرما۔ اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربانی فرمانے والے!۔

(۴۹۵) اللہ کہ حلیم و کریم ہے، کوئی معبود نہیں سوائے اُس کے۔ پاکی ہے اللہ عزوجل کو کہ عظمت والے عرش کا پروردگار ہے۔ سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔ اے سب سے زیادہ مہربان! میں تجھ سے اُن اشیاء کا سوال کرتا ہوں کہ تیری رحمت کو لازم کرنے والی ہوں اور تیری حتمی بخشش کا اور ساری بھلائیوں سے حصے کا اور ہر برائی سے سلامتی کا سوال کرتا ہوں۔ میرے تمام گناہوں کی ایسی بخشش فرما کہ کوئی گناہ باقی نہ رہے اور سارے غم دور فرما اور میری تمام حاجات پوری فرما کہ تیری رضا کا باعث ہوں۔

خوانی اور اپنے اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرو' پھر کہو۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۔ اَللّٰھُمَّ کَاشِفَ الْغَمِّ مُفَرِّجَ الْھَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ اَدْعُوْکَ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا فَارْحَمْنِیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِقَضَائِھَا وَنُجَاحِھَا رَحْمَۃً تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَّحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ ۔(۳۹۶)

ترکیب ہشتم ۸ : حاکمؒ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے راوی حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں۔ رات یا دن میں بارہ رکعتیں' ہر دو رکعت پر اَلتَّحِیَّات پڑھے۔ پچھلی اَلتَّحِیَّات کے بعد اللہ تعالیٰ کی ثناء اور نبی ﷺ پر درود بجا لاؤ۔ پھر سجدے میں فاتحہ سات بار' آیۃ الکرسی سات بار' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ دس بار پڑھے۔

پھر کہہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِکَ وَ مُنْتَھَی الرَّحْمَۃِ مِنْ کِتَابِکَ وَاسْمِکَ الْاَعْظَمِ وَجَدِّکَ الْاَعْلٰی وَکَلِمَاتِکَ التَّامَّۃِ (۳۹۷)

---

(۳۹۶) اے اللہ عزوجل! تو اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ اختلاف رکھتے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں کہ ہے بلند و عظیم' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کہ ہے حلیم و کریم۔ پاکی ہے اللہ عزوجل کو کہ ہے پروردگار ہفت آسمان و عرش عظیم۔ سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جو مالک سارے جہان والوں کا کہ ہے پروردگار عرش عظیم۔ اے غموں کو دور فرمانے والے الہ العلمین! پریشانیوں کو دفع فرمانے والے رب العلمین! اے پریشان حالوں کی فریاد رسی فرمانے والے! اے دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم! میری اس حاجت کو پورا اور کامیاب فرمانے کے معاملے میں مجھ پر ایسی مہربانی فرما کہ تیرے سوا دوسروں سے مجھے بے پرواہ کردے۔

(۳۹۷) اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے تیرے عرش کی بلندیوں' تیری کتاب کی رحمت کے منتہیٰ' تیرے اسم اعظم' تیری اعلیٰ بزرگی اور تیرے کلمات تامہ کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں۔

پھر اپنی حاجت مانگ' پھر سر اٹھا کر دائیں بائیں سلام پھیر اور اسے بیوقوفوں کو نہ سکھاؤ کہ وہ اس کے ذریعے سے دعا مانگیں گے تو قبول ہوگی۔

احمد بن حرب و ابراہیم بن علی و ابو ذکریا و حاتم نے کہا' ہم نے اس کا تجربہ کیا' تو حق پایا۔

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ فقیر نے بھی چند بار تجربہ کیا۔ تیر بے خطا پایا۔ یہاں تک کہ بعض اعزہ کے مرض کو اشتداد شدید و امتداد مدید ہوا(۴۹۸) حتیٰ کہ ایک روز بالکل نزع کے آثار طاری ہوگئے' سب اقارب رونے لگے۔ فقیر ان سب کو روتا چھوڑ کر دروازۂ کریم پر حاضر ہوا۔ یہ نماز پڑھی اس کے بعد مریض کی طرف چلا اور وسوسہ تھا کہ شاید خبر نوع دگر سننے میں آئے۔(۴۹۹) وہاں گیا تو بحمد اللہ تعالیٰ مریض کو بیٹھا باتیں کرتا پایا۔ مرض جاتا رہا' چند روز میں قوت بھی آگئی۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْد۔

فائدہ: یہ حدیث ابن عساکر نے بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی۔ مگر اتنا فرق ہے کہ اس میں اس نماز کا وقت بعد مغرب معین کیا اور فاتحہ و آیۃ الکرسی و کلمہ مذکورہ پڑھنے کے لئے بارہویں رکعت کا پہلا سجدہ اور دعا **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ** پڑھنے کو اس کا دوسرا سجدہ رکھا۔ نہ یہ کہ بعد اَلتَّحِیَّات کے سلام سے پہلے ایک سجدہ جداگانہ میں پڑھی جائیں۔ واللہ سبحنہ وتعالی اعلم۔

اقول...... مگر ہمارے جمہور ائمہ لفظ **اَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّمِنْ عَرْشِكَ** کو منع فرماتے ہیں۔ ھدایہ و وقایہ وتنویر الابصار و درمختار و شرح جامع صغیر امام قاضی خاں و تمرتاشی و محبوبی وغیرہا کتب فقہیہ میں اس کی ممانعت مصرح۔(۵۰۰) علامہ ابن امیر الحاج نے حلیہ میں تصریح فرمائی کہ یوں کہنا مکروہ تحریمی یعنی قریب بحرام

---

(۴۹۸) یعنی وہ عرصہ دراز سے شدید بیمار تھے۔

(۴۹۹) یعنی شاید انتقال مریض کی خبر سننے کو ملے۔

(۵۰۰) یعنی مذکورہ کتب فقہیہ وغیرہ میں اس کی ممانعت صاف اور واضح طور پر منقول ہے۔

قطعی ہے اور یہ حدیث اور اسی طرح حدیثِ ترکیب دُوم دونوں بشدت ضعیف ہیں کہ اس باب میں ہرگز قابلِ استناد نہیں ہو سکتیں۔ تو ان ترکیبوں سے یہ لفظ کم کر دینا ضرور ہے۔

ثم اقول...... سجدے بلکہ قعدے بلکہ قیام کے سوا نماز کے کسی فعل میں قرآن عظیم کی تلاوت' حدیث و فقہ دونوں سے منع ہے۔ یہاں تک کہ سہواً پڑھے تو سجدہ لازم اور عمداً پڑھے تو اعادہ واجب۔ تو ضرور ہے کہ **فاتحہ' آیۃ الکرسی** جو سجدے میں پڑھی جائیں گی' ان سے ثنائے الٰہی کی نیت کرے' نہ قرآن عظیم کی۔ نیز واضح رہے کہ نوافلِ مطلقہ میں ہر دو رکعت نماز جداگانہ ہے۔ تو جتنی رکعات ایک نیت سے پڑھی جائیں' ہر قعدے میں **اَلتَّحِیَّات** کے بعد درود و دعا سب کچھ ہو اور ہر تیسری کے آغاز میں **سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ** و **اَعُوْذُ** بھی ہو۔

ثم اقول...... ہمارے ائمہ ﷺ کے نزدیک ایک نیت میں دن کو چار رکعت سے زیادہ مکروہ ہے اور رات کو آٹھ سے زائد۔ **وظاہر اطلاق الکراھۃ کراھۃ التحریم وقد نص فی رد المحتار علی انہ لا یحل فعلہ**۔ (۵۰۱) مگر دن کی کراہت متفق علیہ اور شب کی کراہت میں اختلاف ہے۔ امام شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا۔ رات کو آٹھ سے زیادہ بھی مکروہ نہیں۔ فتاویٰ خلاصہ میں اسی کو صحیح کہا۔ **وعامتھم علی الکراھۃ وصححھا فی البدائع**۔

تو یہ نماز اگر ہو' شب (۱۸☆) میں ہو کہ ایک صحیح پر کراہت سے محفوظ رہے۔

ترکیب نہم ۹: حافظ بوالفرج ابن الجوزی بطریق ابان بن ابی عیاش' انس ﷺ سے راوی

(۱۸☆) الحمدللہ کہ روایتِ ابنِ عساکر نے اس رائے فقیر کی تائید فرمائی کہ اس میں بعدِ مغرب کی تصریح آئی کما علمت۔ ۱۲ مدظلہ

(۵۰۱) ظاہر یہ ہے کہ مطلق کراہت سے مراد مکروہ تحریمی ہے اور رد المحتار میں اس بات پر نص وارد ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں۔

کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ "جسے اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت دنیا یا آخرت کی ہو، وہ پہلے کچھ صدقہ دے، پھر بدھ، جمعرات و جمعہ کا روزہ رکھے۔ پھر جمعہ کو مسجدِ جامع میں جاکر بارہ رکعتیں پڑھے۔ دس رکعتوں میں الحمد ایک بار، آیۃ الکرسی دس بار اور دو میں الحمد ایک بار قُلْ ھُوَ اللّٰہ پچاس بار۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے تو کوئی حاجت ہو، دنیا خواہ آخرت کی، اللہ تعالیٰ پوری فرمائے۔

قال الحافظ، ابان متروك.

اقول...... روی له ابو داوٗد فی سننہٖ والرجل من العبّاد و الزُّھّاد والصلحاء من صغار التابعین ولم ینسب لوضع وقد قال الامام ایوب السختیانی مازال نعرفه بخیر منذ کان وقد روی عنه الامام سفیٰن الثوری واکثر الناس تشدیدًا علیه شعبة وقد کلمه حماد بن زید وعباد بن عباد ان یکفّ عنه فکفّ ثم عاد وقال الامردین وصرح ان دفیعته فیه عن ظن من غیر یقین ومع ذلك قد روی عنه والعهد عنه انه لایروی الا عن ثقة عنده ولا ارید بکل ھذا تمشیة ابان بل ابانة ان ابا الفرج لم یصب فی ایراده فی الموضوعات کعادته وھذا خاتم ائمة الشان ابن حجر العسقلانی قال فی اطراف العشرة لحدیث رواه احمد بن ذکوان زعم ابن حبان وتبعه ابن الجوزی ان ھذا المتن موضوع ولیس کما قالا والراوی وان کان متروکًا عند الاکثر ضعیفا عند البعض فلم ینسب للوضع۝

ترکیب دہم ۱۰: امام ابو الحسن نور الدین علی بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز "بہجۃ الاسرار شریف" میں بسند صحیح حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے راوی کہ ارشاد فرماتے ہیں۔

من استغاث بی فی کربة کشفت عنه "جو کسی تختی میں میری دوہائی دے وہ تختی دور ہو جائے۔"

ومن نادانی باسمی فی شدة فرجت عنه "اور جو کسی مشکل میں میرا نام لے

کرندا کرے وہ مشکل حل ہوجائے۔"

ومن توسل بی الی اللہ عزوجل فی حاجۃ قضیت لہ "اور جو کسی حاجت میں اللہ عزوجل کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت روا ہوجائے اور جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ، سورۃ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام' نبی علیہ ﷺ پر درود بھیجے۔

ویذکرنی ثم یخطو الی جھۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ ویذکر اسمی ویذکر حاجتہ فانھا تقضی باذن اللہ تعالی. "اور مجھے یاد کرے۔ پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام لیتا جائے پھر اپنی حاجت ذکر کرے' تو بیشک وہ حاجت باذن اللہ تعالیٰ پوری ہو۔"

یہ مبارک نماز اس سلطانِ بندہ نواز سے اکابر ائمہ دین' مثل امام ابن جھضم و امام یافعی و مولانا علی قاری و مولانا شیخ محقق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم نے نقل و روایت فرمائی اور فقیر نے ایک مبسوط رسالہ اس کی تحقیق و اثبات و رد شکوک و شبہات میں مسمّٰی بنام تاریخی "انھار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار" ملقب بہ " الحجج البھیۃ لمحب الصلوٰۃ الغوثیۃ " اور دوسرا رسالہ عربی مختصر اس کی ترکیب وکیفیت و طریقہ حضرات مشائخ قدست اسرارھم میں مسمّٰی بنام تاریخی "ازھار الانوار من صبا صلوۃ الاسرار" لکھا۔

جسے معیار شرع مطہر پر اس نماز مقدس کی کامل عیاری اور اعتراضات واہیہ منکرین کی ذلت و خواری دیکھنی ہو' رسالۂ اولیٰ اور جسے اس کی تفصیلی ترکیب اور طریقہ مروّجہ حضرات مشائخ کی ترتیب سمجھنی ہو' رسالہ ثانیہ کی طرف رجوع لائے۔

والحمدللہ رب العلمین۔

بالجملہ یہ دس ترکیبیں ہیں۔ جن میں اول و چہارم و پنجم و دہم تو اعلیٰ درجۂ حسن و صحت و نظافتِ سند پر ہیں۔ ان میں سب سے اجل و اعظم اول ہے' کہ اجلہ حفاظ نے

یک زبان اس کی تصحیح فرمائی۔ پھر پنجم کہ ترمذی نے تحسین اور حاکم نے تصحیح کی۔ پھر چہارم کہ حسن ہے پھر دہم کہ وہ تین ارشادات مصطفیٰ ﷺ سے ہیں اور یہ ارشاد ان المصطفیٰ ﷺ۔ ان کے بعد ششم و ہفتم و نہم پھر سوم کا مرتبہ ہے۔ فان الضعیف یعمل به فی فضائل الاعمال باجماع اهل الکمال اور دوم و ہشتم سنداً بھی شدید الضعف اور شرعاً بھی محذور پر مشتمل ان سے احتراز ہو یا ترکِ لفظِ مذکور سے اصلاح۔

واللہ سبحنه وتعالیٰ اعلم۔

تنبیہ: قضائے حاجت کی نمازیں جو کلمات علمائے کرام میں مذکور یا حضرات مشائخ عظام سے ماثور' بکثرت ہیں اور بحمد اللہ تعالیٰ اس سگ درگاہ قادریت کو ان کے اور تمام حاجات جزئیہ و کلیہ کے متعلق ہزار ہا اعمالِ نفیسہ جلیلہ مجربہ کی اجازت اپنے شیخ و آقائے نعمت و دریائے رحمت' امام العلماء والاولیاء' ستام الکملاء والاصفیاء' سید الواصلین سند الکاملین شیخی ومولائی و مرشدی وکنزی ذخری لیومی وغدی' حضور پر نور سیدنا و مولانا سید شاہ آلِ رسول' احمدی مارہروی رضی اللہ تعالی عنه وارضاه وجعل اعلی جنان الفردوس مثواه سے۔

ع وللارض من کاس الکرام نصیب

ان میں صرف نماز ہائے حاجت ہی کی تفصیل کروں تو ایک کتاب جداگانہ لکھوں اور ہنوز وہ بھی باقی اور فقیر کے پیش نظر ہیں جو احادیث میں خود حضور سید العلمین ﷺ سے منقول ہوئیں۔ مگر ناظر رسالہ جان لے گا کہ اصل رسالے میں اوّل سے آخر تک حضرت مصنف علام قدس سرہ الشریف کو احاطہ واستیعاب کا قصد نہیں۔ ولہذا فقیر نے تکثیر فائدہ کے لئے ہر جگہ زیادات کیں اور ان میں بہت زیادتیں خود حضرت مصنف قدس سرہ کے دوسرے رسائل و تالیفات سے لیں۔ جن سے ثابت کہ حضرت ممدوح نے قصداً ہر جگہ صرف چند مختصر جملوں پر قناعت فرمائی ہے لہذا اس

ذیل میں بھی باتباع اصل استیعاب ملحوظ نہ رہا۔ خصوصاً خاتمے میں کہ یہاں تو جس قدر پیش نظر ہے اس سب کا ایراد' حجم رسالہ کو دو چند سے بڑھا دیگا۔ لہذا اسی قدر پر اقتصار ہوتا اور رب عزوجل رؤف' رحیم' کریم' حی' قیوم' عظیم' علیم' جلّ مَجْدُہٗ سے بتوسل حضور سید المحبوبین سید المرسلین سید العالمین نبی الرحمۃ شفیع الامۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ و اصحابہ و ابنہ الاکرم' الغوث الاعظم و اولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین' بنہایت تضرع و زاری دعا ہے کہ ان دونوں رسائل اصل و ذیل اور حضرت مصنف علام وفقیر مستہام کی تمام تالیفات کو خالصاً لوجہ الکریم قبول فرمائے اور اہل اسلام کو عاجلاً و آجلاً ان سے نفع بخشے۔

انہ ولی ذلک والقدیر علیہ ولہ الحمد ابداً

دائماً والمآب الیہ امین امین الہ الحق

امین برحمتک یا ارحم الراحمینo

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا

ومولنا محمد والہ وصحبہ اجمعینo

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ

تمت

مناجات

امام اہلسنت مجدد دین وملت
مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیِ دیدارِ حسنِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبحِ جاں فزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیدِ بے سایہ کے ظلِ لوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجےٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط
آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
ربِّ سلّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمیں ربنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدار عشقِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

فیضانِ سُنّت کی بہار

بقیع

ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے کہ خدا عزوجل کی قسم! ایک رات میری تقدیر چمکی اور میں نے جو کچھ منظر دیکھا وہ لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ اَلحمدُ للہ عزوجل میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک چٹائی پر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، پہلو میں سیّدنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ جبکہ سامنے امیرِ اہلسنّت محمد الیاس عطّار قادری رضوی ایک کتاب سینے سے لگائے سر جھکائے دو زانو بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُن کے سیدھے ہاتھ کی طرف بالپوائنٹ شریف ہیں۔ اِتنے میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "الیاس کتاب دو" امیرِ اہلسنّت نے بصد عجز و نیاز کتاب پیش کر دی۔ جو کتاب دی وہ **فیضانِ سُنّت** تھی۔ اُس پر کعبۃ اللہ شریف اور سبز سبز گنبد کی دلکش تصاویر واضح نظر آ رہی تھیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے **فیضانِ سُنّت** لیکر حضرت سیّدنا صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دی اور فرمایا، "اس میں سے باب درود و سلام پڑھو" چنانچہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر سنایا۔

فیضانِ سُنّت ملنے کا پتا: مکتبۃ المدینہ، شہید مسجد، کھارادر، کراچی۔